perfect24u.com
A-PDF Watermark DEMO: Purchase from www.A-PDF.com to remove the watermark

اُردو لازمی

برائے جماعت نہم

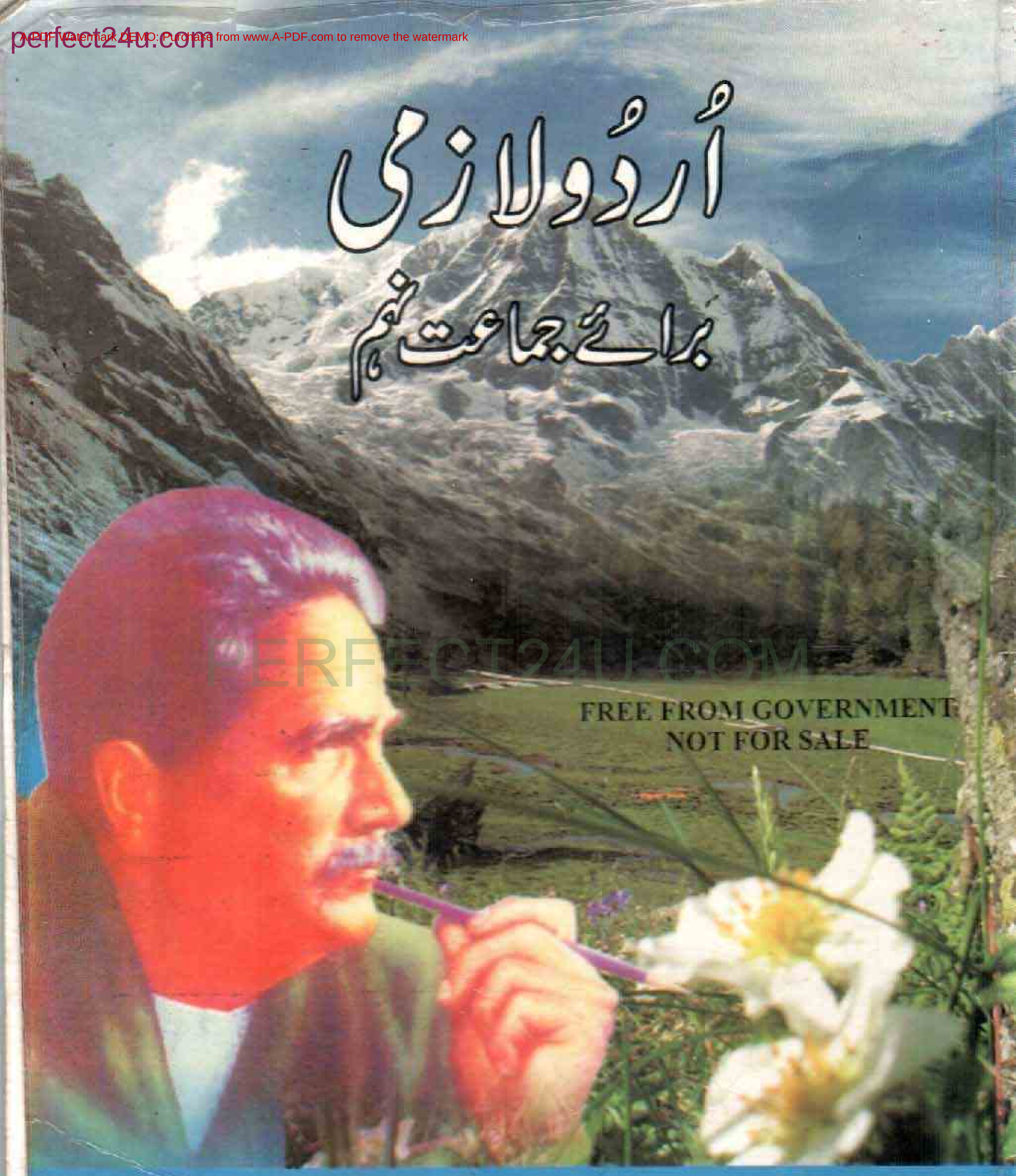

PERFECT24U.COM

FREE FROM GOVERNMENT
NOT FOR SALE

خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ، پشاور

perfect24u.com

اُردو لازمی

برائے جماعت نہم

حمایت محمد

PERFECT24U.COM

نام : حیات محمد

والد کا نام : دوست محمد

خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بُک بورڈ، پشاور

perfect24u.com

حاصلات تعلّم

اس کتاب کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:۔

- ☆ کسی بھی تحریر، نظم، گفتگو اور تقریر کا مرکزی خیال بیان کر سکیں۔
- ☆ کسی بات یا پیغام کو سن کر انھی لفظوں میں دوہرا سکیں۔
- ☆ ادبی اور علمی تحریروں میں مجازی اور اصطلاحی امتیاز کو ملحوظ رکھ کر حسن بیان اور تصورات کے بیان کو سمجھ کر پڑھ سکیں۔
- ☆ دفتری و عدالتی حکم ناموں کو سمجھ کر پڑھ سکیں تاکہ ان کا جواب تیار کر سکیں۔
- ☆ کسی نظم کو نثر کی صورت میں کھول کر لکھ سکیں۔
- ☆ مکالمہ نگاری اور خط نویسی کر سکیں۔
- کم از کم پانچ پیراگراف کا مضمون اپنے مشاہدے، علم، تجربات اور تخیل کے حوالے سے لکھ سکیں۔
- ☆ مباحثوں اور مذاکروں میں موضوع کے حق یا مخالفت میں حصہ لے سکیں۔
- ☆ جملے کے اجزائے ترکیبی کی تعریف کر سکیں۔
- ☆ ذو معنی الفاظ کا استعمال کر سکیں۔
- ☆ جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ میں امتیاز کر سکیں۔
- ☆ علم بیان کی بنیادی اصطلاحوں، تشبیہ، استعارہ، مجاز مرسل اور کنایہ سے آگاہ ہو سکیں۔
- ☆ دیگر اصطلاحات شعر کی تعریف اور مثالیں جان سکیں۔
- ☆ غلط فقرات کی روزمرہ محاورہ کے لحاظ سے درستی کر سکیں۔
- ☆ مرکب ناقص اور مرکب تام میں فرق کر سکیں۔
- ☆ مختلف اصناف سخن میں امتیاز کر سکیں۔
- ☆ کسی اخبار یا ذمہ دار آفیسر کو درخواست یا روداد بھیج سکیں۔

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

حصہ نثر

نمبر شمار	سبق	مصنف	صفحہ
۱	اخلاقِ نبویؐ	مولانا شبلی نعمانی	۱
۲	اسلام میں گداگری کی مذمت	الطاف حسین حالی	۱۲
۳	قومی اتفاق	سر سید احمد خان	۲۰
۴	انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا	محمد حسین آزاد	۲۷
۵	نصوح کا خواب	مولوی نذیر احمد	۳۳
۶	حجِ اکبر	منشی پریم چند	۴۱
۷	دستک	میرزا ادیب	۵۲
۸	غلام	فرحت اللہ بیگ	۶۳
۹	آرام وسکون	امتیاز علی تاج	۷۱
۱۰	نیلی جھیل	شفیق الرحمان	۸۱
۱۱	سفارش طلب	کرنل محمد خان	۹۰

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

حصہ نظم

۱	حمد	الطاف حسین حالؔی	۱۰۰
۲	نعت	امیؔر مینائی	۱۰۲
۳	برسات کی بہاریں	نظیؔر اکبر آبادی	۱۰۵
۴	طلوعِ اسلام	علامہ اقبالؔ	۱۰۹

حصہ غزل

۱	میر تقی میرؔ	☆ اشک آنکھوں میں کب نہیں آتا ☆ فقیرانہ آئے صدا کر چلے	۱۱۳
۲	حیدر علی آتشؔ	☆ سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا ☆ ہوائے دورِ مئے خوش گوار راہ میں ہے	۱۱۷
۳	مرزا غالبؔ	☆ پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا ☆ یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا	۱۲۱
۴	بہادر شاہ ظفرؔ	☆ یا تو افسر مرا شاہانہ بنایا ہوتا ☆ لگتا نہیں ہے جی مرا اُجڑے دیار میں	۱۲۵

فرہنگ ۱۲۹

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

مولانا شبلی نعمانی

ولادت ۱۸۵۷ء ، وفات ۱۹۱۴ء

مولانا شبلی نعمانی یو۔ پی کے ضلع اعظم گڑھ کے ایک قصبے بندول میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام شیخ حبیب اللہ تھا۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم اپنے قصبے میں پائی۔ منطق و فلسفہ، طبیعات و ریاضی کی تعلیم غازی پور میں حاصل کی۔ فقہ کی تعلیم رام پور میں اور علمِ حدیث کی تعلیم سہارن پور میں حاصل کی۔

مولانا شبلی نعمانی، سرسید احمد خاں کے قائم کردہ مسلم علی گڑھ کالج میں بطور پروفیسر تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۸۸۲ء میں پروفیسر آرنلڈ کے ساتھ اسلامی ممالک کا دورہ کیا۔ ترکی حکومت نے انھیں تمغۂ مجیدیہ اور انگریزی حکومت نے انھیں شمس العلما کا خطاب دیا۔ سرسید کی وفات کے بعد لکھنؤ چلے گئے۔ وہاں ''ندوۃ العلما'' کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا۔ اعظم گڑھ کے مقام پر ''دارالمصنفین'' کے نام سے ایک اعلیٰ درجے کا علمی اور تحقیقی ادارہ قائم کیا، جو آج تک علم و ادب کی خدمت کررہا ہے۔

PERFECT24U.COM

مولانا شبلی نے تاریخی سوانح عمریوں کے ذریعے مسلمانوں کو ان کے سنہری ماضی کی یاد دِلا کر مستقبل کی تعمیر پر اُبھارنے کی کوشش کی۔ تنقید کے میدان میں شبلی نے مغربی تنقید کے اصولوں اور کچھ حد تک حالی کا اثر قبول کیا ہے، مگر ان کا مزاج خالص مشرقی ہے۔ وہ کسی وقت بھی مغرب کی تہذیب اور اس کے علم و ادب سے مرعوب نہیں ہوتے۔ ان کا شمار سرسید کے رُفقاء اور اردو نثر کے عناصرِ خمسہ میں ہوتا ہے۔ ان کی تحریروں میں ادب کا مقصدی پہلو نمایاں ہے۔ ان کا نصب العین یہ ہے کہ مسلمانوں کی تہذیب اور تاریخ کو نئے لوگوں کے سامنے اس انداز سے پیش کیا جائے کہ ان کے دل میں اپنے ماضی کے متعلق خود اعتمادی پیدا ہو اور وہ اپنے مستقبل کو بہتر بنانے کی طرف متوجہ ہوں۔

ان کا بیان عالمانہ، لہجہ پُرجوش اور عبارت مختصر ہے۔ ان کی تحریروں میں جوشِ بیان اپنی پوری آب و تاب

NOT FOR SALE

perfect24u.com

کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ انھیں الفاظ کے برمحل استعمال پر پوری قدرت حاصل ہے۔ وہ موتی چُنتے اور پروتے ہیں۔

علمی مسائل کے بیان میں بھی ان کا انداز شگفتہ رہتا ہے۔ عبارت سلیس، رواں اور بے ساختہ ہوتی ہے، اسلوب محققانہ جبکہ فقروں میں شعر کی حکمت اور بیان کا جادو ہوتا ہے۔ تاریخ نگاری اور تنقید نگاری میں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ شبلی کی نمایاں تصانیف یہ ہیں:

۱) سیرت النعمان	۲) الفاروق	۳) المامون
۴) سوانحِ مولانا روم	۵) الغزالی	۶) اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر
۷) سیرت النبیؐ	۸) شعر العجم	۹) موازنۂ انیس و دبیر

۱۰) سفرنامۂ روم ومصروشام

ان کا سب سے بڑا علمی کارنامہ "سیرت النبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم" ہے جس کی انھوں نے ابھی دو ہی جلدیں لکھی تھیں کہ موت نے قلم ہاتھ سے چھین لیا۔ سیرت النبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بقیہ چار جلدیں شبلی کے لائق شاگرد مولانا سید سلیمان ندویؒ نے مرتب کیں۔ شبلی نے ۱۹۱۴ء میں وفات پائی۔

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

اخلاقِ نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

مداومتِ عمل:

اخلاق کا سب سے مقدّم اور ضروری پہلو یہ ہے کہ انسان جس کام کو اختیار کرے، اس پر اس قدر استقلال کے ساتھ قائم رہے کہ گویا وہ اس کی فطرتِ ثانیہ بن جائے۔ انسان کے سوا تمام دنیا کی مخلوقات صرف ایک ہی قسم کا کام کر سکتی ہیں اور وہ فطرتاً اسی پر مجبور ہیں، لیکن اخلاق کا ایک دقیق نکتہ یہ ہے کہ انسان اپنے لیے اخلاقِ حسنہ کا جو پہلو پسند کرے، اس کی شدت سے پابندی کرے اور اس طرح دائمی اور غیر متبدل طریقے سے اس پر عمل کرے کہ گویا وہ اپنے اختیار کے باوجود اس کام کے کرنے پر مجبور ہے اور لوگ دیکھتے دیکھتے یہ یقین کر لیں کہ اس شخص سے اس کے علاوہ اور کوئی بات سرزد ہو ہی نہیں سکتی۔ گویا اس سے یہ افعال اس طرح صادر ہوتے ہیں، جیسے: آفتاب سے روشنی، درخت سے پھل اور پھول سے خوشبو کہ یہ خصوصیات ان سے کسی حالت میں الگ نہیں ہو سکتیں۔ اسی کا نام استقامتِ حال اور مداومتِ عمل ہے۔

PERFECT24U.COM

رسول پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے تمام کاموں میں اسی اصول کی پابندی فرماتے تھے۔ جس کام کو، جس طریقے سے، جس وقت آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے شروع فرمایا، اس پر برابر شدت کے ساتھ قائم رہتے تھے۔ سنّت کا لفظ ہماری شریعت میں اسی اُصول سے پیدا ہوا ہے۔ سنّت وہ فعل ہے، جس پر رسول پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہمیشہ مداومت فرمائی اور بغیر کسی قوی مانع کے کبھی اس کو ترک نہیں فرمایا۔ اس بنا پر جس قدر سنن ہیں۔ وہ درحقیقت آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی استقامتِ حال اور مداومتِ عمل کی ناقابل انکار مثالیں ہیں۔

حسنِ خُلق:

حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت انسؓ، حضرت ہندؓ بن ابی ہالہ وغیرہ جو مدتوں آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

NOT FOR SALE

perfect24u.com

کی خدمت میں رہے تھے، ان سب کا متفقہ بیان ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نہایت نرم مزاج، خوش اخلاق اور نیک سیرت تھے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا چہرہ ہنستا تھا؛ وقار و متانت سے گفتگو فرماتے تھے اور کسی کی خاطر شکنی نہیں کرتے تھے۔

معمول یہ تھا کہ کسی سے ملنے کے وقت ہمیشہ پہلے خود سلام و مصافحہ فرماتے۔ کوئی شخص جھک کر آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے کان میں کچھ بات کہتا، تو اس وقت تک اس کی طرف سے رُخ نہ پھیرتے، جب تک وہ خود مُنہ نہ ہٹالے۔ مصافحے میں بھی یہی معمول تھا، یعنی کسی سے ہاتھ ملاتے تو جب تک وہ خود نہ چھوڑ دے، اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے۔ اکثر نوکر چاکر، لونڈی غلام، خدمتِ اقدس میں پانی لے کر آتے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس میں ہاتھ ڈال دیں، تاکہ متبرک ہو جائے۔ جاڑوں کا دن اور صبح کا وقت ہوتا، تاہم آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کبھی انکار نہ فرماتے۔

مجالسِ صحبت میں لوگوں کی ناگوار باتوں کو برداشت فرماتے۔ اس کا اظہار نہ کرتے۔ کسی شخص کی کوئی بات نا آتی تو اکثر اس کے سامنے اس کا تذکرہ نہ فرماتے۔ ایک دفعہ ایک صاحب عرب کے دستور کے مطابق زعفران لگا کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کچھ نہ فرمایا۔ جب وہ اٹھ کر چلے گئے، تو لوگوں سے کہا کہ ان سے کہہ دینا کہ یہ رنگ دھو ڈالیں۔

PERFECT24U.COM

مجلسِ نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں جگہ بہت کم ہوتی تھی۔ جو لوگ پہلے سے آ کر بیٹھ جاتے تھے اُن کے بعد جگہ باقی نہیں رہتی تھی۔ ایسے موقع پر اگر کوئی آ جاتا، تو اس کے لیے آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خود اپنی ردائے مبارک بچھا دیتے تھے۔ کسی کی کوئی بات بُری معلوم ہوتی، تو مجلس میں نام لے کر اس کا ذکر نہیں کرتے تھے، بلکہ صیغۂ تعمیم کے ساتھ فرماتے تھے کہ لوگ ایسا کرتے ہیں، لوگ ایسا کہتے ہیں، بعض لوگوں کی یہ عادت ہے۔ یہ طریقۂ ابہام اس لیے فرماتے تھے کہ شخصِ مخصوص کی ذلت نہ ہو اور اس کے احساسِ غیرت میں کمی نہ آئے۔

ایثار:

آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اخلاق و عادات میں جو وصف سب سے زیادہ نمایاں اور جس کا اثر ہر

NOT FOR SALE

perfect24u.com

موقع پر نظر آتا تھا، وہ ایثار تھا۔ اولاد سے آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بے انتہا محبت تھی اور ان میں حضرت فاطمۃ الزہراؓ اس قدر عزیز تھیں کہ جب آتیں، تو فرطِ محبت سے کھڑے ہو جاتے، پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے۔ تاہم حضرت فاطمہؓ کی عُسرت اور تنگدستی کا یہ حال تھا کہ گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی، خود چکّی پیستیں، خود ہی پانی کی مَشک بھر لاتیں۔ چکّی پیستے پیستے ہتھیلیاں گھس گئی تھیں اور مَشک کے اثر سے سینے پر نیل پڑ گئے تھے۔ ایک دن خدمتِ اقدس صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں حاضر ہوئیں، خود تو پاسِ حیا سے عرضِ حال نہ کر سکیں۔ جناب حضرت علیؓ نے اُن کی طرف سے یہ حال عرض کیا اور درخواست کی کہ فلاں غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں، ان میں سے ایک کنیز مل جائے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ابھی اصحاب صُفہ کا انتظام نہیں ہوا اور جب تک ان کا بندوبست نہ ہو لے، میں اور طرف توجہ نہیں کر سکتا۔

تواضع:

گھر کا کام کاج خود کرتے، کپڑوں میں پیوند لگاتے، گھر میں خود جھاڑو دیتے، دودھ دوہ لیتے، بازار سے سودا لاتے، جوتی پھٹ جاتی، تو خود گانٹھ لیتے۔ گدھے کی سواری سے آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عار نہ تھا۔ غلاموں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھتے اور ان کے ساتھ کھانا کھانے سے پرہیز نہ تھا۔ ایک دفعہ گھر سے باہر تشریف لائے، لوگ تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ فرمایا کہ: "اہلِ عجم کی طرح تعظیم کے لیے نہ اٹھو"۔ غریب سے غریب بیمار ہوتا، تو عیادت کو تشریف لے جاتے۔ مفلسوں اور فقیروں کے ہاں جا کر ان کے ساتھ بیٹھتے، تو اس طرح بیٹھتے کہ امتیازی حیثیت کی بنا پر کوئی آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پہچان نہ سکتا۔ کسی مجمع میں جاتے، تو جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے۔ ایک دفعہ ایک شخص ملنے آیا، لیکن نبوت کا رعب اس قدر طاری ہوا کہ کانپنے لگا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "گھبراؤ نہیں، میں بادشاہ نہیں، ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں، جو سُوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی"۔

بچوں پر شفقت:

بچوں پر نہایت شفقت فرماتے تھے۔ معمول تھا کہ سفر سے تشریف لاتے، تو راہ میں جو بچے ملتے، ان میں

PERFECT24U.COM

سے کسی کو اپنے ساتھ سواری پر آگے پیچھے بٹھاتے۔ راستے میں بچے ملتے، تو ان کو خود سلام کرتے۔

ایک دن خالد بن سعیدؓ خدمتِ اقدس میں آئے۔ ان کی چھوٹی لڑکی بھی ساتھ تھی اور سرخ رنگ کا کُرتا بدن پر تھا۔ آپؐ نے فرمایا: سَنہ سَنہ۔ حبشی زبان میں حسنہ کو سَنہ کہتے ہیں۔ چونکہ ان کی پیدائش حبش میں ہوئی تھی، اس لیے آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس مناسبت سے حبشی تلفظ میں حَسنہ کی بجائے سَنہ کہا۔

یہ محبت اور شفقت مسلمان بچوں تک محدود نہ تھی، بلکہ مشرکین کے بچوں پر بھی اسی طرح لطف فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک غزوے میں چند بچے جھپیٹ میں آکر مارے گئے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو خبر ہوئی، تو نہایت آزردہ ہوئے۔ ایک صاحب نے کہا: ''یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم وہ مشرکین کے بچے تھے۔'' آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''مشرکین کے بچے بھی تم سے بہتر ہیں۔ خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو۔ ہر جان خدا ہی کی فطرت پر پیدا ہوتی ہے۔''

معمول تھا کہ جب فصل کا نیا میوہ کوئی خدمتِ اقدس میں پیش کرتا، تو حاضرین میں جو سب سے کم عمر بچہ ہوتا، اس کو عنایت فرماتے۔ بچوں کو چومتے اور ان کو پیار کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اسی طرح بچوں کو پیار کر رہے تھے کہ ایک بدو آیا، اس نے کہا: ''تم لوگ بچوں کو پیار کرتے ہو، میرے دس بچے ہیں، مگر اب تک میں نے کسی کو پیار نہیں کیا''۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اگر تمہارے دل سے محبت چھین لے، تو میں کیا کروں؟''

لطفِ طبع:

کبھی کبھی ظرافت کی باتیں فرماتے۔ ایک دفعہ حضرت انسؓ کو پکارا، تو فرمایا: ''او دو کان والے!'' اس میں ایک نکتہ یہ بھی تھا کہ حضرت انسؓ نہایت اطاعت شِعار تھے اور ہر وقت رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ارشاد پر کان لگائے رکھتے تھے۔ حضرت انسؓ کے چھوٹے بھائی کا نام ابوعمیر تھا، وہ کم سن تھے اور ایک ممولا پال رکھا تھا کہ اتفاق سے وہ مرگیا۔ ابوعمیر کو بہت رنج ہوا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کو غمزدہ دیکھا، تو فرمایا: ''ابوعمیر

NOT FOR SALE
perfect24u.com

perfect24u.com

تمھارے مموے نے کیا کیا۔"

ایک شخص نے خدمتِ اقدس صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں آ کر عرض کیا کہ مجھ کو کوئی سواری عنایت ہو۔ ارشاد ہوا کہ: "میں تمھیں اونٹنی کا بچہ دوں گا"۔ اُس نے کہا: "یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟" آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ: "کوئی اونٹ ایسا بھی ہوتا ہے، جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو؟"

ایک بُڑھیا خدمتِ اقدسؐ میں آئی کہ "حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے لیے دعا فرمائیں: کہ مجھ کو بہشت نصیب ہو"۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ: "بوڑھیاں بہشت میں نہ جائیں گی۔" اس کو بہت صدمہ ہوا اور روتی ہوئی واپس چلی گئی۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ: اسے کہہ دو کہ بوڑھیاں جنت میں جائیں گی، لیکن جوان ہو کر جائیں گی۔"

ایک بدوی صحابی تھے، جن کا نام زاہرؓ تھا۔ وہ دیہات کی چیزیں آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ شہر میں آئے، گاؤں سے جو چیزیں لائے تھے، ان کو بازار میں فروخت کر رہے تھے۔ اتفاقاً آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اُدھر سے گزرے، زاہرؓ کے پیچھے جا کر ان کو گود میں دبا لیا۔ اُنھوں نے کہا: "کون ہے؟ چھوڑ دو"۔ مڑ کر دیکھا، تو سرورِ دو عالمؐ تھے۔ اپنی پیٹھ اور بھی رسول پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سینے سے لپٹا دی۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: "کوئی اس غلام کو خریدتا ہے؟" بولے کہ "یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! مجھ جیسے غلام کو جو شخص خریدے گا، نقصان اٹھائے گا"۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: "لیکن خدا کے نزدیک تمہارے دام زیادہ ہیں۔"

ایک شخص نے آ کر شکایت کی کہ میرے بھائی کے شکم میں گرانی ہے۔ فرمایا: "شہد پلاؤ۔" وہ دوبارہ آئے کہ شہد پلایا، لیکن شکایت اب بھی باقی ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پھر شہد پلانے کی ہدایت کی۔ سہ بارہ آئے، پھر وہی جواب ملا۔ چوتھی بار آئے، تو فرمایا: "خدا سچا ہے (کہ شہد میں شفا ہے) لیکن تمھارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، جا کر شہد پلاؤ۔" اب کی بار پلایا، تو شفا ہوگئی۔ معدے میں فاسد مادہ کثرت سے موجود تھا، جب پورا تنقیہ ہوگیا، تو گرانی جاتی رہی۔

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

اولاد سے محبت:

اولاد سے نہایت محبت تھی۔ معمول تھا کہ جب کبھی سفر فرماتے، تو سب سے آخر میں حضرت فاطمۃ الزہرا ؓ کے پاس جاتے اور سفر سے واپس آتے، تو جو شخص سب سے پہلے باریابِ خدمت ہوتا، وہ بھی حضرت فاطمہ ؓ ہی ہوتیں۔ ایک دفعہ کسی غزوے میں گئے۔ اسی اثنا میں حضرت فاطمہ ؓ نے دونوں صاحبزادوں (حسنین ؓ) کے لیے چاندی کے کنگن بنوائے اور دروازے پر پردے لٹکائے۔ رسول پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم واپس تشریف لائے، تو خلاف معمول حضرت فاطمہ ؓ کے گھر نہیں گئے۔ وہ سمجھ گئیں، فوراً پردوں کو چاک کر ڈالا اور صاحبزادوں کے ہاتھ سے کنگن اُتار لیے۔ صاحبزادے روتے ہوئے خدمت اقدس صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں حاضر ہوئے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کنگن لے کر بازار میں بھیج دیئے اور فرمایا کہ ان کے بدلے ہاتھی دانت کے کنگن لا دو۔

حضرت فاطمہ ؓ جب آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں تشریف لاتیں، تو آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کھڑے ہو جاتے، ان کی پیشانی کو چومتے اور اپنی نشست گاہ سے ہٹ کر اپنی جگہ بٹھاتے۔ حسنین ؓ سے بے انتہا محبت تھی، فرماتے تھے کہ یہ میرے گلدستے ہیں۔ حضرت فاطمہ ؓ کے گھر تشریف لے جاتے، تو فرماتے کہ میرے بچوں کو لاؤ۔ وہ صاحبزادوں کو لاتیں، آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کو چومتے اور سینے سے لپٹاتے۔ ایک دفعہ مسجد میں خطبہ فرما رہے تھے۔ اتفاق سے حسین ؓ سرخ کپڑے پہنے ہوئے آئے، کم سنی کی وجہ سے ہر قدم پر لڑکھڑاتے جاتے تھے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ضبط نہ کر سکے۔ منبر سے اُتر کر گود میں اٹھا لیا اور اپنے سامنے بٹھا لیا۔ پھر فرمایا: ''خدا نے سچ کہا ہے'': اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ:[1]۔ فرمایا کرتے تھے: ''حسین ؓ میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔ خدا اس سے محبت رکھے جو حسین ؓ سے محبت رکھتا ہے''۔ ایک دفعہ امام حسن ؓ یا امام حسین ؓ دوش مبارک پر سوار تھے۔ کسی نے کہا: ''کیا سواری ہاتھ آئی ہے۔'' آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''سوار بھی کیسا'' ایک دفعہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کہیں دعوت میں جا رہے تھے۔ امام حسین ؓ راہ میں کھیل رہے تھے، آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آگے بڑھ کر ہاتھ پھیلا دیے۔ وہ ہنستے ہوئے پاس آ آ کر نکل جاتے تھے۔ بالآخر آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو پکڑ لیا۔ ایک ہاتھ اُن کی ٹھوڑی پر اور ایک سر پر رکھ کر سینے سے لپٹا لیا، پھر فرمایا: ''حسین ؓ میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔'' اکثر

(۱) تمہارا مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں۔

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

امام حسینؓ کو گود میں لیتے اور ان کے مُنہ میں مُنہ ڈالتے اور فرماتے کہ خدایا! میں اس کو چاہتا ہوں، اور اُس کو بھی چاہتا ہوں، جو اس کو چاہے۔

آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے داماد، حضرت زینبؓ کے شوہر، جب بدر سے قید ہو کر آئے، تو فدیے کی رقم ادا نہ کر سکے، تو گھر کہلا بھیجا۔ حضرت زینبؓ نے اپنے گلے کا ہار بھیج دیا۔ یہ وہ ہار تھا جو حضرت زینبؓ کے جہیز میں حضرت خدیجہؓ نے ان کو دیا تھا۔ رسول پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہار دیکھا، تو بے تاب ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ پھر صحابہؓ سے فرمایا: کہ اگر تمہاری مرضی ہو، تو ہار زینبؓ کو بھیج دوں۔ سب نے بسر وچشم منظور کیا۔

آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ایک نواسی حالتِ نزع میں تھیں، صاحبزادی نے بُلا بھیجا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف لے گئے، تو لڑکی اسی حالت میں آغوش مبارک میں رکھ دی گئی۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس کی حالت دیکھی، تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت سعدؓ نے کہا: ''یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یہ کیا کر رہے ہیں؟'' آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''یہ رحم ہے جس کو خدا نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔'' حضرت ابراہیمؓ کی وفات پر بھی آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آبدیدہ ہو کر فرمایا تھا: ''آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں، دل غم زدہ ہو رہا ہے، لیکن مُنہ سے ہم وہی باتیں کہیں گے جن کو خدا پسند کرتا ہے۔''

(سیرۃ النبیؐ۔ جلد دوم)

PERFECT24U.COM

مشق

۱۔ مختصر جوابات دیں:

۱۔ مصنف نے اُخلاق کا سب سے مقدّم اور ضروری پہلو کیا بتایا ہے؟

۲۔ اگر کسی کی بات نا گوار لگتی، تو آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کیا فرماتے تھے؟

۳۔ مصنف نے آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اخلاق کا سب سے نمایاں وصف کیا بتایا ہے؟

۴۔ جب لوگ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوئے، تو آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کیا فرمایا؟

perfect24u.com

۵۔ جب کسی فصل کا نیا میوہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں پیش کیا جاتا، تو آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کیا فرماتے تھے؟

۶۔ جب کبھی حضرت فاطمہؓ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آتیں تو آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کیا کرتے تھے؟

۷۔ حضرت امام حسینؓ کے متعلق آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کیا فرمایا تھا؟

۸۔ حضرت زینبؓ نے اپنے شوہر کی رہائی کے لیے فدیے کے طور پر کیا چیز ارسال کی تھی؟

۲۔ جملے مکمل کریں:

(الف) انسان جس کام کو اختیار کرے، اس پر اس قدر استقلال کے ساتھ قائم رہے کہ وہ اس کی فطرت ثانیہ بن جائے۔

(ب) گویا اس سے یہ افعال اس طرح صادر ہوتے ہیں، جیسے: آفتاب سے روشنی درخت۔

(ج) غریب سے غریب بیمار ہوتا، تو عیادت کو تشریف لے جاتے۔

(د) ہر جان خدا ہی کی فطرت پر پیدا ہوتی ہے۔

(ہ) خدا کے نزدیک تمھارے دام زیادہ ہیں۔

(و) صاحبزادوں کے ہاتھ سے کنگن اُتار لیے۔

(ز) حسینؓ سے بے انتہا محبت تھی، فرماتے تھے کہ یہ میرے گلدستے ہیں۔

(ح) سب نے بسر و چشم منظور کیا۔

PERFECT24U.COM

۳۔ سیاق و سباق کے حوالے سے کسی عبارت کی وضاحت کرنی ہو، تو تین سرخیاں دیں:

متن کا حوالہ: اس میں یہ لکھنا ہوتا ہے کہ یہ اقتباس کس سبق سے لیا گیا ہے اور اس سبق کا مصنف کون ہے۔

سیاق و سباق: کہانی یا مضمون کے جس موقع محل سے عبارت لی گئی ہے۔ اس حصے میں اس کا ذکر ہوتا ہے کہ یہ الفاظ کس نے کہے تھے، کس سے کہے تھے اور کس موقع پر کہے تھے۔ اگر کسی مضمون سے عبارت لی گئی ہو، تو آگے پیچھے کے حالات اختصار سے لکھنے ہوتے ہیں، تاکہ دی گئی عبارت سے تسلسل پیدا ہو جائے۔ سیاق و سباق پانچ چھے سطور سے زیادہ نہ ہو۔

وضاحت: اس حصے میں دی گئی عبارت کی تشریح کرنی ہوتی ہے۔ مشکل الفاظ، محاورات کو سادہ اور سلیس اردو میں بدلا جاتا ہے۔ چونکہ اس حصے میں تشریح ہوتی ہے، اس لیے یہ حصہ اصل عبارت سے دو چند بھی ہو سکتا ہے۔

اب آپ سیاق و سباق کے حوالے سے مندرجہ ذیل اقتباس کی وضاحت کریں۔

"مجلسِ نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں جگہ بہت کم ہوتی تھی .... احساسِ غیرت میں کمی نہ آجائے۔"

NOT FOR SALE

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے مترادف لکھیں۔

متانت ، مجلس ، میوہ ، ارشاد ، بہشت ، دام۔

۵۔ جملے کے دو بڑے اجزا ہوتے ہیں، جن میں ایک تعلق پایا جاتا ہے، جو کلام کو پورا کر دیتا ہے اور سننے والے کو اس جملے میں کمی محسوس نہیں ہوتی۔ اس تعلق کو "اسناد" کہتے ہیں۔ جملے میں جس شخص یا چیز کے بارے میں کچھ کہا جائے، اسے "مسندٌ الیہ" کہتے ہیں اور جو کچھ کہا جائے، اسے "مسند" کہتے ہیں، مثلاً:

ا۔ فواد نیک ہے۔

ب۔ عدنان لکھتا ہے۔

ان مثالوں میں فواد اور عدنان مسندالیہ ہیں۔ "نیک ہے" اور "لکھتا ہے" مسند ہیں۔ آپ مندرجہ ذیل جملوں میں مسندالیہ اور مسند کی پہچان کریں۔

ا۔ حمیرا پڑھتی ہے۔

ب۔ اسلام آباد ایک خوب صورت شہر ہے۔

ج۔ زہیر سکول جاتا ہے۔

د۔ باڑہ گلی ایک صحت افزا مقام ہے۔

ہ۔ نعمان نے گوشت خریدا۔

و۔ سائرہ اچھی لڑکی ہے۔

ز۔ فاروق کھیلتا ہے۔

سرگرمی: طلبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زندگی کے بارے میں واقعات اکٹھے کر کے اپنی کاپی میں لکھیں۔

ہدایات برائے اساتذہ	(i) جملے کے اجزائے ترکیبی مختلف مثالوں کے ذریعے طلبہ کو ذہن نشین کرائیں۔ (ii) اس سبق کی قرآت میں تلفظ اور ادائیگی کا خاص خیال رکھیں۔

perfect24u.com
PERFECT24U.COM

perfect24u.com

الطاف حسین حالی

ولادت ۱۸۳۷ء ، وفات ۱۹۱۴ء

خواجہ الطاف حسین حالی پانی پت میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام خواجہ ایزد بخش تھا۔ حالی نے پہلے قرآن پاک حفظ کیا۔ ابتدائی تعلیم پانی پت میں حاصل کی۔ مزید تعلیم دہلی میں پائی۔ وہ نواب مصطفٰے خان شیفتہ کے بچوں کے اتالیق بھی رہے۔ شیفتہ کے علم و ادب سے انھوں نے بھر پور استفادہ کیا۔ غالب کے شاگرد بھی بنے۔ انھوں نے محمد حسین آزاد کے ساتھ مل کر جدید مشاعروں کی بنیاد ڈالی۔ حالی سر سید کی اصلاحی تحریک سے بہت متاثر ہوئے اور اس کے سرگرم رکن بن گئے۔ سر سیدؒ کی فرمائش پر انھوں نے اپنی مشہور نظم ''مدوجزرِ اسلام'' لکھی، جو مسدس حالی کے نام سے مشہور ہوئی۔

حالی ایک ایسے ادیب ہیں، جنھیں قدرت نے بہت سی صلاحیتیں دے کر پیدا کیا تھا۔ وہ بہ یک وقت عمدہ نثر نگار، اعلیٰ شاعر، باعتبار سوانح نگار اور بہت بڑے نقاد ہیں۔ وہ سر سیدؒ کے ہم خیال اور ان کی اصلاحی تحریک کے پُر جوش مبلغ تھے۔ سادگی، سلاست، مقصدیت، منطقیت، بے ساختگی اور مُدّعا نگاری ان کی نثر کی اہم خصوصیات ہیں، مگر جو چیز انھیں اردو ادب میں منفرد مقام عطا کرتی ہے، وہ ان کی تنقید نگاری ہے۔ حالی کو اردو کا پہلا باقاعدہ تنقید نگار تسلیم کیا جاتا ہے۔ انھوں نے تنقید کو ذاتی پسند و ناپسند کے جال سے نکالا اور اپنی تصنیف ''مقدمہ شعر و شاعری'' میں تنقید کے ایسے اصول مقرر کیے، جو آج بھی اردو ادب میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ان کی نثر پر سر سید کا اثر بہت گہرا ہے۔ ان کی تحریر میں اصلاحی جذبہ کار فرما نظر آتا ہے۔ وہ بے مقصد انشا پردازی کے قائل نہیں۔ ان کا اسلوب ایک دردمند انسان کے دل کی وہ اضطراری تڑپ ہے، جو نوکِ قلم پر نمودار ہوتی ہے۔ ان کی نثر رواں اور سلیس ہے۔ ان کا اسلوب بے ساختہ اور بے تکلف ہے۔ وہ فطری انداز میں دل کی بات لکھتے چلے جاتے ہیں۔ وہ دلائل اور شواہد بڑی خوبصورتی سے پیش کرتے ہیں۔ ان کی تحریر پر سنجیدگی اور متانت

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

چھائی رہتی ہے۔ وہ زبان سے زیادہ مطلب پر توجہ دیتے ہیں۔ ان کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ پڑھنے والا ان کی بات کو سمجھ جائے اور اس کی تہہ تک پہنچ جائے۔ نثر ہو یا نظم، وہ حقیقت نگاری کے دامن کو نہیں چھوڑتے۔ انھوں نے ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں چوں کہ مسلمانوں کی بربادی کے حالات دیکھے تھے، اس لیے مسلم معاشرے کی اصلاح کی خاطر سرسید کی تحریک میں شمولیت اختیار کی۔

''حیاتِ سعدی، یادگارِ غالب، حیاتِ جاوید، مقدمۂ شعروشاعری، طبقات الارض اور دیوانِ حالی، ان کی ایسی یادگار تصانیف ہیں، جو انھیں شہرتِ دوام سے متصف رکھیں گی۔

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

اسلام میں گداگری کی مذمّت

بھیک مانگنے کی جس قدر مذمت اسلام میں کی گئی ہے، شاید ہی کسی مذہب میں اس کی اس قدر برائی کی گئی ہو۔ سوال کے انسداد کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر ضروری سمجھتے تھے، جس طرح آپؐ توحید اور نماز پنج گانہ کی تعلیم کو اہمیت دیتے تھے۔ چنانچہ عبدالرحمنؓ بن عوف بن مالک فرماتے ہیں کہ: جن لوگوں نے بیعت کی تھی، بعض کو میں نے دیکھا کہ اگر کسی کے ہاتھ سے سواری کی حالت میں کوڑا بھی گر جاتا تھا، تو وہ اس خیال سے کہ کہیں یہ بھی سوال میں داخل نہ ہو، کسی راہ چلتے سے اپنا کوڑا نہ مانگتا تھا۔

بے شمار روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سائل سے نہایت نفرت کرتے اور جو شخص بغیر اضطراری حالت کے سوال کے ذریعے سے کچھ وصول کرتا تھا، اس کو اس کے حق میں حرام سمجھتے تھے۔ جو شخص ایک وقت کی بھی خوراک موجود ہونے پر سوال کرے، اس کی نسبت فرماتے کہ: ''وہ اپنے لیے کثرت سے آتشِ دوزخ طلب کرتا ہے۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار فرمایا ہے کہ: ''ہم میں سے جو شخص اپنی رسّی لے کر پہاڑ پر جائے اور وہاں سے لکڑیوں کا گٹھا باندھ کر اپنی پشت پر لائے اور اس کو فروخت کرے، تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت رفع کر دے، یہ اس کے حق میں بہت بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگے، پھر وہ اس کو کچھ دیں یا دھتکار دیں''۔ عائذؓ ابن عمرو سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم لوگ جانو کہ سوال کرنے کے کیا نتائج ہیں، تو کوئی شخص سوال کرنے کے لیے دوسرے شخص کی طرف رُخ نہ کرے۔''

جو سائل خدا کو صرف بھیک مانگنے کا ایک اوزار جانتا ہے، اس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اللہ کے نام پر سوال کیا، وہ ملعون ہے۔'' سائل اپنے اندوختے کو، جو بھیک کے ذریعے اس نے پیدا کیا ہے، چھپاتا ہے اور باوجود استطاعت کے اپنی ناداری کا اظہار کرتا ہے، اس طرح کفرانِ نعمت، دروغ گوئی اور مکاری سے سخت ترین گناہوں کو اپنی کامیابی کا ذریعہ گردانتا ہے۔ پس جن جامع الفاظ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

NOT FOR SALE

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

نے بھیک مانگنے کی مذمت فرمائی ہے، اس سے زیادہ جامع الفاظ سمجھ میں نہیں آسکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سائلوں کی تعداد بڑھنے کو نہایت مکروہ جانتے تھے۔ ظاہر ہے کہ کوئی چیز سائلوں کی تعداد بڑھانے والی ایسی نہیں ہے، جیسی ہر مستحق اور غیر مستحق سائل کا سوال پورا کرنا۔ متعدد روایات کے اندازِ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ غیر مستحق سائلوں کا سوال پورا کرنے سے خوش نہ ہوتے تھے۔ چنانچہ ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''قسم ہے خدا کی جو (غیر مستحق) سائل میرے پاس سے اپنا مطلب حاصل کر کے لے جاتا ہے، وہ مطلب نہیں ہے اس کے حق میں، مگر ایک آگ''۔ یہ سُن کر حضرت عمرؓ نے عرض کیا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں اس کا مطلب پورا کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''کیا کیا جائے لوگ تو مانتے نہیں اور خدا تعالیٰ ردِ سوال کو مجھ سے پسند نہیں کرتا۔''

اس باب میں ایک حدیث ''مشکوٰۃ'' میں ہے کہ انصار میں سے ایک شخص آپؐ کی خدمت میں کچھ مانگنے کے لیے حاضر ہوا۔ آپؐ نے پوچھا: ''کیا تیرے گھر میں کچھ بھی نہیں؟'' اس نے عرض کیا: کیوں نہیں، ایک موٹی سی کمبلی ہے، اسے کچھ اوڑھتا ہوں، کچھ بچھاتا ہوں اور ایک پیالہ ہے، جس میں پانی پیتا ہوں۔'' آپؐ نے فرمایا: ''دونوں کو میرے پاس لے آ''۔ وہ دونوں چیزیں لے کر حاضر ہوا۔ آپؐ نے ان کو ہاتھ میں لے کر لوگوں سے فرمایا: ''ان کو کوئی خریدتا ہے؟'' ایک شخص بولا: ''میں ایک درہم میں خریدتا ہوں''۔ پھر آپؐ نے دو یا تین بار فرمایا: ''کوئی ایک درہم سے زیادہ دے سکتا ہے؟'' ایک شخص نے کہا: ''میں دو درہم دیتا ہوں۔'' آپؐ نے کمبلی اور پیالہ اسے دے کر دو درہم لے لیے اور اس انصاری سے فرمایا کہ: ''ایک درہم کا تو کھانا لے جا کر اپنے گھر میں پہنچا اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لا۔'' وہ کلہاڑی خرید لایا۔ آپؐ نے اپنے دستِ مبارک سے ایک لکڑی کا دستہ اس میں ٹھونک دیا اور فرمایا: ''جا لکڑیاں کاٹ اور بیچ۔ اب میں تجھ کو پندرہ دن تک نہ دیکھوں۔'' وہ شخص چلا گیا اور لکڑیاں کاٹ کاٹ کر بیچنے لگا۔ پندرہ دن کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوا، تو اس کے پاس دس درہم جمع ہو گئے تھے۔ اس نے ان میں سے کچھ کا تو کپڑا خریدا اور کچھ سے کھانے کا سامان مول لیا۔ آپؐ نے فرمایا: ''یہ تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ جب تو قیامت کے دن آئے، تو تیرے چہرے پر بھیک مانگنے کا داغ ہو، دیکھ! سوال کرنا صرف اس شخص کو حلال ہے، جو سخت محتاج ہو یا جس کے ذمے بھاری تاوان ہو یا

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

جس کی گردن پر خون بہا ہو۔"

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو، سائل کو سوال کرنے سے روکا جائے اور سوال کرنے کی برائی اور محنت و مشقت کی خوبی اس کے ذہن نشین کی جائے، مگر اِس زمانے کے سائلوں کی بے غیرتی اور ڈھٹائی اتنی حد سے گزر گئی ہے کہ کسی فہمائش یا ممانعت کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوسکتا۔ نظر بہ حالاتِ موجودہ ہمیں اس کے سوا کچھ چارہ نہیں کہ غیر مستحق سائلوں کی داد و دہش سے یک قلم ہاتھ روک لیا جائے اور جہاں تک ہو سکے مستحقین کی امداد کی جائے، جو باوجود استحقاق کے کسی سے سوال نہیں کرتے یا جو سخت مجبوری اور ناداری کی حالت میں سوال کرتے ہیں۔ غیر مستحق سائلوں کے ساتھ کوئی سلوک اور کوئی بھلائی اس سے بڑھ کر نہیں ہوسکتی کہ اُن کو اس بے غیرتی اور بے شرمی کے پیشے سے باز رکھا جائے۔

ملک وقوم کے حق میں کوئی احسان اس سے زیادہ نہیں ہوسکتا کہ بھیک مانگنے کا بدترین پیشہ، جو مرضِ متعدی کی طرح افراد و اقوام میں سرایت کرتا جاتا ہے اور جس سے روز بروز بھک منگوں کی تعداد ملک میں زیادہ ہوتی جاتی ہے، رفتہ رفتہ اس کی بیخ کنی کی جائے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مدّت دراز تک ممالکِ اسلامیہ میں سوال کرنا نہایت مذموم سمجھا جاتا تھا اور طرح طرح سے اس کا انسداد کیا جاتا تھا۔

PERFECT24U.COM

روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک سائل کی آواز سنی اور یہ سمجھ کر کہ بھوکا ہے، اس کو کھانا کھلانے کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر میں اس کی آواز پھر سنائی دی۔ معلوم ہوا کہ یہ وہی سائل ہے اور کھانا کھانے کے بعد اب پھر مانگتا ہے۔ آپؓ نے اس کو بلوایا اور دیکھا کہ اس کی جھولی روٹیوں سے بھری ہوئی ہے۔ آپؓ نے جھولی کا ایک سرا پکڑ کر اس کو اونٹوں کے آگے جھاڑ دیا اور فرمایا: "تو سائل نہیں ہے، تاجر ہے"۔

علامہ مقری تاریخِ اندلس میں لکھتے ہیں کہ: " اندلس میں جس سائل کو تندرست اور کام کے لائق دیکھتے ہیں، اس کو نہایت ذلیل کرتے اور سخت سست کہتے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ یہاں اپاہج اور معذور آدمی کے سوا کوئی سائل نظر نہیں آتا۔" مگر افسوس اور نہایت افسوس ہے کہ اس زمانے میں ہمارے ملک میں جس قدر مسلمان بھیک مانگتے نظر آتے ہیں، اس قدر اور کسی قوم کے افراد نظر نہیں آتے۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

پس سب سے پہلے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے اپنے حدود اور اختیارات میں جہاں تک ان کی دسترس ہو، اس نالائق اور بُری رسم کا انسداد کریں۔

خاص کر ہمارے علماء اور واعظین کو لازم ہے کہ نہایت آزادی اور بے باکی سے وعظ کی مجلسوں میں سوال کی مذمت کریں، جو حدیثوں میں وارد ہوئی ہے اور جو مضر نتیجے سائلوں کی کثرت سے قوم کے حق میں پیدا ہوتے ہیں اور اسراف اور فضول خرچی کی برائی جو قرآن مجید میں جا بجا بیان ہوئی ہے، عام مسلمانوں کے ذہن نشین کریں۔ ان کے دلوں میں بٹھا دیا جائے کہ ہٹے کٹے بھیک مانگنے والوں کو کچھ دینا بجائے نیکی اور بھلائی کے الٹا گناہ کا مرتکب ہونا ہے، کیونکہ جس قدر ایسے لوگوں کو دیا جاتا ہے، اسی قدر مستحق بیواؤں، یتیموں اور ہمسایوں کی حق تلفی ہوتی ہے؛ اسی قدر بھیک مانگنے کا ناپسندیدہ طریقہ زیادہ رواج پاتا ہے اور اُسی قدر قوم کے کام کے آدمیوں کی کمی ہوتی ہے۔

(مقالاتِ حالی حصہ اول)

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

مشق

ا۔ متن کے حوالے سے خالی جگہ پُر کریں:

(الف) اگر کسی سوار کے ہاتھ سے .... بھی گر جاتا، تو کسی راہ چلتے سے اٹھانے کو نہ کہتا۔

(ب) وہ شخص کثرت سے اپنے لیے .... دوزخ طلب کرتا ہے۔

(ج) جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کیا، وہ .... ہے۔

(د) یہ تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ جب تو قیامت کے دن آئے، تو تیرے چہرے پر .... مانگنے کا داغ ہو۔

(ہ) بھیک مانگنے کا بدترین پیشہ مرضِ متعدی کی طرح افراد و اقوام میں .... کرتا جاتا ہے۔

(و) حضرت عمرؓ نے سائل سے فرمایا: "تو سائل نہیں ہے .... ہے۔"

۲۔ سوار راہ چلتوں سے یہ کیوں نہیں کہتے تھے کہ زمین سے ذرا یہ کوڑا تو اٹھا دو؟

۳۔ کوئی ایسی روایت لکھیں، جس سے یہ ثابت ہو کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھیک مانگنے کو ناپسندیدہ فعل قرار دیتے تھے؟

۴۔ گداگری سے کون کون سی انفرادی اور اجتماعی برائیاں جنم لیتی ہیں؟

PERFECT24U.COM

۵۔ علامہ مقری نے تاریخِ اندلس میں سائلوں کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

۶۔ حضرت عمرؓ نے یہ کیوں فرمایا کہ تو سائل نہیں، تاجر ہے؟

۷۔ مصنف نے علماء اور واعظین سے کیا درخواست کی ہے؟

۸۔ واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیں۔

سوال ، حاجت ، اشخاص ، مطلب ، احادیث ، مستحق ، احسان ، مُلک ، تاجر ، اقوام۔

۹۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

کثرت، فروخت، سوار، داخل، کامیابی، جامع، بھاری، حاضر، تندرست، سُست۔

۱۰۔ مندرجہ ذیل الفاظ و تراکیب کو جملوں میں استعمال کریں۔

مذمت ، انسداد ، مسائل ، دھتکارنا ، آتشِ دوزخ ، دروغ گوئی ، دستِ مبارک ، خوں بہا ، ممانعت۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

۱۱۔ فعل ناقص وہ فعل ہے کہ جب تک فاعل کے علاوہ کوئی اور اسم یا صفت اس کے ساتھ نہ ملے، وہ بات کو مکمل نہیں کرتا، جیسے: ”ہے، ہیں ، ہوں ، ہو ، تھا ، تھے ، تھی ، تھیں“۔

آپ اس سبق میں سے پانچ جملے منتخب کریں اور ان میں فعل ناقص کی نشاندہی کریں۔

۱۲۔ جس جملے میں مسند الیہ اور مسند دونوں اسم ہوں اور فعل ناقص آئے، اسے جملہ اسمیہ کہا جاتا ہے۔ جملہ اسمیہ کے فاعل کو مبتدا اور صفت کو خبر کہا جاتا ہے۔ مبتدا اور خبر کی پہچان یہ ہے کہ اگر ”کون“ لگا کر سوال کیا جائے، تو جواب میں مبتدا آئے گا اور اگر ”کیا“ لگا کر سوال کیا جائے، تو جواب میں خبر آئے گی۔ جملہ اسمیہ کے تین بنیادی اجزا ہوتے ہیں۔

(الف) مبتدا (ب) خبر (ج) فعل ناقص

مثالیں۔ (الف) حرا ذہین ہے۔

(ب) کنول نیک ہے۔

(ج) موسم خوشگوار ہے۔

ان مثالوں میں: ”حرا ، کنول اور موسم“ مبتدا ہیں۔

ذہین ، نیک اور خوشگوار خبر ہیں۔

”ہے“ کو فعلِ ناقص کہا جاتا ہے۔

آپ جملہ اسمیہ کی تین مثالیں لکھ کر ان میں مبتدا، خبر اور فعل ناقص کی نشاندہی کریں۔

PERFECT24U.COM

۱۳۔ سبق کے آخری پیراگراف کو آسان اور سادہ الفاظ میں بیان کریں۔

سرگرمی: طلبہ آپس میں گداگری کی مذمت پر مکالمہ کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ	گداگری ایک سماجی برائی ہے، اس کے علاوہ بھی ہمارے ہاں بہت سی سماجی برائیاں موجود ہیں۔ ان کے بارے میں طلبہ کو بتائیں اور طلبہ سے کسی ایک برائی پر مختصر مضمون لکھائیں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

سرسید احمد خان

ولادت ۱۸۱۷ء ، وفات ۱۸۹۸ء

سرسید احمد خان دہلی کے ایک معزز علمی خاندان میں پیدا ہوئے۔ علم سے محبت سرسید کو ورثے میں ملی۔ دہلی میں تعلیم حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد انگریزی حکومت کی ملازمت اختیار کر لی۔ محکمۂ قانون میں مختلف عہدوں پر رہے۔ بجنور، غازی پور، دہلی اور بنارس میں تبادلہ ہوتا رہا۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کے وقت وہ بجنور میں تھے۔ انھوں نے بہت سے انگریزوں کی جانیں بچائیں، جس کے صلے میں انھیں ''سر'' کا خطاب ملا۔ وہ انگلستان بھی گئے۔ وہاں انھوں نے مغربی تہذیب وتمدن کے طرزِ تعلیم کا خصوصی مطالعہ کیا۔ کیمبرج اور آکسفورڈ کی یونیورسٹیوں سے بہت متاثر ہوئے۔ وطن واپسی پر ایسی ہی یونیورسٹیوں کا اجرا اپنے ملک میں بھی چاہتے تھے۔ انھوں نے مسلم علی گڑھ کالج قائم کیا۔ ان کی وفات کے ۲۲ سال بعد اس کالج کو ''مسلم علی گڑھ یونیورسٹی'' کا درجہ دے دیا گیا۔

PERFECT24U.COM

سرسید نے اردو ادب اور اس کی ترقی میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ اردو زبان کی اشاعت کے لیے ان کے کارنامے سنہری حرفوں سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ انھوں نے اردو نثر کو سلاست اور روانی کے زیور سے آراستہ کر کے قومی مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنایا۔ سرسید نے مدعا نگاری کی طرف خاص توجہ دی۔ اردو نثر کے اُس زمانے کے پرتکلف اور مشکل انداز کو ترک کیا۔ وہ ایک ایسی تعلیمی اور ادبی تحریک کے بانی تھے، جس کا مقصد اردو نثر کو مشکل الفاظ اور ثقیل ترکیبوں سے نجات دلا کر تجربات ومشاہدات کے بیان، ماحول کی ترجمانی اور زندگی کے مسائل کی عکاسی سے روشناس کرانا تھا۔ سرسید نے سلیس اور سادہ طرزِ تحریر کو فروغ دے کر اردو زبان پر احسان کیا ہے۔ انھوں نے ایسی نثر لکھی، ''جو دل سے نکلے اور دل میں بیٹھے''، کی عمدہ مثال پیش کرتی ہے۔ ان کی تحریروں میں بول چال کا انداز پایا جاتا ہے۔ سرسید کے اسلوب کی نمایاں خصوصیت ان کا منطقیانہ انداز ہے۔ استدلال کا رنگ ان کے جملوں اور

perfect24u.com

وہ پہلے نثر نگار ہیں، جو انگریزی زبان و بیان سے متاثر ہیں اور اسی کی تقلید میں انھوں نے اصلاحی تحریک شروع کی، جو جدید تسلسل کی کایا پلٹ دینے میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اپنے قدرتِ بیان کی وجہ سے علمی مسائل کو بھی سادہ اور عام فہم زبان میں اس طرح بیان کرتے ہیں کہ دلچسپی اور بڑھ جاتی ہے۔

پیراگرافوں میں خاص اثر دکھاتا ہے۔ ان کی تحریروں میں کہیں کہیں ظرافت اور مزاح بھی پایا جاتا ہے۔

ان کی مشہور تصانیف یہ ہیں: آثار الصنادید، تاریخِ سرکشیٔ بجنور، اسبابِ بغاوتِ ہند، خطباتِ احمدیہ، تہذیب الاخلاق میں چھپنے والے مضامین اور مقالاتِ سرسید۔

وہ ۱۸۹۸ء میں فوت ہوئے اور مسلم علی گڑھ کالج کی مسجد کے پہلو میں دفن کیے گئے۔

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

قومی اتفاق

قوم کا لفظ ایک ایسا لفظ ہے، جس کے معنی پر کسی قدر غور کرنا لازم ہے۔ زمانۂ دراز سے جس کی ابتدا تاریخی زمانے سے بھی بالاتر ہے۔ قوموں کا شمار کسی بزرگ کی نسل میں ہونے یا کسی ملک کا باشندہ ہونے سے ہوتا تھا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جس پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں۔ آپؐ نے اس تفرقۂ قومی کو جو صرف دنیاوی اعتبار سے تھا، مٹا دیا اور ایک روحانی رشتۂ قوم قائم کیا، جو ایک حبلِ متین لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سے مضبوط تھا۔ تمام قومی سلسلے؛ تمام قومی رشتے، سب کے سب اس روحانی رشتے کے سامنے نیست و نابود ہو گئے اور ایک نیا روحانی، بلکہ خدائی قومی رشتہ قائم ہو گیا۔

اسلام کسی سے نہیں پوچھتا کہ وہ ترک ہے یا تاجیک؛ وہ افریقہ کا رہنے والا ہے یا عرب کا؛ وہ چین کا باشندہ ہے یا ماچین کا؛ وہ پنجاب میں پیدا ہوا ہے یا ہندوستان میں؛ وہ کالے رنگ کا ہے یا گورے رنگ کا، بلکہ جس کسی نے کلمۂ توحید کو مستحکم کیا، وہ ایک قوم ہو گیا، کیونکہ خدا نے خود فرمایا ہے:

"بے شک تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس اپنے بھائیوں کے مابین مصالحت کراؤ اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

مجھے اس بات کے دیکھنے سے نہایت افسوس ہے کہ ہم سب آپس میں بھائی بھائی تو ہیں، مگر مثلِ برادرانِ یوسفؑ کے ہیں۔ آپس میں دوستی اور محبت، یک دلی اور یک جہتی بہت کم ہے۔ حسد، بغض و عداوت کا ہر جگہ اثر پایا جاتا ہے، جس کا نتیجہ آپس کی نااتفاقی ہے۔ شیطان جس نے خدا سے وعدہ کیا کہ: "میں ضرور ان کو تیری صراطِ مستقیم سے ہٹا کر رہوں گا۔" وہ بظاہر ایک مقدس اور نورانی حیلے سے ان روحانی بھائیوں میں نفاق ڈالنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور جس طرح کہ ہمارے باپ حضرت آدمؑ اس کے فریب کو خالص دوستی سمجھ کر دھوکے میں آ گئے، اسی طرح ہم بھی اس کے دھوکے میں آ جاتے ہیں اور نفاق کو جو ہر حالت میں مردود ہے، ایک مقدس لباس پہناتے

NOT FOR SALE

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

ہیں۔ ہم اپنی ناسمجھی سے اس مقدس مذہبی لباس کو خلعت سمجھنے لگتے ہیں۔

کون شخص ہے جو اس بات کو نہیں جانتا ہے کہ: ''جس شخص نے لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہُ کہا وہ مسلمان ہے؛ جس نے ہمارے قبلے کو اپنا قبلہ بنایا، وہ مسلمان ہے اور جو مسلمان ہے، وہ ہمارا بھائی ہے۔''

امام اعظمؒ فرماتے ہیں: ''ہم اہلِ قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔'' باایں ہمہ فروعی مسائل میں اختلاف ہونے کی نسبت کس طرح ہماری قوم نے اس حبل المتین کی بندش کو توڑا ہے اور اس رشتۂ اخوت کو، جسے خود خدا نے قائم کیا تھا، چھوڑا ہے۔

ان نااتفاقیوں نے ہماری قوم کو نہایت ضعیف اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ جمعیت کی برکت، ہماری قوم سے جاتی رہی ہے۔ قومی ہمدردی، قومی ترقی اور قومی اُمور کے سرانجام دینے میں اس نالائق نااتفاقی نے بہت کچھ اثرِ بد پہنچایا ہے۔ پس ہماری قومی ترقی کا سب سے اول مرحلہ یہ ہے کہ ہم سب آپس کی محبت سے اس عداوت اور نفاق کو یکتائی اور یک جہتی سے مبدّل کریں۔

یکتائی اور یک جہتی سے میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ سب لوگ اپنے اپنے عقائد چھوڑ کر کسی ایک عقیدے پر قائم ہو جائیں۔ ایسا تو نہ اب ہو سکتا ہے، نہ پہلے ہوا ہے، نہ آئندہ ہو سکے گا۔

PERFECT24U.COM

اتفاق کے قائم رکھنے کی، جس کی ہمیں ضرورت ہے ایک اور عقلی و نقلی راہ موجود ہے، جس کی پیروی قومی اتحاد کا ذریعہ ہو سکتی ہے۔ انسان جب اپنی ہستی پر نظر ڈالے گا، تو وہ اپنے اُمور میں دو حصے پائے گا۔ ایک کا تعلق خدا سے ہے اور ایک حصے کا ابنائے جنس سے۔ انسان کا دل، اس کا اعتقاد، اس کا مذہب خدا کا حصہ ہے، جس میں کوئی دوسرا بندہ شریک نہیں ہے۔ اس کے عقائد کی جو کچھ بھلائی یا برائی ہو، اس کا معاملہ اس کے اور خدا کے مابین ہے، نہ بھائی اس میں شریک ہے نہ بیٹا، نہ دوست، نہ آشنا اور نہ قوم، پس جس بات کا اثر اس کی اپنی ذات تک محدود ہے، اس سے ہمیں کوئی بھی غرض نہیں رکھنی چاہیے۔ جب وہ خدا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو برحق جانتا ہے، کسی قسم کی عداوت یا مخالفت نہیں رکھنی چاہیے، بلکہ اس کو بھی بھائی اور کلمے کا شریک سمجھنا اور اس اخوت کو جس کو خدا نے قائم کیا ہے، قائم رکھنا چاہیے۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

نہایت افسوس اور نادانی کی بات یہ ہے کہ ہم کسی سے ایسے امر میں عداوت رکھیں، جس کا اچھا بُرا اثر خود اسی تک محدود ہے اور ہمیں اس سے کچھ بھی ضرر و نقصان نہیں، جو حصہ ابنائے جنس کا ہے، اس سے ہمیں غرض رکھنی چاہیے۔ وہ حصہ، آپس کی محبت، باہمی دوستی، ایک دوسرے کی اعانت، ایک دوسرے کی ہمدردی ہے، جس کے مجموعے کا نام قومی ہمدردی ہے۔ یہی ایک طریقہ ہے، جس سے خدا کے حکم کی بھی اطاعت اور آپس میں برادرانہ برتاؤ، قومی اتفاق، قومی ہمدردی قائم ہو سکتی ہے، جو قومی ترقی کے لیے پہلی منزل ہے۔

یہ بات ہمیں بھولنی نہیں چاہیے کہ ان روحانی بھائیوں کے سوا اور بھی ہمارے وطنی بھائی ہیں، گو وہ ہمارے ساتھ اس کلمے میں جس نے ہم، مختلف قوموں اور مختلف فرقوں کو ایک قوم اور آپس میں روحانی بھائی بنا دیا ہے، وہ شریک نہیں ہیں، مگر بہت سے تمدنی اُمور ہیں، جن میں ہم اور وہ مثل بھائیوں کے شریک ہیں۔ ہمسائے کا ادب ہمارے مذہب کا ایک اہم جزو ہے۔ یہی ہمسائیگی وسعت پاتے پاتے ہم ملکی اور ہم وطنی کی وسعت تک پہنچ گئی ہے۔

PERFECT24U.COM

ان ہم وطن بھائیوں میں بھی دو حصے ہیں۔ ایک میں ان کا تعلق خدا سے ہے اور ایک میں ابنائے جنس کا۔ خدا کا حصہ خدا کے لیے چھوڑ دو اور جو حصہ ان میں ابنائے جنس کا ہے، اس سے غرض رکھو۔ تمام اُمورِ انسانیت میں جو تمدن و معاشرت سے تعلق رکھتے ہیں، ایک دوسرے کے مددگار رہو۔ آپس میں سچی محبت، سچی دوستی اور دوستانہ برد باری رکھو۔

اتفاق کی خوبیاں لوگوں نے بہت کچھ بیان کی ہیں اور وہ ایسی ظاہر ہیں کہ کوئی شخص اتفاق سے بھی ان کو بھول نہیں سکتا۔ بہت بڑے بڑے واقعات دنیا میں گزرے ہیں، جن کو پرانی تاریخیں یاد دلاتی ہیں اور جن کی یاد سے ایک عجیب اثر ہمارے دلوں میں ہوتا ہے، وہ سب باہمی اتفاق کا نتیجہ ہے۔ ایک ناچیز ریشہ گیا، جو نہایت کمزور ہوتا ہے، باہمی اتفاق سے ایسا قوی اور زبردست ہو جاتا ہے کہ بڑی سے بڑی قوت کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس وقت تعلیم یافتہ دنیا میں جو ترقی ہے یا مہذب ملکوں میں جو کچھ طاقت ہے، وہ سب اتفاق کی بدولت ہے۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

اس زمانے میں ہمارے قومی تنزّل کا بڑا سبب یہ ہے کہ ہم قومی اتفاق کو بھول گئے ہیں۔ کسی کو بجز ذاتی منفعت کے قومی بھلائی یا قومی منفعت کا خیال بھی نہیں آتا ہے۔ اگر کوئی کچھ کرتا بھی ہے، تو اس کو پہلے اپنی ذاتی غرض مدِ نظر ہوتی ہے اور قومی بھلائی کے پردے سے اس کی پردہ پوشی کرنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے کاموں میں برکت نہیں ہوتی۔

میں یہ نہیں کہتا کہ ہماری قوم میں نیکی کا خیال نہیں ہے۔ کیسی کیسی عالیشان مسجدیں؛ کیسی کیسی نفیس خانقاہیں، ان کی نیکی کی یادگاریں موجود ہیں۔ اب بھی ہر شہر اور ہر قصبے میں دیکھو گے کہ لوگ کس قدر خیرات کرتے ہیں؛ حج و زیارت میں روپیہ خرچ کرتے ہیں، مسجدیں بنواتے ہیں، ایسا کوئی کام جس میں ان کی دانست میں مذہبی نیکی ہو، دل و جان سے مصروف ہوتے ہیں۔ اس نیت سے یہ کام کیے جاتے ہیں کہ قیامت میں ان کو اس کا بدلہ ملے گا اور روزِ حشر میں ان کو ثواب ملے گا۔ قومی اتفاق کی کوشش اس سے بھی بڑی نیکی ہے۔ جب قوم کا ہر فرد دل و جان سے اس کوشش میں شریک ہوگا، تو ہم بھی اپنے ماضی کی شان حاصل کر سکیں گے۔

(مقالاتِ سرسید)

(حصہ دوازدہم مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی)

PERFECT24U.COM

مشق

۱۔ متن کے حوالے سے خالی جگہ پُر کریں۔

(ا) بے شک تمام مومن آپس میں .... ہیں۔

(ب) موجودہ زمانے میں ہم سب بھائی بھائی تو ہیں، مگر مثلِ ....

(ج) جس نے ہمارے قبلے کو اپنا .... بنایا، وہ مسلمان ہے۔

(د) ہمارے اُمور میں ایک حصے کا تعلق خدا سے ہے اور ایک حصے کا .... سے ہے۔

(ہ) جس بات کا اثر اس کی اپنی ذات تک .... ہے، ہمیں اس سے غرض نہیں رکھنی چاہیے۔

(و) مہذب ملکوں میں جو کچھ طاقت ہے، وہ سب .... کی بدولت ہے۔

perfect24u.com

۲۔ کسی ایسی آیت یا حدیث کا ترجمہ لکھیں، جس سے ثابت ہو کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں؟

۳۔ ''برادرانِ یوسف'' سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں۔

۴۔ انسان کے کن اُمور کا تعلق خدا اور انسان کے درمیان ہے؟

۵۔ انسان کے کن اُمور کا تعلق اپنے جیسے انسانوں سے ہے؟

۶۔ ہمارے کاموں میں برکت کیوں باقی نہیں رہی؟

۷۔ مندرجہ ذیل الفاظ وتراکیب کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا مطلب واضح ہو جائے۔
زمانۂ دراز، مستحکم، یک جہتی، نفاق، بایں ہمہ، رشتۂ اخوت، برادرانہ برتاؤ، تنزل، پردہ پوشی۔

۸۔ اس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

☆ جس جملے میں مسند الیہ تو اسم ہو، مگر مسند میں کوئی فعل موجود ہو۔ ایسا جملہ جملۂ فعلیہ کہلاتا ہے۔ ایسا جملہ اگر صرف فاعل اور فعل سے مل کر بنے، جیسے:

۱: نعمان ہنسا۔ ۲: شہریار اٹھا۔ ۳: اعتزاز دوڑا۔

ان جملوں میں نعمان، شہریار اور اعتزاز فاعل ہیں، ہنسا، اٹھا اور دوڑا افعال ہیں۔
کبھی جملۂ فعلیہ فاعل، مفعول اور فعل سے مل کر بنتا ہے، جیسے:

۱: فدا نے انگور کھائے۔

۲: ابرار نے گاڑی چلائی۔

PERFECT24U.COM

ان جملوں میں'' فدا اور ابرار '' فاعل ہیں۔''انگور اور گاڑی'' مفعول ہیں۔''کھائے اور چلائی'' فعل ہیں۔

۹۔ پانچ فعلیہ جملے لکھیں اور ان میں فاعل، مفعول اور فعل کی نشاندہی کریں۔

۱۰۔ سیاق وسباق کے حوالے سے مندرجہ ذیل اقتباس کی وضاحت کریں۔
''ہم سب آپس میں بھائی بھائی تو ہیں، مگر مثلِ برادرانِ یوسف کے ہیں .... مقدس مذہبی لباس کو خلعت سمجھنے لگتے ہیں''۔

سرگرمی: قومی اتحاد پر طلبہ مختلف صوبائی ثقافت کے حوالے سے خاکے پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ	طلبہ کے مابین اتفاق واتحاد کے موضوع پر تقریری مقابلہ کرائیں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

محمد حسین آزاد

ولادت ۱۸۳۰ء ، وفات ۱۹۱۰ء

محمد حسین آزاد دہلی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام مولوی باقر علی تھا، جو اپنے دور کے بہت بڑے عالم تھے اور دہلی سے اردو اخبار نکالتے تھے۔ آزاد نے دہلی کالج میں تعلیم پائی۔ شاعری میں شیخ ابراہیم ذوق سے اصلاح لی۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں ان کا گھر بار لُٹ گیا۔ ان کے والد کو انگریزوں نے موت کی سزا دی۔ آزاد چھپتے چھپاتے لاہور پہنچ گئے۔ جب عام معافی کا اعلان ہو گیا، تو انھیں محکمۂ تعلیم میں ملازمت مل گئی۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر رہے۔ درسی کتابیں لکھنے کا کام ان کے سپرد ہوا۔ آزاد نے حالی کے ساتھ مل کر جدید مشاعروں کی بنیاد ڈالی، جن میں مصرعۂ طرح کی بجائے عنوان دیا جاتا تھا۔ حکومت نے انھیں شمس العلما کا خطاب دیا۔

آزاد کو اردو ادب میں ایک منفرد انشا پرداز کی حیثیت حاصل ہے۔ انھوں نے جس وقت نثر لکھنی شروع کی، اس وقت ان کے سامنے نثر کے دو نمونے تھے۔ ایک طرف پُر تکلف اور مشکل عبارتوں والی قدیم نثر تھی، تو دوسری طرف غالب اور سرسید کی سلیس اور سادہ نثر، جس میں مقصدیت کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ آزاد نے ان دونوں نمونوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے لیے ایک نئی راہ نکالی۔ انھوں نے پرانی اور نئی نثر کے اسالیب کو ملا کر ایک نئے انداز کی بنیاد رکھی۔ انھیں اپنی شاعرانہ نثر کی وجہ سے بڑی شہرت ملی۔

آزاد نے تنقید، تاریخ اور خیالی موضوعات پر بھی قلم اٹھایا ہے، مگر ہر جگہ ان کا اسلوب، بیان کی رنگینی، الفاظ کی شوکت اور سلاست کا خوبصورت امتزاج ہے۔ آبِ حیات اور نیرنگِ خیال کا اسلوب اتنا دلکش ہے کہ پڑھنے والا انشا پردازی کی لطافتوں میں کھو جاتا ہے۔ جب وہ کسی خیالی موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں، تو ان کا قلم موتی اُگلتا اور پھول برساتا چلا جاتا ہے۔ آزاد الفاظ کے جادوگر ہیں۔ وہ لمبے لمبے فقرے لکھنے سے گریز کرتے ہیں۔ ان کی اہم تصانیف یہ ہیں: آبِ حیات، دربارِ اکبری، نیرنگِ خیال، سخن دانِ فارس، نگارستانِ فارس، قصصِ ہند۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا

سقراط حکیم نے کیا خوب لطیفہ کہا ہے کہ اگر تمام اہلِ دنیا کی مصیبتیں ایک جگہ لا کر ڈھیر کر دیں اور پھر سب کو برابر بانٹ دیں، تو جو لوگ اب اپنے تئیں بدنصیب سمجھ رہے ہیں، وہ اس تقسیم کو مصیبت اور پہلی مصیبت کو غنیمت سمجھیں گے۔

ایک اور حکیم اس لطیفے کے مضمون کو اور بھی بالا تر لے گیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ: اگر ہم اپنی اپنی مصیبتوں کو آپس میں بدل بھی سکتے، تو پھر ہر شخص اپنی پہلی ہی مصیبت کو اچھا سمجھتا۔

میں ان دونوں خیالوں کو وسعت دے رہا تھا اور بے فکری کے تکیے سے لگا بیٹھا تھا کہ نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ سلطان افلاک کے دربار سے ایک اشتہار جاری ہوا ہے، خلاصہ جس کا یہ ہے کہ: تمام اہلِ عالم اپنے اپنے رنج والم اور مصائب و تکالیف کو لائیں اور ایک جگہ ڈھیر لگا ئیں۔ چنانچہ اس مطلب کے لیے ایک میدان کہ میدانِ خیال سے بھی زیادہ وسیع تھا، تجویز ہوا اور لوگ آنا شروع ہوئے۔ میں بیچوں بیچ کھڑا تھا اور ان کے تماشے کا لطف اٹھا رہا تھا۔ دیکھتا تھا کہ ایک کے بعد ایک آتا ہے اور اپنا بوجھ سر سے پھینک جاتا ہے، لیکن جو بوجھ گرتا ہے، مقدار میں اور بھی بڑا ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ مصیبتوں کا پہاڑ بادلوں سے بھی اونچا ہو گیا۔

ایک شخص سوکھا سہا، دُبلا پے کے مارے فقط ہوا کی حالت ہو رہا تھا، اس انبوہ میں نہایت چالاکی اور پھرتی سے پھر رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک آئینہ تھا، جس میں دیکھنے سے شکل نہایت بڑی معلوم ہونے لگتی تھی۔ وہ ایک ڈھیلی ڈھالی پوشاک پہنے تھا، جس کا دامن، دامنِ قیامت سے بندھا ہوا تھا۔ اس پر دیوزادوں اور جنات کی تصویریں زردوزی سے کڑھی ہوئی تھیں اور جب وہ ہوا سے لہراتی تھیں، تو ہزاروں عجیب و غریب صورتیں اس پر نظر آتی تھیں۔ اس کی آنکھ وحشیانہ تھی، مگر نگاہ میں افسردگی تھی اور نام اس کا وہم تھا۔ ہر شخص کا بوجھ بندھواتا اور لدواتا تھا اور مقام مقررہ پر لے جاتا تھا۔ میں نے اپنے ہم جنسوں اور ہم صورت بھائیوں کو جب بوجھوں کے نیچے گرو گرواتا

NOT FOR SALE

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

دیکھا اور ان مصیبتوں کے انبار کو خیال کیا، تو بہت گھبرایا اور دل میں ایسا ترس آیا کہ بیان نہیں ہوسکتا۔ اس عالم میں بھی چند شخصوں کی حالت ایسی نظر آئی کہ اس نے ذرا میرا دل بہلایا۔ صورت بہلاوے کی یہ ہوئی کہ دیکھتا ہوں کہ ایک شخص پرانے سے چکن کے چغے میں ایک بھاری سی گٹھڑی لیے آتا ہے۔ جب وہ گٹھڑی انبار میں پھینکی، تو معلوم ہوا کہ افلاس کا عذاب تھا۔ اس کے پیچھے ایک اور شخص دوڑا آتا تھا، بدن سے پسینہ بہتا تھا اور مارے بوجھ کے ہانپتا جاتا تھا' اس نے بھی وہ بوجھ پھینکا اور معلوم ہوا کہ اس کی جورُو بہت بُری تھی۔ اس نے وہ بلا سر سے پھینکی۔

ان کے بعد ایک بڑی بھیڑ آئی کہ جس کی تعداد کا شمار نہ تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ عاشقوں کا گروہ ہے۔ ان کے سروں پر دُود آہ کی گٹھڑیاں تھیں کہ انھی میں آہوں کے تیرِ خیالی اور نالوں کے نیزۂ وبالی دبے ہوئے تھے۔ اگر چہ یہ لوگ مارے بوجھ کے اس طرح درد سے آہیں بھرتے تھے کہ گویا اب سینے ان کے پھٹ جائیں گے، لیکن تعجب یہ ہے کہ جب اس انبار کے پاس آئے، تو اتنا نہ ہوسکا کہ ان بوجھوں کو سر سے پھینک دیں۔ کچھ نے جد وجُہد سے سر ہلایا، مگر جس طرح لدے ہوئے آئے تھے، اسی طرح چلے گئے۔ بہت بُڑھیاں دیکھیں کہ بدن کی جھریاں پھینک رہی تھیں۔ چند نوجوان اپنی کالی رنگت، کچھ موٹے موٹے ہونٹ، اکثر میل جمے ہوئے دانت پھینکتے تھے کہ جنھیں دیکھ کر شرم آتی تھی، مگر مجھے یہی حیرت تھی کہ اس پہاڑ میں سب سے زیادہ جسمانی عیب تھے۔ ایک شخص کو دیکھتا ہوں کہ اس کی پیٹھ پر بھاری سے بھاری اور بڑے سے بڑا بوجھ ہے، مگر خوشی خوشی اٹھائے چلا آتا ہے۔ جب پاس آیا، تو معلوم ہوا کہ یہ ایک کبڑا ہے اور آدم زاد کے انبارِ رنج والم میں اپنے کبڑے پن کو پھینکنے آیا ہے کہ اس کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی مصیبت نہیں۔ اس انبار میں انواع واقسام کے سقم اور امراض بھی تھے، جن میں بعض اصلی تھے اور بعض ایسے تھے کہ غلط فہموں نے خواہ مخواہ مرض سمجھ لیا تھا، مگر میں فقط ایک ہی بات پہ حیران تھا اور وہ یہ تھی کہ اتنے بڑے انبار میں کوئی بے وقوفی یا بداطواری پڑی ہوئی نہ دکھائی دی۔ میں یہ تماشے دیکھتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ: اگر ہوس ہائے نفسانی اور ضعفِ جسمانی اور عیوبِ عقلی سے کوئی نجات پانی چاہے، تو اس سے بہتر موقع ہاتھ نہ آئے گا۔ کاش! کہ جلد آئے اور پھینک جائے۔ اتنے میں ایک عیاش کو دیکھا کہ اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائے بے پروا چلا آتا ہے۔ اس نے بھی ایک گٹھڑی پھینکی، مگر جب دیکھا تو معلوم ہوا کہ گناہوں کے عوض اپنی عاقبت اندیشی کو پھینک گیا۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

جب تمام بنی آدم اپنے بوجھوں کا وبال سر سے اُتار چکے، تو میاں وہم کہ جب سے اب تک اس مصروفیت میں سرگرداں تھے، مجھے الگ کھڑا دیکھ کر سمجھے کہ یہ شخص خالی ہے۔ چنانچہ اس خیال سے میری طرف جھکے، ان کو اپنی طرف آتے دیکھ کر میرے حواس اڑ گئے، مگر انھوں نے جھٹ اپنا آئینہ سامنے کیا۔ مجھے اپنا منھ اس میں ایسا چھوٹا معلوم ہوا کہ بے اختیار چونک پڑا۔ برخلاف اس کے، بدن اور قد و قامت ایسا چوڑا چکلا نظر آیا کہ جی بیزار ہو گیا اور ایسا گھبرایا کہ چہرے کو نقاب کی طرح اُتار پھینکا اور خاص خوش نصیبی اس بات کو سمجھا کہ ایک شخص نے اپنے چہرے کو بڑا اور اپنے بدن کو ناموزوں سمجھ کر اُتار پھینکا تھا۔ یہ چہرہ حقیقت میں بہت بڑا تھا، یہاں تک کہ فقط اس کی ناک میرے سارے چہرے کے برابر تھی۔

ہم اس انبوہِ پُر آفات پر غور سے نظر کر رہے تھے اور عالمِ ہیولائی کی ایک ایک بات کو تاک کر دیکھ رہے تھے، جو سلطانِ افلاک کی بارگاہ سے حکم پہنچا کہ اب سب کو اختیار ہے، جس طرح چاہیں، اپنے اپنے رنج و تکلیف تبدیل کر لیں اور اپنے اپنے بوجھ لے کر گھروں کو چلے جائیں۔ یہ سنتے ہی میاں وہم پھر مستعد ہوئے اور پھر بڑی ہُرت پھُرت کے ساتھ اس انبارِ عظیم کے بوجھ باندھ کر تقسیم کرنے لگے۔ ہر شخص اپنا اپنا بوجھ سنبھالنے لگا اور اس طرح کی ریل پیل اور دھکم دھکا ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ چنانچہ اُس وقت چند باتیں جو میں نے دیکھیں، وہ بیان کرتا ہوں۔

ایک پیر مرد کہ نہایت معزز و محترم معلوم ہوتا تھا، دردِ قولنج سے جاں بہ لب تھا اور لاولدی کے سبب سے اپنے مال و املاک کے لیے ایک وارث چاہتا تھا، اس نے دردِ مذکور کو پھینک کر ایک خوب صورت نوجوان لڑکے کو لیا، مگر لڑکے نابکار کو نافرمانی اور سرشوری کے سبب سے دِق ہو کر اس کے باپ نے چھوڑ دیا تھا، چنانچہ اس نالائق نوجوان نے آتے ہی جھٹ بڈھے کی ڈاڑھی پکڑ لی اور سر توڑنے کو تیار ہوا۔ اتفاقاً برابر ہی لڑکے کا حقیقی باپ نظر آیا کہ اب وہ دردِ قولنج کے مارے لَوٹنے لگا تھا، چنانچہ بڈھے نے اس سے کہا کہ برائے خدا میرا دردِ قولنج مجھے پھیر دیجیے اور لڑکا لے لیجیے کہ میرا پہلا عذاب اس سے ہزار درجہ بہتر ہے، مگر مشکل یہ ہوئی کہ یہ مبادلہ اب پھر نہ ہو سکتا تھا۔

ایک بچارا جہازی غلام تھا کہ اس نے قیدِ زنجیر اور جہازی محنت کی تکلیف سے دق ہو کر اس عذاب کو چھوڑا

NOT FOR SALE

perfect24u.com

تھا اور جھولے کے مرض کو لے لیا تھا، اسے دیکھا کہ دو قدم چل کر بیٹھ گیا ہے اور سر پکڑ کر بسور رہا ہے۔

غرض اسی طرح کئی شخص تھے کہ اپنی اپنی حالت میں گرفتار تھے اور اپنے کیے پر پچھتا رہے تھے، مثلاً: کسی بیمار نے افلاس لے لیا تھا۔ وہ اس سے ناراض تھا۔ کسی کو بھوک نہ لگتی تھی، وہ اب جُوع البقر کے مارے پیٹ کو پیٹ رہا تھا۔ ایک شخص نے فکر سے دِق ہو کر اسے چھوڑا تھا، اب وہ دردِ جگر کا مارا لوٹ رہا تھا۔ غرض ہر شخص کو دیکھ کر عبرت اور پشیمانی ہی حاصل ہوتی تھی۔

غرض وہ سارا انبار عورتوں اور مردوں میں تقسیم ہو گیا، مگر لوگوں کا یہ حال تھا کہ دیکھنے سے ترس آتا تھا، یعنی جان سے بیزار تھے اور اپنے اپنے بوجھوں میں دبے ہوئے اوپر تلے دوڑتے پھرتے تھے۔ سارا میدان گریہ وزاری، نالہ وفریاد، آہ وافسوس سے دھواں دھار ہو رہا تھا۔ آخر سلطانِ افلاک کو بے کس آدم زاد کے حالِ دردناک پر رحم آیا اور حکم دیا کہ: ''اپنے اپنے بوجھ اتار کر پھینک دیں، پہلے ہی بوجھ انھیں مل جائیں۔'' سب نے خوشی خوشی ان وبالوں کو سر و گردن سے اُتار کر پھینک دیا۔ اتنے میں دوسرا حکم آیا کہ: وہم جس نے انھیں دھوکے میں ڈال رکھا تھا، وہ شیطانِ نابکار یہاں سے دفع ہو جائے۔ اس کی جگہ ایک فرشتۂ رحمت آسمان سے نازل ہوا۔ اس کی حرکات وسکنات نہایت معقول و باوقار تھیں اور چہرہ بھی سنجیدہ اور خوش نما تھا۔ اس نے بار بار اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور رحمتِ الٰہی پر توکل کر کے نگاہ کو اسی کی آس پر لگا دیا۔ اس کا نام صبر و تحمل تھا۔ ابھی وہ اس کوہِ مصیبت کے پاس آ کر بیٹھا ہی تھا، جو کوہِ مذکور خود بخود سمٹنا شروع ہوا، یہاں تک کہ گھٹتے گھٹتے ایک ثُلث رہ گیا۔ پھر اس نے ہر شخص کو اصلی اور واجبی بوجھ اٹھا اٹھا کر دینا شروع کیا اور ایک ایک کو سمجھاتا گیا کہ نہ گھبراؤ اور بُردباری کے ساتھ اُٹھاؤ۔ ہر شخص لیتا تھا اور اپنے گھر کو راضی رضامند چلا جاتا تھا۔ ساتھ ہی اس کا شکریہ ادا کرتا تھا کہ آپ کی عنایت سے مجھے اس انبارِ لاانتہا میں سے اپنا بارِ مصیبت چننا نہ پڑا۔

(نیرنگِ خیال)

NOT FOR SALE

perfect24u.com

مشق

۱۔ سلطانِ افلاک کے دربار سے کیا اشتہار جاری ہوا؟

۲۔ وہم کی تصویر کس طرح پیش کی گئی ہے؟

۳۔ پیر مرد کا واقعہ بیان کریں؟

۴۔ اس موقع پر کن چیزوں سے بآسانی نجات حاصل کی جاسکتی تھی؟

۵۔ ذیل کے الفاظ اپنے جملوں میں استعمال کریں۔

لطیفہ ، رنج والم ، وہم ، افسردگی ، انواع واقسام ، خوامخواہ ، مبادلہ ، بسورنا ، افلاس ، دردناک۔

۶۔ ''وہم پرستی'' پر ایک مضمون لکھیں۔

۷۔ مرکب ناقص:

یہ وہ مرکب ہوتا ہے جس سے سننے والے کو پورا مطلب حاصل نہ ہو مثلاً: میرا قلم، اچھا گھوڑا، ٹھنڈا شربت، ایسا مرکب ہمیشہ جملے کا حصہ ہوتا ہے۔

مرکب تام:

یہ وہ مرکب ہوتا ہے جس سے سننے والا پورا مطلب سمجھ لے، مثلاً: میرا قلم اچھا ہے، یہ شربت ٹھنڈا ہے، وہ اچھا کھلاڑی ہے۔ اسے مرکب مفید بھی کہتے ہیں اور اسی کو جملہ بھی کہا جاتا ہے۔ پانچ جملے لکھ کر ان میں مرکب ناقص اور مرکب تام کی نشاندہی کریں۔

PERFECT24U.COM

۸۔ سیاق وسباق کا حوالہ دے کر مندرجہ ذیل اقتباس کی وضاحت کریں۔

''ایک پیر مرد کہ نہایت معزز و محترم معلوم ہوتا تھا.................. یہ مبادلہ اب پھر نہ ہوسکتا تھا۔''

۹۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) سبق انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا، کے مصنف کا نام ہے؟

ا۔ سرسید ب۔ اقبال ج۔ محمد حُسین آزاد د۔ حالی

(ii) غرض وہ سارا انبار عورتوں اور ______ میں تقسیم ہو گیا۔

ا۔ بوڑھوں ب۔ مردوں ج۔ بیماروں د۔ غلاموں

(iii) چنانچہ بڈھے نے کہا کہ برائے خدا میرا درد مجھے پھیر دیجیے۔

ا۔ قولنج ب۔ دل ج۔ سر د۔ کمر

سرگرمی: طلبہ کلاس میں اپنی اپنی مصیبتوں کے بارے میں بحث ومباحثہ کریں۔

ہدایت برائے اساتذہ	مرکب ناقص اور مرکب تام کی تعریف مزید مثالوں کے ذریعے طلبہ کو ذہن نشین کرائیں۔

مولوی نذیر احمد

ولادت ۱۸۳۰ء ، وفات ۱۹۱۲ء

نذیر احمد ضلع بجنور کے ایک گاؤں ریہڑ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ کم عمری میں دہلی آ گئے۔ یہاں مولوی عبدالخالق کے مدرسے میں عربی کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ خوش قسمتی سے سرکاری خرچ پر دہلی کالج میں داخلہ مل گیا۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد عملی زندگی کا آغاز بطور مدرس کیا۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں ایک انگریز خاتون کی جان بچائی۔ اس کے صلے میں کانپور میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس بنا دیے گئے۔ اُنھوں نے قانونِ انکم ٹیکس اور تعزیراتِ ہند کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا۔ اُن کا یہ عمل انگریزی حکومت کو پسند آیا اور انھیں تحصیل دار بنا دیا گیا۔ بعد میں وہ ڈپٹی کلکٹر کے عہدے تک پہنچے۔

انھیں انگریزی حکومت کی طرف سے شمس العلما کا خطاب ملا۔ ایڈنبرا یونیورسٹی نے ایل ایل ڈی اور پنجاب یونیورسٹی نے انھیں ڈی او ایل کی اعزازی ڈگریاں دیں۔

ڈپٹی نذیر احمد کو اردو کا پہلا ناول نگار تسلیم کیا جاتا ہے۔ سرسید کی طرح انھیں بھی یہ امتیاز حاصل ہے کہ انھوں نے کہانیوں کے ذریعے معاشرے کی اصلاح کی طرف توجہ دی اور عورتوں کے مسائل کو اپنے ناولوں کا موضوع بنایا۔ سرسید نے جو کام اپنے مضامین سے لیا، نذیر احمد نے وہی کام اپنے ناولوں سے لیا۔ ان کے تمام ناول معاشرتی اور گھریلو مسائل کے متعلق ہیں۔ وہ ان کے ذریعے ایک زوال پذیر معاشرے کے مسلمانوں کی گھریلو زندگی کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کا انداز سراسر مقصدی ہے۔ اُنھوں نے ادب کو حقیقی زندگی کا ترجمان بنایا۔ اُن کی زبان دہلی کی ٹکسالی زبان ہے۔ اُنھیں عورتوں کی زبان لکھنے پر پوری قدرت حاصل ہے۔

اردو ادب میں نذیر احمد کا مقام بہت بلند ہے۔ ان کا اسلوب بیان ان کی ذات کی طرح منفرد ہے۔ اصلاحِ معاشرہ ان کا بنیادی مقصد ہے۔ نذیر احمد کے کردار اسی معاشرے کے افراد ہیں، جس میں وہ اپنے

NOT FOR SALE
Not For Sale

perfect24u.com

شب و روز گزارتے ہیں۔ حقیقت پسندی ان کے اسلوب کی نمایاں خصوصیت ہے۔ بقول مولوی عبدالحق: ''ایک مسلمان پڑھنے والے کو رہ رہ کر یہ شبہ ہوتا ہے کہ کہیں اس کے خاندان کے راز تو نہیں کھل رہے۔'' ان کی تحریر میں جگہ جگہ ظرافت کی بہترین مثالیں مل جاتی ہیں۔

ان کی مشہور تصانیف یہ ہیں: مراۃ العروس ، بنات النعش ، توبتہ النصوح ، ابن الوقت ، فسانہ مبتلا رویائے صادقہ، ایامیٰ ، ترجمۂ قرآن پاک اور ترجمہ تعزیراتِ ہند۔

۱۹۱۲ء میں انھیں فالج ہوا، جس کی وجہ سے فوت ہوگئے اور دہلی میں دفن ہوئے۔

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

نصوح کا خواب

(یہ اقتباس مولوی نذیر احمد کے ناول "توبتہ النصوح" کے پہلے باب سے لیا گیا ہے۔ اس ناول میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ انسان صرف دنیا کا ہو کر نہ رہ جائے۔ دنیا کے کاموں کے ساتھ ساتھ ایسے نیک اعمال کر کے دنیا سے جائے کہ آخرت کی کامیابی بھی مل جائے۔ اس ناول میں مولوی نذیر احمد لکھتے ہیں کہ ایک سال دہلی میں ہیضے کی ایسی وبا پھیلی کہ ہر روز سیکڑوں لوگ مرنے لگے۔ بیماری ایسے آتی کہ ایک دو گھنٹوں میں انسان کا کام تمام کر دیتی۔ لوگ بیماری کے خوف سے گھروں میں بند ہو کر رہ گئے۔ شہر ویران ہو گیا۔ نصوح دہلی کا ایک مالدار شخص تھا۔ اس نے اپنے گھر کے لوگوں کو ہیضے سے بچانے کی ہر ممکن تدبیر کی، لیکن بیماری ان کے گھر بھی آ پہنچی۔ ایک ہی ہفتے میں خالہ، ماما اور والد ایسے بیمار ہوئے کہ کوئی دوا کارگر ثابت نہ ہوئی۔ ایک رات نصوح کو بھی ہیضہ ہو گیا۔ طبیعت ایسی بگڑی کہ موت اس کے سامنے تھی۔ اپنے اچھے بُرے اعمال نگاہوں کے سامنے آئے۔ حکیم کی دوا کے اثر سے وہ گہری نیند سو گیا اور خواب میں دیکھا کہ وہ مر چکا ہے۔)

PERFECT24U.COM

آنکھ کا بند ہونا تھا کہ نصوح ایک دوسری دنیا میں تھا، جو خیالات ابھی تھوڑی دیر ہوئے اس کے پیشِ نظر تھے، سب اس کے دماغ میں بھرے ہوئے تھے۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک بڑی عمدہ اور عالی شان عمارت ہے اور چونکہ نصوح خود بھی کبھی ڈپٹی مجسٹریٹ اور حاکم فوج داری رہ چکا تھا۔ اُسے یہ تصور بندھا کہ یہ گویا ہائی کورٹ کی کچہری ہے، لیکن حاکمِ کچہری کچھ اس طرح کا رعب دار ہے کہ باوجودیکہ ہزاروں لاکھوں آدمیوں کا اجتماع ہے، مگر ہر شخص سکوت کے عالم میں ایسا دم بہ خود بیٹھا ہے کہ گویا کسی کے مُنہ میں زبان نہیں۔ کیا مجال کہ کوئی اپنے بارے میں ناجائز پیروی کر کے یا روپے پیسے کا لالچ دکھا کر یا سعی و سفارش بہم پہنچا کر کاربراری کر سکے۔

جتنے مجرم ہیں، کیا خفیف، کیا سنگین، کوئی اس کے رحم سے ناامید نہیں۔ اختیارات اس کے اس قدر وسیع ہیں کہ نہ اس کے فیصلے کی اپیل ہے اور نہ اس کے حکم کی خلاف ورزی ہو سکتی ہے۔ کام کرنے کا ایسا اچھا ڈھنگ ہے کہ

NOT FOR SALE

perfect24u.com

کام روز کا روز صاف۔ کتنے ہی مقدمے پیشی میں کیوں نہ ہوں، ممکن نہیں کہ تاریخِ مقرر پر فیصل نہ ہو جائیں، جو حکم ہے: دودھ کا دودھ پانی کا پانی۔

پھر کیا دیکھتا ہے کہ ہر مجرم کو فرداً فرداً فردِ قراردادِ جرم کی ایک نقل دی گئی ہے کہ وہ اس کو پڑھ رہا ہے اور جتنے الزام اس پر لگائے گئے ہیں، سب کو سمجھتا اور اپنی برأت کی وجوہات کو سوچتا ہے۔ کچہری کا خیال نصوح کو حوالات کی طرف لے گیا، تو دیکھا کہ ہر شخص ایک علیحدہ جگہ میں نظر بند ہے۔ جیسا مجرم ہے، اُس کے مناسب حال اس کو حوالات میں سختی یا سہولت کے ساتھ رکھا گیا ہے۔ حوالات کے برابر جیل خانہ ہے، مگر بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

نصوح یہ مقام دیکھتے ہی الٹے پاؤں پھرا۔ باہر آیا، تو پھر حوالاتیوں اور زیرِ تجویزوں میں تھا۔ ان لوگوں میں ہزارہا آدمی تو اجنبی تھے، مگر جا بہ جا شہر اور محلے کے آدمی بھی نظر آتے تھے، مگر وہ جو مر چکے تھے۔ نصوح کو یہ سامان دیکھ کر اسی خواب کی حالت میں ایک حیرت تھی کہ الٰہی! یہ کون سا شہر ہے؟ کس کی کچہری ہے؟ یہ اتنے مجرم کہاں سے پکڑے ہوئے آئے ہیں؟ یہ میرے ہم وطنوں نے کیا جرم کیا کہ ماخوذ ہیں؟ یہ کیسے مرے تھے کہ میں ان کو یہاں دیکھتا ہوں۔ اسی حیرت میں لوگوں کو دیکھتا بھالتا چلا جاتا تھا کہ دور سے اس کو اپنے والد بزرگوار انھی حوالاتیوں میں بیٹھے ہوئے نظر پڑے۔ پہلے تو سمجھا کہ نظر غلطی کرتی ہے، مگر غور کیا تو پہچانا کہ نہیں، واقعہ میں وہی ہیں۔ دوڑ کر قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ: یا حضرت! ہم سب آپ کی مفارقت میں تباہ ہیں، آپ یہاں کہاں؟

باپ: ”میں اپنے گناہوں کی جواب دہی میں ماخوذ ہوں، یہ مقام جو تم دیکھتے ہو، دار الجزا ہے۔ خداوند تعالیٰ حاکم ہے۔“

بیٹا: یا حضرت! آپ بڑے متقی، پرہیز گار، خدا پرست اور نیکوکار تھے، آپ پر اور گناہوں کا الزام؟

باپ: گناہ ایک دو نہیں، سیکڑوں ہزاروں، دیکھو یہ میرا اعمال نامہ کیسی رسوائی سے بھرا ہوا ہے اور میں اس کو دیکھ دیکھ کر سخت پریشان ہوں کہ کیا جواب دوں گا اور کون سی وجہ اپنی برأت کی پیش کروں گا۔

یہ وہ کاغذ تھا جو نصوح نے ہر شخص کے ہاتھ میں دیکھا تھا اور اس کو دنیا کے خیالات کے مطابق فردِ قراردادِ جرم سمجھا تھا۔ باپ کا اعمال نامہ دیکھا، تو تھرا اٹھا۔ شرک، کفر، نافرمانی، ناشکری، بغاوت، بے ایمانی، غرور،

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

لوگ رے

دروغ گوئی، غیبت، لالچ، حسد، مردم آزاری، نفاق، دکھاوا، دنیا کی محبت، کوئی جرم نہ تھا، جو اس میں لکھا نہ ہو۔ بجائے تعزیرات ہند کے قرآن کی سورتوں اور آیتوں کا حوالہ تھا۔ متعجب ہو کر باپ سے پوچھا کہ: یا حضرت! پھر کیا آپ ان تمام جرموں کے مرتکب ہوئے ہیں؟

باپ: سب کا۔

بیٹا: کیا آپ حضورِ حاکم اقرار کر چکے ہیں؟

باپ: انکار کی گنجائش ہی نہیں۔ میری مخالفت میں گواہی اتنی وافر ہے کہ اگر میں انکار بھی کروں، تو پذیرائی نہیں ہو سکتی۔

بیٹا: جناب! وہ کون لوگ ہیں، جو آپ کی مخالفت پر آمادہ ہیں؟

باپ: اول دو کراماً کاتبین ایسے ہیں کہ میرا کوئی فعل ان سے مخفی نہیں۔ جتنی باتیں کہتے ہیں، پتے کی اور کہتے کیا ہیں، میرا روزنامچۂ عمری لکھتے گئے ہیں۔ اب جو میں اس کو دیکھتا ہوں، حرف بہ حرف صحیح اور درست پاتا ہوں۔ دوسرے میرے اعضا ہاتھ پاؤں، آنکھ، کان، کوئی میرے کہنے کا نہیں۔ سب کے سب مجھ سے منحرف! میری مخالفت پر آمادہ: میری تذلیل پر کمر بستہ ہیں۔

PERFECT24U.COM

بیٹا: آخر آپ کچھ اس کی وجہ بھی سمجھتے ہیں؟

باپ: جب سے دنیا کو چھوڑا ہے، قبر کی حوالات میں ہوں، تنہائی سے جی گھبراتا ہے، حوالات میں مجھ پر ایسی سختی ہے کہ بیان نہیں کر سکتا، مگر صبح و شام ہر روز آتے جاتے جیل خانے کے پاس سے ہو کر گزرنا ہوتا ہے۔ وہاں کی تکلیفات دیکھ کر ہوش اُڑ جاتے ہیں اور غنیمت معلوم ہوتا ہے کہ کاش ہمیشہ کے واسطے حوالات میں رہنے کا حکم ہو جاتا۔

بیٹا: بھلا کس طرح ہم لوگ، آپ کی اس مصیبت میں آپ کے کام آ سکتے ہیں؟

باپ: اگر میرے لیے عاجزی اور خلوص کے ساتھ دعا کرو، تو کیا عجب کہ مفید ہو۔ ابھی میرے ہمسائے میں ایک شخص کی رہائی ہوئی ہے۔ اس پر بھی بہت سے الزامات تھے، مگر جہاں اللہ تعالیٰ کا انصاف کامل ہے، رحم

NOT FOR SALE

perfect24u.com

بھی پرلے ہی سرے کا ہے۔ اس شخص کے پس ماندوں نے اس کے واسطے بہت دعائیں کیں۔ پرسوں یا ترسوں اس کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ: تیرے افعال جیسے تھے، وہ اب تجھ پر مخفی نہیں رہے، مگر تیرے زن و فرزند تیری معافی کے واسطے گڑگڑواتے ہیں۔ ہم کو یہی ایک بات بھلی معلوم ہوتی ہے کہ تو نے اپنے خاندان میں نیکی کا بیج بویا، جا! ہم نے تیری خطا معاف کی۔

بیٹا: آپ کے انتقال کے بعد رونا پیٹنا، تو بہت کچھ ہوا اور اب تک ہو رہا ہے۔ رسمِ دنیا کے مطابق آپ کا کھانا بھی برادری میں تقسیم کر دیا ہے۔ دعا بس واجبی سی ہی ہوئی ہے۔ آپ کے بعد آپ کی میراث کے ایسے جھگڑے پڑ گئے کہ آج تک نہیں سُلجھے۔ یہ تو فرمایئے: کہ آپ نماز، روزے کے پابند تھے، کیا وہ آپ کے کچھ کام نہ آئے؟

باپ: کیوں نہیں، یہ انھی اعمال کی بدولت ہے کہ میں دوسروں سے کم تکلیف میں ہوں۔ یہاں ہمارے اعمال میں خلوصِ نیت شرط ہے۔ میری نمازیں بے حضورِ قلب تھیں۔ دنیا کی بھولی بسری باتیں مجھ کو نمازوں میں یاد آتی تھیں۔ میں نماز کیا پڑھتا تھا، گھاس کاٹتا تھا۔ میرے روزے ایسے تھے کہ عید کا اس طرح منتظر رہتا تھا، جیسے کوئی قیدی تاریخ رہائی کا۔ عید کے لیے تیس روزے پورے کرنا، تو گویا موت آجاتی تھی۔ میں تو دنیا میں ایسے گیا تھا، جیسے کسی سرائے میں مسافر، مگر وہاں گیا، تو بس وہیں کا ہو رہا اور ایسی لمبی تان کر سویا کہ قبر میں آکر جاگا۔

باپ نے جو یہ حالت سنائی، بیٹے پر اس طرح ہیبت چھائی کہ چونک پڑا، جاگا، تو پھر وہی دالان تھا، وہی تیمارداریوں کا سامان۔ بی بی پاس بیٹھی آہستہ آہستہ پنکھا جھل رہی تھی۔ میاں کی آنکھ کُھلی ہوئی دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔ بی بی نے ہر چند دل جوئی کی باتیں کیں، مگر نصوح کو خواب کا سارا ماجرا پیشِ نظر تھا، مطلق جواب نہ دیا۔ بی بی سمجھی کہ بیماری کی وجہ سے بولنے کو جی نہ چاہتا ہوگا۔ نصوح کا دل مان گیا تھا کہ یہ خواب میرے وہم و خیال کا بنایا ہوا تو ہرگز نہیں ہے۔ ہو نہ ہو یہ ایک امر من جانب اللہ ہے۔ خواب کیا ہے، رویائے صادقہ اور الہامِ الٰہی ہے۔ باپ کا اظہار اس نے ایسی توجہ سے سنا تھا کہ حرف بہ حرف یاد تھا۔ جتنے الزام باپ پر لگائے گئے تھے، غور کرتا تھا، تو

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

سب اپنے میں پاتا تھا، بلکہ اپنی حالت باپ کی حالت سے بدتر پاتا تھا۔

ان خیالات کا اس کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بے اختیار ہو کر رو دیا اور کہنے لگا کہ: الٰہی! میں نے اپنی ساری عمر تیری نافرمانی میں کاٹی، تو نے اپنے فضل سے پھر چند روز کے واسطے مجھے دنیا میں رکھ لیا ہے، تو ایسی توفیق عطا کر کہ نیکی اور اطاعت میں میری باقی زندگی گزرے، پھر اسے اپنے خاندان کا خیال آیا۔ اس نے مصمم ارادہ کیا کہ ان شاء اللہ ان کی اصلاح کے لیے مقدور بھر کوشش کروں گا۔ اس نے اپنا خواب بیوی بچوں کو سنایا۔ بیوی اور بچوں پر بھی بڑا اثر ہوا اور وہ نیکی کی طرف مائل ہو گئے۔

(توبۃ النصوح)

مشق

۱۔ متن کے حوالے سے خالی جگہ پُر کریں۔

(ا) نصوح خود بھی کبھی ڈپٹی مجسٹریٹ اور ...... رہ چکا تھا۔

(ب) جو حکم ہے دودھ کا دودھ ......

(ج) ایک رات نصوح کو بھی ...... ہو گیا۔

(د) دوڑ کر قدموں پر ......

(ہ) باپ کا نامہ اعمال دیکھا، تو ......

(و) ابھی میرے ہمسائے میں ایک شخص کی ...... ہوئی ہے۔

(ز) دنیا کی ...... باتیں مجھ کو نمازوں میں یاد آتی تھیں۔

(ح) میاں کی آنکھ کھلی، تو اس کی ......

۲۔ نصوح نے خواب میں جس عدالت کو دیکھا اس کی کیفیت اپنے الفاظ میں لکھیں۔

۳۔ نصوح نے خواب میں اپنے والد کو کہاں دیکھا؟

۴۔ باپ نے اپنے اعمال نامے کے بارے میں بیٹے سے کیا کہا؟

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

۵۔ اعمال نامے میں کون کون سے گناہ درج تھے؟

۶۔ نصوح کے باپ کے خلاف کون کون گواہی دینے پر آمادہ تھے؟

۷۔ ہمسائے کی سزا سے رہائی کیسے ممکن ہوئی؟

۸۔ اس سبق کا مرکزی خیال لکھیں۔

۹۔ اولاد کی اسلامی خطوط پر تربیت کیوں ضروری ہے؟

۱۰۔ مندرجہ ذیل محاورات اور الفاظ وتراکیب کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا مطلب واضح ہو جائے۔
کام تمام کرنا ، آنکھ بند ہونا ، سکوت کا عالم ، کمربستہ ہونا ، مفارقت ، تھرّا اٹھنا ، دروغ گوئی، مردم آزاری ، دل جوئی کرنا ، مصمّم۔

۱۱۔ اپنے چھوٹے بھائی کو خط لکھیں جس میں اسے معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں سے بچنے کی تلقین کریں۔

۱۲۔ سیاق وسباق کا حوالہ دے کر مندرجہ ذیل اقتباس کی وضاحت کریں۔
"کیوں نہیں، یہ انھی اعمال کی بدولت ہے............ایسی لمبی تان کر سویا کہ قبر میں آ کر جاگا"۔

سرگرمی	طلبہ اپنا کوئی دلچسپ واقعہ جماعت میں سنائیں۔

PERFECT24U.COM

ہدایت برائے اساتذہ	روزمرہ اور محاورے کی تعریف مثالوں کے ذریعے طلبہ کو ذہن نشین کرائیں۔

منشی پریم چند

ولادت ۱۸۸۰ء، وفات ۱۹۳۶ء

اصل نام دھنپت رائے تھا۔ پہلے نواب رائے کے قلمی نام سے لکھتے تھے، بعد میں پریم چند اختیار کیا۔ وہ ضلع بنارس کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد کا نام منشی عجائب لال تھا، جو ڈاک خانے میں معمولی کلرک تھے۔ ایک مولوی صاحب سے اردو اور فارسی پڑھی۔ میٹرک بنارس سے کیا۔ تعلیم سے فارغ ہوئے، تو معلّمی کا پیشہ اختیار کیا۔ پرائیویٹ طور پر بی اے کا امتحان پاس کیا۔ ترقی کرتے ہوئے ڈپٹی انسپکٹر مدارس بن گئے۔

اردو افسانہ نگاری اور ناول نگاری میں انھیں بہت شہرت حاصل ہے۔ وہ اردو کے اہم افسانہ نگار ہیں۔ ان کو فنی اعتبار سے اس میدان میں بلند مقام حاصل ہے۔ پریم چند کے افسانوں کی سب سے نمایاں خصوصیت ان کا قومی جذبہ ہے۔ اپنے ملک کی ہر چیز دوسری قوموں سے بہتر نظر آتی ہے۔ وہ وطن پرست افسانہ نگار ہیں۔ انھیں اپنے وطن کی عظمتوں سے دلی لگاؤ ہے۔ انھوں نے اپنے ملک اور معاشرے کے افراد کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا ہے۔ ان کے افسانے محبت، خلوص، حقیقت اور زندگی کی ترجمانی کرتے ہیں۔ انھوں نے دیہاتی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اس طرح نمایاں کیا ہے کہ وہاں کی پسماندگی اور بدحالی کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے۔ وہ دیہات کی سادہ اور فطری فضا میں دکھی انسانوں کی زندگی کو بڑی خوبصورتی سے پیش کرتے ہیں۔ وہ ایک مقصدی افسانہ نگار ہیں۔ ان کے افسانوں کے پلاٹ موزوں اور کردار جاندار ہوتے ہیں۔ ان کا طرزِ بیان بہت شگفتہ ہے۔ جا بہ جا مزاح کے نازک اور شگفتہ ٹکڑے آسمان پر چمکتے ہوئے تاروں جیسے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے کردار اسی ماحول کی پیداوار ہیں، جس میں وہ زندگی کے شب و روز گزارتے ہیں۔ ان کی تصانیف میں: زادِ راہ، واردات، پریم پچیسی، پریم بتیسی، پریم چالیسی، جلوۂ حسن، میدانِ عمل، بیوہ، گئودان اور بازارِ حسن بہت مشہور ہیں۔

NOT FOR SALE

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

perfect24u.com

حجِ اکبر

منشی صابر حسین کی آمدنی کم تھی اور خرچ زیادہ۔ اپنے بچے کے لیے دایہ رکھنا گوارا نہیں کر سکتے تھے، لیکن اک تو بچے کی صحت کی فکر اور دوسرے اپنے برابر والوں سے ہیٹے بن کر رہنے کی ذلت، اس خرچ کو برداشت کرنے پر مجبور کرتی تھی۔ بچہ دایہ کو بہت چاہتا تھا، ہر دَم اس کے گلے کا ہار بنا رہتا۔ اس وجہ سے دایہ اور بھی ضروری معلوم ہوتی تھی، مگر شاید سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ وہ مروت کے باعث دایہ کو جواب دینے کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ بڑھیا ان کے یہاں تین سال سے نوکر تھی۔ اس نے ان کے اکلوتے بچے کی پرورش کی تھی۔ اپنا کام دل و جان سے کرتی تھی۔ اسے نکالنے کا کوئی حیلہ نہ تھا اور خواہ مخواہ کیچڑ اُچھالنا صابر جیسے حلیم شخص کے لیے غیر ممکن تھا، مگر شاکرہ اس معاملے میں اپنے شوہر سے متفق نہ تھی۔ اسے شک تھا کہ دایہ ہم کو لُوٹے لیتی ہے۔ جب دایہ بازار سے لَوٹتی، تو وہ دہلیز میں چھپی رہتی کہ دیکھوں آٹا چھپا کر تو رکھ نہیں دیتی، لکڑی تو نہیں چھپا دیتی، اس کی لائی ہوئی چیز کو گھنٹوں دیکھتی، پچھتاتی، بار بار پوچھتی اتنا ہی کیوں؟ کیا بھاؤ ہے؟ کیا اتنا مہنگا ہو گیا؟ دایہ بھی تو ان بدگمانیوں کا جواب ملائمت سے دیتی، لیکن جب بیگم زیادہ تیز ہو جاتیں، تو وہ بھی کڑی پڑ جاتی تھی۔ قسمیں کھاتی، صفائی کی شہادتیں پیش کرتی، تردید اور حجت میں گھنٹوں لگ جاتے۔ قریب قریب روزانہ یہی کیفیت رہتی تھی اور روز یہ ڈراما دایہ کی خفیف سی اشک ریزی کے بعد ختم ہو جاتا تھا۔ دایہ کا اتنی سختیاں جھیل کر پڑے رہنا شاکرہ کے شکوک کی آب ریزی کرتا تھا۔ اسے کبھی یقین نہ آتا کہ یہ بڑھیا محض بچے کی محبت سے پڑی ہوئی ہے۔ وہ دایہ کو ایسے لطیف جذبے کا اہل نہیں سمجھتی تھی۔

(۲)

اتفاق سے ایک روز دایہ کو بازار سے لَوٹنے میں ذرا دیر ہو گئی۔ شاکرہ بھری بیٹھی تھی۔ دایہ کو دیکھتے ہی تیور بدل کر بولی۔ کیا بازار میں کھو گئی تھیں؟ دایہ نے خطاوارانہ انداز سے سر جھکا لیا اور بولی: "بی بی! ایک جان پہچان کی ماما سے ملاقات ہو گئی اور باتیں کرنے لگی"۔

perfect24u.com

شاکرہ جواب سے اور بھی برہم ہوئی: ''یہاں دفتر جانے کو دیر ہو رہی ہے، تمھیں سیر سپاٹے کی سوجھی ہے''، مگر دایہ نے اس وقت دبنے میں خیریت سمجھی۔ بچے کو گود میں لینے چلی، پر شاکرہ نے جھڑک کر کہا: ''رہنے دو! تمھارے بغیر بے حال نہیں ہُوا جاتا''۔

دایہ نے اس حکم کی تعمیل ضروری نہ سمجھی۔ بیگم صاحبہ کا غصہ فرو کرنے کی اس سے زیادہ کارگر کوئی تدبیر ذہن میں نہ آئی، اس نے نصیر کو اشارے سے اپنی طرف بلایا، وہ دونوں ہاتھ پھیلائے لڑکھڑاتا ہوا اس کی طرف چلا، دایہ نے اسے گود میں اٹھالیا اور دروازے کی طرف چلی، لیکن شاکرہ باز کی طرح جھپٹی اور نصیر کو اس کی گود سے چھین کر بولی: ''تمھارا یہ مکر بہت دنوں سے دیکھ رہی ہوں، یہ تماشے کسی اور کو دکھایئے، یہاں طبیعت سَیر ہو گئی''۔

دایہ نصیر پر جان دیتی تھی اور سمجھتی تھی کہ شاکرہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔ اس کی سمجھ میں شاکرہ اور اس کے درمیان یہ ایسا مضبوط تعلق تھا، جسے معمولی ترشیاں کمزور نہ کر سکتی تھیں۔ اسی وجہ سے باوجود شاکرہ کی سخت زبانیوں کے اسے یقین نہ آتا تھا کہ وہ واقعی مجھے نکالنے پر آمادہ ہے، پر شاکرہ نے یہ باتیں کچھ اس بے رخی سے کہیں اور بالخصوص نصیر کو اس بے دردی سے چھین لیا کہ دایہ سے ضبط نہ ہو سکا۔ بولی: ''بیوی! مجھ سے کوئی ایسی بڑی خطا تو نہیں ہوئی۔ بہت ہوگا، تو پاؤ گھنٹہ کی دیر ہوئی ہوگی، اس پر آپ اتنا جھلّا رہی ہیں۔ صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیتیں کہ دوسرا دروازہ دیکھو۔ اللہ نے پیدا کیا ہے، تو رزق بھی دے گا، مزدوری کا کال تھوڑا ہی ہے''۔

شاکرہ: ''تو یہاں تمھاری کون پروا کرتا ہے۔ تمھاری جیسی مامائیں گلی گلی ٹھوکریں کھاتی پھرتی ہیں''۔

دایہ: ہاں! خدا آپ کو سلامت رکھے، مامائیں دائیاں بہت ملیں گی، جو کچھ خطا ہوئی ہو، معاف کیجیے گا۔ میں جاتی ہوں۔

شاکرہ: جا کر مردانے میں اپنی تنخواہ کا حساب کر لو۔

دایہ: میری طرف سے نصیر میاں کو اس کی مٹھائیاں منگوا دیجیے گا۔

اتنے میں صابر حسین بھی باہر سے آ گئے۔ پوچھا: ''کیا ہے؟''

دایہ: کچھ نہیں۔ بیوی نے جواب دے دیا ہے۔ گھر جاتی ہوں۔

NOT FOR SALE

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

صابر حسین خانگی تردّدات سے یوں بچتے تھے، جیسے کوئی برہنہ پا کانٹوں سے بچے۔ انھیں سارے دن ایک ہی جگہ کھڑے رہنا منظور تھا، پر کانٹوں پر پیر رکھنے کی جرأت نہ تھی۔ چیں بہ جبیں ہو کر بولے: ''کیا بات ہوئی؟''

شاکرہ: کچھ نہیں، اپنی طبیعت! نہیں جی چاہتا، نہیں رکھتے، کسی کے ہاتھوں بک تو نہیں گئے''۔

صابر: تمھیں بیٹھے بٹھائے ایک نہ ایک کھچڑ سوجھتی رہتی ہے۔

شاکرہ: ہاں! مجھے تو اس بات کا جنون ہے، کیا کروں؟ خصلت ہی ایسی ہے، تمھیں یہ بہت پیاری ہے، تو لے جا کر گلے باندھو، میرے یہاں ضرورت نہیں ہے۔

دایہ گھر سے نکلی، تو اس کی آنکھیں لبریز تھیں۔ دل نصیر کے لیے تڑپ رہا تھا کہ ایک بار بچے کو گود میں لے کر پیار کر لوں، پر یہ حسرت لیے اس گھر سے نکلنا پڑا۔

نصیر دایہ کے پیچھے پیچھے دروازے تک آیا، لیکن جب دایہ نے دروازہ باہر سے بند کر دیا، تو مچل کر زمین پر لیٹ گیا اور انا انا کہہ کر رونے لگا۔ شاکرہ نے چمکارا، پیار کیا، گود میں لینے کی کوشش کی۔ مٹھائی کا لالچ دیا، میلہ دکھانے کا وعدہ کیا، اس سے کام نہ چلا، تو بندر اور سپاہی اور لولو اور ہوّا کی دھمکی دی، مگر نصیر پر مطلق اثر نہ ہوا۔ یہاں تک کہ شاکرہ کو غصہ آ گیا۔ اس نے بچے کو وہیں چھوڑ دیا اور آ کر گھر کے دھندوں میں مصروف ہو گئی۔ نصیر کا منھ اور گال لال ہو گئے، آنکھیں سرخ ہو گئیں، آخر وہ وہیں زمین پر سسکتے سسکتے سو گیا۔

(۳)

شاکرہ نے سمجھا تھا تھوڑی دیر میں بچہ رو دھو کر چپ ہو جائے گا، پر نصیر نے جاگتے ہی پھر انا کی رٹ لگائی۔ تین بجے صابر حسین دفتر سے آئے اور بچے کی یہ حالت دیکھی، تو بیوی کی طرف قہر کی نگاہوں سے دیکھ کر اسے گود میں اٹھا لیا اور بہلانے لگے۔ آخر نصیر کو جب یقین ہو گیا کہ دایہ مٹھائی لینے گئی، تو اسے تسکین ہوئی، مگر شام ہوتے ہی اس نے پھر چیخنا شروع کیا: ''انا مٹھائی لائی؟''

اس طرح دو تین دن گزر گئے۔ نصیر کو انا کی رٹ لگانے اور رونے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا۔ وہ بے ضرر کتا جو ایک لمحے کے لیے اس کی گود سے جدا نہ ہوتا تھا؛ وہ بے زبان بلی جسے طاق پر بیٹھے دیکھ کر وہ خوشی سے پھولا نہ سماتا

NOT FOR SALE

perfect24u.com

تھا؛ وہ طائرِ بے پرواز جس پر وہ جان دیتا تھا، سب اس کی نظروں سے گر گئے ۔ وہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتا، وہ اکثر سوتے سوتے چونک پڑتا اور انا انا پکار کر رونے لگتا۔ اس کا گدرایا ہوا بدن گھل گیا۔ گلاب کے سے رخسار سوکھ گئے ۔ شاکرہ بچے کی یہ حالت دیکھ دیکھ کر اندر ہی اندر کُڑھتی اور اپنی حماقت پر پچھتاتی۔ صابر حسین جو فطرتاً خلوت پسند آدمی تھے، اب نصیر کو گود سے جدا نہ کرتے تھے؛ اسے روز ہوا کھلانے جاتے؛ نت نئے کھلونے لاتے، یہ مرجھایا ہوا پودا کسی طرح نہ پنپتا تھا۔ اس طرح تین ہفتے گزر گئے۔ برسات کا موسم تھا۔ کبھی شدت کی گرمی، کبھی ہوا کے ٹھنڈے جھونکے۔ بخار اور زکام کا زور تھا۔ نصیر کی نحافت اس موسمی تغیرات کو برداشت نہ کر سکی۔ شاکرہ احتیاطاً اسے فلالین کا کرتا پہنائے رکھتی، اسے پانی کے قریب نہ جانے دیتی، ننگے پاؤں ایک قدم نہ چلنے دیتی، مگر رطوبت کا اثر ہو ہی گیا۔ نصیر کھانسی اور بخار میں مبتلا ہو گیا۔

(۴)

صبح کا وقت تھا۔ نصیر، چارپائی پر آنکھیں بند کیے پڑا تھا۔ ڈاکٹروں کا علاج بے سود ہو رہا تھا۔ شاکرہ چارپائی پر بیٹھی اس کے سینے پر تیل کی مالش کر رہی تھی اور صابر حسین صورتِ غم بنے ہوئے بچے کو پُر درد نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ اس طرح وہ شاکرہ سے کم بولتے تھے۔ انھیں اس سے ایک نفرت سی ہوتی تھی۔ وہ نصیر کی اس بیماری کا سارا الزام اسی کے سر رکھتے تھے۔ وہ ان کی نگاہوں میں نہایت کم ظرف، سفلہ مزاج، بے حس عورت تھی۔

شاکرہ نے ڈرتے ڈرتے کہا: ''آج بڑے حکیم صاحب کو بلا لیتے، شاید انھی کی دوا سے فائدہ ہو''۔ صابر حسین نے کالی گھٹاؤں کی طرف دیکھ کر تُرشی سے جواب دیا: ''بڑے حکیم نہیں، لقمان بھی آئیں، تو اسے کوئی فائدہ نہ ہوگا''۔

شاکرہ: تو کیا اب کسی کی دوا ہی نہ ہوگی؟

صابر: بس اس کی ایک ہی دوا ہے اور وہ نایاب ہے۔

شاکرہ: تمھیں تو وہی دُھن سوار ہے۔ کیا عباسی امرت پلا وے گی۔

صابر: ہاں! وہ تمھارے لیے چاہے زہر ہو، لیکن بچے کے لیے امرت ہی ہوئی۔

شاکرہ: میں نہیں سمجھتی کہ اللہ کی مرضی میں اسے اتنا دخل ہے۔

perfect24u.com

صابر: اگر نہیں سمجھتی ہو اور اب تک نہیں سمجھا، تو روؤ گی، بچے سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

شاکرہ: چپ بھی رہو، کیسا شگون زبان سے نکالتے ہو، اگر ایسی جلی کٹی سنانی ہیں، تو یہاں سے چلے جاؤ۔

صابر: ہاں تو میں جاتا ہوں، مگر یاد رکھو یہ خون تمھاری گردن پر ہوگا، اگر لڑکے کو پھر تندرست دیکھنا چاہتی ہو، تو اس عباسی کے پاس جاؤ۔ اس کی منت کرو، التجا کرو، تمھارے بچے کی جان اسی کے رحم وکرم پر منحصر ہے۔

شاکرہ نے کچھ جواب نہ دیا، اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

صابر حسین نے پوچھا، کیا مرضی ہے، جاؤں اسے تلاش کروں؟

شاکرہ: تم کیوں جاؤ گے۔ میں خود چلی جاؤں گی۔

صابر: نہیں، معاف کرو۔ مجھے تمھارے اوپر اعتبار نہیں ہے۔ نہ جانے تمھارے منھ سے کیا نکل جائے کہ وہ آتی بھی ہو، تو نہ آئے۔

شاکرہ نے شوہر کی طرف نگاہ ملامت سے دیکھ کر کہا: ”ہاں اور کیا! مجھے اپنے بچے کی بیماری کا قلق تھوڑے ہی ہے۔ میں نے شرم کے مارے تم سے کہا نہیں، لیکن میرے دل میں بار بار یہ خیال پیدا ہوا ہے، اگر مجھے دایہ کے مکان کا پتا معلوم ہوتا، تو میں اسے کب کی منالائی ہوتی۔ وہ مجھ سے کتنی ہی ناراض ہو، لیکن نصیر سے اسے محبت تھی۔ میں آج ہی اس کے پاس جاؤں گی، اس کے قدموں کو آنسوؤں سے تر کردوں گی اور وہ جس طرح راضی ہوگی، اسے راضی کروں گی“۔

شاکرہ نے بہت ضبط کرکے یہ باتیں کہیں، مگر اُمڈے ہوئے آنسو اب نہ رک سکے۔ صابر حسین نے بیوی کی طرف ہمدردانہ نگاہ سے دیکھا اور نادم ہوکر بولے: ”میں تمھارا جانا مناسب نہیں سمجھتا، میں خود ہی جاتا ہوں۔“

(۵)

عباسی دنیا میں اکیلی تھی۔ کسی زمانے میں اس کا خاندان گلاب کا سرسبز اور شاداب درخت تھا، مگر رفتہ رفتہ خزاں نے سب پتیاں گرادیں۔ بادِ حوادث نے درخت کو پامال کردیا اور اب یہی سوکھی ٹہنی ہرے بھرے درخت کی یادگار باقی تھی۔

مگر نصیر کو پاکر اس کی سوکھی ٹہنی میں جان سی پڑ گئی تھی۔ اس میں ہری ہری پتیاں نکل آئی تھیں، وہ زندگی جو

NOT FOR SALE

perfect24u.com

اب تک خشک اور پامال تھی، اس میں پھر رنگ و بو کے آثار پیدا ہو گئے تھے۔ عباسی نصیر کی بھولی بھالی باتوں پر نثار ہوگئی، مگر وہ اپنی محبت کو شاکرہ سے چھپاتی تھی، اس لیے کہ ماں کے دل میں رشک نہ ہو۔ وہ نصیر کے لیے ماں سے چھپ کر مٹھائیاں لاتی اور اسے کِھلا کر خوش ہوتی۔ وہ دن میں دو تین بار اسے اُبٹن ملتی کہ بچہ خوب پروان چڑھے۔ وہ اسے دوسروں کے سامنے کوئی چیز نہ کھلاتی کہ بچے کو نظر نہ لگ جائے، ہمیشہ دوسروں سے بچے کی کم خوری کا رونا رویا کرتی کہ اسے نظرِ بد سے بچانے کے لیے تعویذ گنڈے لاتی رہتی۔ یہ اس کی خالص مادرانہ محبت تھی، جس میں اپنے روحانی اہتزاز کے سوا کوئی غرض نہ تھی۔

اس گھر سے نکل کر آج عباسی کی وہ حالت ہوگئی، جو تھیٹر میں یکا یک بجلیوں کے گُل ہو جانے سے ہوتی ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے وہی صورت ناچ رہی تھی؛ کانوں میں وہی پیاری پیاری باتیں گونج رہی تھیں۔ اسے اپنا گھر پھاڑے کھاتا تھا، اس کال کوٹھڑی میں دم گھٹا جاتا تھا۔

رات جوں توں کر کے کٹی۔ صبح کو وہ مکان میں جھاڑو دے رہی تھی۔ یکا یک تازے حلوے کی صدا سُن کر بے اختیار باہر نکل آئی۔ معاً یاد آ گیا کہ آج حلوہ کون کھائے گا؟ عباسی کی روح تڑپ اٹھی؛ وہ بے قراری کے عالم میں گھر سے نکلی کہ چلوں نصیر کو دیکھ آؤں، پر آدھے رستے سے لوٹ گئی۔

نصیر، عباسی کے دھیان سے ایک لمحے کے لیے بھی نہیں اُترتا تھا۔ وہ سوتے سوتے چونک پڑتی۔ معلوم ہوتا، نصیر ڈنڈے کا گھوڑا دبائے چلا آتا ہے۔ پڑوسیوں کے پاس جاتی، تو نصیر ہی کا چرچا کرتی۔ اس کے گھر کوئی آتا، تو نصیر ہی کا ذکر کرتی۔ نصیر اس کے دل اور جان میں بسا ہوا تھا۔ شاکرہ کی بے رخی اور بدسلوکی کے ملال کے لیے اس میں جگہ نہ تھی۔

وہ روز ارادہ کرتی کہ آج نصیر کو دیکھنے جاؤں گی، اس لیے بازار سے کھلونے اور مٹھائیاں لاتی۔ گھر سے چلتی، لیکن آدھے راستے سے لوٹ آتی۔ کبھی دو چار قدم سے آگے نہ بڑھا جاتا، کون منھ لے کر جاؤں؟ جو محبت کو فریب سمجھتا ہو، اسے کون منھ دکھاؤں؟ کبھی سوچتی کہیں نصیر مجھے نہ پہچانے، تو بچوں کی محبت کا اعتبار کیا؟ نئی دایہ سے رَچ گیا ہو۔ یہ خیال اس کے پیروں پر زنجیر کا کام کر جاتا تھا۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

اسی اثنا میں حج کے دن آ گئے۔ محلے میں کچھ لوگ حج کی تیاریاں کرنے لگے۔ عباسی کی حالت اس وقت پالتو چڑیا کی سی تھی، جو قفس سے نکل کر پھر کسی گوشے کی تلاش میں ہو۔ اسے اپنے تئیں بھلا دینے کا یہ ایک بہانہ مل گیا، وہ آمادۂ سفر ہو گئی۔

(۶)

آسمان پر کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں اور ہلکی ہلکی پھواریں پڑ رہی تھیں۔ دہلی اسٹیشن پر زائرین کا ہجوم تھا، کچھ گاڑیوں میں بیٹھے تھے، کچھ اپنے گھر والوں سے رخصت ہو رہے تھے، چاروں طرف ایک کہرام سا مچا ہوا تھا۔ نصیر اس وقت یہاں ہوتا، تو بہت روتا؛ میری گود سے کسی طرح نہ اُترتا۔ لوٹ کر ضرور اسے دیکھنے جاؤں گی۔ یا اللہ! کسی طرح گاڑی چلے، گرمی کے مارے کلیجہ بُھنا جاتا ہے۔ یکایک اس نے صابر حسین کو بائیسکل لیے پلیٹ فارم پر آتے دیکھا۔ ان کا چہرہ اُترا ہوا تھا اور کپڑے تر تھے۔ وہ گاڑیوں میں جھانکنے لگے۔ عباسی محض یہ دکھانے کے لیے کہ میں بھی حج کرنے جا رہی ہوں، گاڑی سے باہر نکل آئی۔ صابر حسین اسے دیکھتے ہی لپک کر قریب آئے اور بولے: ''کیوں عباسی! تم بھی حج کو چلیں؟''

PERFECT24U.COM

عباسی نے فخریہ انکسار سے کہا: ''ہاں! یہاں کیا کروں؟ زندگی کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ معلوم نہیں کب آنکھیں بند ہو جائیں۔ خدا کے یہاں منھ دکھانے کے لیے بھی تو کوئی سامان چاہیے، نصیر میاں تو اچھی طرح ہیں؟''

صابر: اب تو تم جا رہی ہو، نصیر کا حال پوچھ کر کیا کرو گی، اس کے لیے دعا کرتی رہنا۔

عباسی کا سینہ دھڑکنے لگا۔ گھبرا کر بولی: ''کیا دشمنوں کی طبیعت اچھی نہیں ہے؟''

صابر: اس کی طبیعت تو اسی دن سے خراب ہے، جس دن تم وہاں سے نکلیں۔ کوئی دو ہفتے تک تو انا انا کی رٹ لگاتا رہا اور اب ایک ہفتے سے کھانسی اور بخار میں مبتلا ہے۔ ساری دوائیں کر کے ہار گیا، کوئی نفع ہی نہیں ہوتا۔ میں نے ارادہ کیا تھا، چل کر تمھاری منت سماجت کر کے لے چلوں۔ کیا جانے تمھیں دیکھ کر اس کی طبیعت کچھ سنبھل جائے، لیکن تمھارے گھر پر آیا، تو معلوم ہوا کہ تم حج کرنے جا رہی ہو۔ اب کس منھ سے چلنے کو کہوں۔ تمھارے ساتھ سلوک ہی کون سا اچھا کیا تھا کہ اتنی جرأت کر سکوں اور پھر کارِ ثواب میں رخنہ

perfect24u.com

ڈالنے کا بھی خیال ہے۔ جاؤ! اس کا خدا حافظ ہے، حیات باقی ہے تو صحت ہو ہی جائے گی، ورنہ مشیتِ ایزدی سے کیا چارہ؟

عباسی کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ دل سے دُعا نکلی: "اللہ! میری جان کے صدقے، میرے نصیر کا بال بیکا نہ ہو"۔ رقت سے گلا بھر آیا: "میں کیسی سنگ دل ہوں۔ پیارا بچہ رو رو کر ہلکان ہو گیا اور میں اسے دیکھنے تک نہ گئی۔ شاکرہ بدمزاج سہی، بدزبان سہی، نصیر نے میرا کیا بگاڑا تھا؟ میں نے ماں کا بدلہ نصیر سے لیا۔ یا خدا! میرا گناہ بخشیو، پیارا نصیر میرے لیے ہڑک رہا ہے"۔ اس خیال سے عباسی کا کلیجہ مسوس اٹھا اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ: "اسے مجھ سے اتنی محبت ہے، ورنہ شاکرہ کی جوتیاں کھاتی اور گھر سے قدم نہ نکالتی۔ آہ! نہ معلوم بے چارے کی کیا حالت ہے"۔ اندازِ وحشت سے بولی: "دودھ تو پیتے ہیں نا!"

صابر: "تم دودھ پینے کو کہتی ہو۔ اس نے دو دن سے آنکھیں، تو کھولی نہیں"۔

عباسی: "یا میرے اللہ! ارے اوقلی! قلی! بیٹا آ کے میرا اسباب گاڑی سے اُتار دے۔ اب مجھے حج وج کی نہیں سوجھتی، ہاں! بیٹا جلدی کر، میاں! دیکھیے کوئی یکہ، ہو تو ٹھیک کر لیجیے"۔

یکہ روانہ ہوا سامنے سڑک پر کئی بگھیاں کھڑی تھیں۔ گھوڑا آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ عباسی بار بار جھنجھلاتی تھی اور یکہ بان سے کہتی تھی: "بیٹا! جلدی کر، میں تجھے کچھ زیادہ دے دوں گی۔" راستے میں مسافروں کی بھیڑ دیکھ کر اسے غصہ آتا تھا۔ اس کا جی چاہتا تھا گھوڑے کے پر لگ جاتے، لیکن جب صابر حسین کا مکان قریب آ گیا، تو عباسی کا سینہ زور سے اچھلنے لگا، سر تیورا گیا، بار بار دل سے دعا نکلنے لگی، سب خیر و عافیت ہو۔

یکہ صابر حسین کی گلی میں داخل ہوا۔ دفعتاً عباسی کے کان میں کسی کے رونے کی آواز آئی۔ اس کا کلیجہ منھ کو آ گیا، سر تیورا گیا، معلوم ہوا دریا میں ڈوبی جاتی ہوں۔ جی چاہا یکہ سے کود پڑوں، مگر ذرا دیر میں معلوم ہوا کہ عورت میکے سے بدا ہو رہی ہے، تسکین ہوئی۔

آخر صابر حسین کا مکان آ پہنچا۔ عباسی نے ڈرتے ڈرتے دروازے کی طرف تاکا، جیسے کوئی گھر سے بھاگا ہوا یتیم لڑکا شام کو بھوکا پیاسا گھر آئے اور دروازے کی طرف سہمی ہوئی نگاہ سے دیکھے کہ کوئی بیٹھا تو نہیں ہے۔

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

دروازے پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ باورچی بیٹھا حقہ پی رہا تھا۔ عباسی کو ذرا ڈھارس ہوئی۔ گھر میں داخل ہوئی، تو دیکھا کہ نئی دایہ بیٹھی پولٹس پکا رہی ہے۔ کلیجہ مضبوط ہوا۔ شاکرہ کے کمرے میں گئی، تو اس کا دل گرما کی دوپہری دھوپ کی طرح کانپ رہا تھا۔ شاکرہ نصیر کو گود میں لیے دروازے کی طرف ٹکٹکی لگائے تاک رہی تھی۔ غم اور یاس کی زندہ تصویر۔

عباسی نے شاکرہ سے کچھ نہیں پوچھا۔ نصیر کو اس کی گود سے لے لیا اور اس کے منھ کی طرف چشم پرنم سے دیکھ کر کہا۔ ''بیٹا نصیر! آنکھیں کھولو!''

نصیر نے آنکھیں کھولیں۔ ایک لمحے تک دایہ کو خاموش دیکھتا رہا، تب یکا یک دایہ کے گلے سے لپٹ گیا اور بولا۔ ''انا آئی، انا آئی''۔ نصیر کا زرد مرجھایا ہوا چہرہ روشن ہو گیا، جیسے بجھتے ہوئے چراغ میں تیل پڑ جائے، ایسا معلوم ہوا گویا وہ کچھ بڑھ گیا ہے۔

ایک ہفتہ گزر گیا۔ صبح کا وقت تھا۔ نصیر آنگن میں کھیل رہا تھا۔ صابر حسین نے آکر اسے گود میں اُٹھایا اور پیار کر کے بولے: ''تمھاری انا کو مار بھگاویں''۔ نصیر نے منھ بنا کر کہا: ''نہیں روئے گی''۔

عباسی بولی: ''کیوں بیٹا! مجھے تو تو نے کعبہ شریف نہ جانے دیا، میرے حج کا ثواب کون دے گا؟''۔

صابر نے مسکرا کر کہا: ''تمھیں اس سے کہیں زیادہ ثواب ہو گیا، اس حج کا نام حج اکبر ہے۔''

(پریم بتیسی، دوم)

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

مشق

۱۔ متن کے حوالے سے خالی جگہ پُر کریں:

(ا) ایک روز بازار سے لوٹنے میں ذرا دیر ....

(ب) دایہ نے اس حکم کی ....تعمیل.... ضروری نہ سمجھی۔

(ج) وہ دایہ کو ایسے ....لطیف.... جذبے کا اہل نہیں سمجھتی تھی۔

(د) عباسی کو دیکھا، تو نصیر کا مرجھایا ہوا چہرہ روشن ....ہو گی....

(ہ) اس حج کا نام ....حج اکبر.... ہے۔

۲۔ دایہ بچے کا جس طرح خیال رکھتی تھی، اسے اپنے الفاظ میں لکھیں۔

۳۔ شاکرہ کو بوڑھی دایہ پر کیا شک تھا؟

۴۔ دایہ کے جانے کے بعد بچے کی جو حالت ہوئی اسے اپنے الفاظ میں لکھیں۔

۵۔ شاکرہ کس مزاج کی عورت تھی؟

۶۔ ''تمہیں اس سے کہیں زیادہ ثواب ہو گیا۔ اس حج کا نام حج اکبر ہے''۔ اس جملے کا کیا مطلب ہے؟

PERFECT24U.COM

۷۔ مندرجہ ذیل محاورات کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا مطلب واضح ہو جائے۔

برہم ہونا، ٹھوکریں کھانا، چیں بہ جبیں ہونا، جلی کٹی سنانا، جان پڑ جانا، کہرام مچ جانا۔

۸۔ سیاق و سباق کا حوالہ دے کر مندرجہ ذیل اقتباس کی وضاحت کریں۔

''عباسی کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا.................. آہ! نہ معلوم بے چارے کی کیا حالت ہے''۔

۹۔ مندرجہ ذیل جملوں کو درست کریں۔

(الف) یہاں دفتر جانے کو دیر ہو رہا ہے۔

(ب) جو خطا ہوئی، ماف کیجیے۔

(ج) میرے دل میں بار بار یہ خیال پیدا ہوتی ہے۔

(د) معلوم نہیں کب آنکھیں بند ہو جائے۔

(ہ) عباسی نے ڈرتے ڈرتے دروازے کو کھولا۔

ہدایت برائے اساتذہ	محاورہ اور ضرب المثل کا فرق سمجھائیں اور مثالوں سے واضح کریں۔

perfect24u.com

میرزا ادیب

ولادت ۱۹۱۴ء ، وفات ۳۱ جولائی ۱۹۹۹ء

میرزا ادیب کا نام دلاور علی ہے۔ ان کا خاندان کوئی علمی خاندان نہیں تھا۔ بچپن کا زمانہ افلاس اور تنگدستی میں گزرا۔ زمانہ طالب علمی میں ان کی ملاقات اختر شیرانی اور حافظ محمود شیرانی سے ہوئی۔ ان ملاقاتوں نے ان کے ادبی ذوق کو اُبھارا۔ ۱۹۳۶ء میں انھوں نے اردو کے ممتاز رسالے ''ادبِ لطیف'' کی ادارت سنبھالی اور خاصے طویل دورانیے تک اس کے ساتھ وابستہ رہے۔

میرزا ادیب نے رومانی داستانوں، افسانوں، ڈراموں اور غزل و نظم پر طبع آزمائی کی ہے۔ ''صحرا نورد کے خطوط'' ان کا ابتدائی کارنامہ ہے۔ جس میں رومانی فضا ملتی ہے، مگر ان کی شہرت کا انحصار ان کے ''یک بابی'' ڈراموں پر ہے، جنھیں انھوں نے بڑی خوبصورتی اور فن کاری سے لکھا ہے۔ ان کی تصانیف میں: صحرا نورد کے خطوط، صحرا نورد کے رومان، آنسو اور تارے، لہو اور قالین، ستون، پسِ پردہ، خوابوں کے مسافر اور ماموں جان بہت مشہور ہیں۔

PERFECT24U.COM

میرزا ادیب جذبے اور تخیل کے امتزاج سے ایک رومان انگیز اور رنگین فضا تخلیق کرنے کے ماہر ہیں۔

انھوں نے جذبے اور تخیل کو عقل کے تابع رکھا ہے، جس کی وجہ سے ان کا اسلوب سنجیدہ اور متین ہو گیا ہے۔

انھوں نے اپنے افسانوں اور ڈراموں میں رومانی فضا پیدا کرنے کے باوجود کسی نہ کسی سماجی اور معاشرتی مقصد کی ترجمانی کی ہے، لیکن مقصد پر فن کو قربان نہیں کیا۔ وہ موضوعات کے لیے مواد اپنے گردوپیش سے لیتے ہیں۔ وہ ان سیاسی زیادتیوں، سماجی ظلم و ستم اور معاشرتی ناانصافیوں کا ذکر کرتے ہیں، جن سے وہ خود اور متوسط طبقہ دوچار ہوتا ہے۔ ان کے کردار سادہ اور متحرک ہوتے ہیں۔ ان کے کردار عالم فاضل یا بڑے بڑے امیر نہیں، بلکہ گلیوں اور سڑکوں پر پھرنے والے عام انسان ہیں۔ وہ ایک ایکٹ کے ڈرامے میں اپنے فن کا مظاہرہ بڑی عمدگی سے کرتے ہیں۔ ان کی زبان سادہ اور شگفتہ ہے۔ وہ روزمرہ کی چاشنی کے ساتھ اس طرح مکالمے تحریر کرتے ہیں کہ پڑھنے والا لطف اٹھاتا ہے۔

دستک

(ایک سٹیج ڈراما)

کردار: ڈاکٹر زیدی ، بیگم زیدی ، ڈاکٹر برہان

منظر: ڈاکٹر زیدی کا کمرہ:۔

(ڈاکٹر صاحب پلنگ پر گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔ عمر پینتالیس کے لگ بھگ ، فرنچ کٹ ڈاڑھی، چہرے پر نقاہت نمایاں، اس وقت انھوں نے کمبل لپیٹ رکھا ہے۔ پلنگ کے پاس چھوٹی میز پر مختلف شیشیاں پڑی ہیں۔ رات طوفانی، تیز وتند ہوا، مستقل شور ہو رہا ہے۔ بیگم زیدی آرام کرسی پر بیٹھی کسی رسالے کا مطالعہ کر رہی ہیں۔ عمر پچاس کے قریب۔ سردی کی وجہ سے شال اوڑھ رکھی ہے۔ ڈاکٹر کسی سوچ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یکا یک ان کی نظر سامنے دروازے پر جا پڑتی ہے، جس پر نیلے رنگ کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ بیگم انھیں دیکھتی ہیں اور پھر رسالے کی ورق گردانی کرنے لگتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کچھ کہتے ہیں، مگر بہت آہستہ، صرف ان کے ہونٹ حرکت کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، پھر کمبل اپنے جسم سے ہٹانے لگتے ہیں۔ بیگم کی نظر پڑتی ہے۔)

بیگم: کیا ہے زیدی؟

زیدی: دستک سنی!

بیگم: دستک سنی؟

زیدی: سنی نہیں تم نے؟

(ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ رک جاتے ہیں۔)

بیگم: ہوتو سنوں بھی! کہاں ہے دستک؟

زیدی: کہاں ہے دستک! یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟
دیکھو تو جا کر، کوئی آیا ہے دروازے پر، کوئی کھٹکھٹا رہا ہے دروازہ!

perfect24u.com
PERFECT24U.COM

perfect24u.com

بیگم: کوئی نہیں ہے۔

زیدی: صاف آواز آرہی ہے۔نہیں جانا چاہتیں، تو میں خود............................

(ڈاکٹر صاحب کمبل ہٹانے لگتے ہیں۔)

(بیگم رسالہ پرے رکھ کر اٹھتی ہیں، اُن کی طرف آتی ہیں۔)

بیگم: کیا کر رہے ہیں آپ؟

زیدی: دیکھتا ہوں دروازے پر کون ہے؟ تم تو جاتی ہی نہیں۔

بیگم: مہربانی کر کے بیٹھے رہیے! دروازے پر کوئی بھی نہیں ہے۔

زیدی: تو یہ دستک!

(بیگم ان کے گرد کمبل لپیٹنے لگتی ہے۔)

بیگم: تیز ہوا کا شور ہے۔

زیدی: تیز ہوا دروازے پر دستک دیا کرتی ہے؟ تم جا کے دیکھو تو ذرا۔

PERFECT24U.COM

بیگم: میں کہتی ہوں کوئی نہیں ہے۔ خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں۔

زیدی: ذرا سنو تو! صاف، بالکل صاف، دستک نہیں تو اور کیا ہے؟

بیگم: آپ کا وہم ہے!

زیدی: دیکھو اب زیادہ زور سے ہونے لگی ہے۔ یہ وہم ہے کیا؟ (پھر اٹھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بیگم ان کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے۔)

بیگم: خدا کے لیے لیٹے رہیے! آپ تو خود ڈاکٹر ہیں۔ ڈاکٹر ہو کر ایسی حرکتیں کر رہے ہیں! اپنی حالت کا کچھ تو خیال کریں۔

زیدی: تم ایک مرتبہ جا کر دیکھ نہیں آتیں!

بیگم: میں جانتی ہوں دروازے پر کوئی نہیں۔ خیر دیکھ آتی ہوں۔ (یوں سر کو جنبش دیتی ہیں، جیسے اس کام کو بے کار

NOT FOR SALE

perfect24u.com

سمجھ رہی ہیں۔ دروازے کی طرف جاتی ہیں۔ زیدی انھیں ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہتے ہیں۔ بیگم پردے کے پیچھے چلی جاتی ہیں۔ دو تین لمحوں کے بعد پردے سے باہر آتی ہیں۔)

زیدی: کون ہے؟

بیگم: کون ہوگا۔

(بیگم واپس آتی ہیں۔)

زیدی: بیگم تم نے دروازہ کھولا تھا؟

بیگم: (ذرا غصے سے) تو کیا دروازہ کھولے بغیر ہی کہہ رہی ہوں۔ نہ جانے بیٹھے بیٹھے کیا ہو جاتا ہے آپ کو۔ کوئی آئے گا، تو کال بیل نہیں دیکھے گا۔ دروازے پر ہی دستک دے گا۔ (ڈاکٹر اور بیگم ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ ڈاکٹر کی نظروں میں بے اعتباری سی ہے اور بیگم کی نظروں میں شکایت۔)

زیدی: مگر یہ دستک!

بیگم: (الفاظ کاٹتے ہوئے) آپ آرام نہیں کریں گے۔۔۔ ڈاکٹر ہو کر۔۔۔

PERFECT24U.COM

زیدی: (بیوی کے الفاظ کاٹ کر) بار بار مجھے کیوں بتا رہی ہو کہ میں ڈاکٹر ہوں۔

بیگم: وہ اس لیے کہ آپ کو عام لوگوں سے بالکل مختلف ہونا چاہیے۔ اگر ڈاکٹر بھی کسی وہم کا شکار ہو جائے، تو پھر اس کے علم کا کیا فائدہ۔

زیدی: شاید تم سچ ہی کہتی ہو۔

بیگم: (آواز میں نرمی) آپ خود ہی بتائیے ایک ڈاکٹر حقیقت پسند نہیں ہوگا، تو اور کون ہوگا؟

زیدی: دروازے پر دستک کی آواز سننا حقیقت کے خلاف ہے؟

بیگم: جب دستک ہی نہ ہو اور اصرار کیا جائے کہ آواز سنی ہے۔ اس وقت آواز سننا کس طرح حقیقت ہوئی؟ (ڈاکٹر سر جھکا کر اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں۔ بیگم انھیں دیکھتی رہتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی نظریں بے اختیار سامنے پردے پر پڑتی ہیں۔ تیز و تند ہوا کا شور بڑھ گیا ہے۔ شاید بارش شروع ہو گئی ہے۔)

perfect24u.com

بیگم: لیٹ جائیں نا!

(ڈاکٹر صاحب اپنے خیال میں غرق ہیں۔)

میں نے کیا کہا؟

زیدی: کیا کہا؟

بیگم: لیٹ جائیے!

زیدی: تم نے دروازہ کھول کر دیکھا تھا نا؟

بیگم: حد ہو گئی ہے۔ آپ لیٹ کیوں نہیں جاتے۔ آدھی رات ہو چکی ہے، ابھی تک جاگ رہے ہیں۔ ڈاکٹر برہان نے کہا تھا آپ کو مکمل آرام کی ضرورت ہے!

زیدی: یہ بات میں خود نہیں جانتا!

بیگم: کیوں نہیں جانتے۔ جانتے ہیں اور خوب جانتے ہیں۔ ڈاکٹر برہان نے کہا تھا، میں خود آ کر دوا پلاؤں گا۔ یاد نہیں رہا، اسی صبح آئے گا۔

PERFECT24U.COM

زیدی: اچھا لڑکا ہے۔

بیگم: میں نے اتنا ذمہ دار اور فرض شناس نوجوان آج تک نہیں دیکھا۔ سوائے کام کے اور کچھ سوجھتا نہیں اُسے۔ ہر وقت کام، دن ہو یا رات، کام کے علاوہ اور کوئی غرض نہیں! یہ ہے فرض شناسی!

زیدی: ڈاکٹر کو فرض شناس ہی ہونا چاہیے!

(یہ کہتے ہوئے ڈاکٹر صاحب پھر سامنے پردے کو دیکھنے لگتے ہیں۔)

بیگم: آپ پھر، توبہ ہے...... ڈاکٹر برہان آئیں گے، تو کہوں گی!

زیدی: کیا کہو گی؟

بیگم: یہ بھی تو ایک بیماری ہے۔ دروازے پر کوئی ہے نہیں اور آپ ہیں کہ دستک کی آواز سُن رہے ہیں۔ ایک بار نہیں، کئی بار ایسا ہوا ہے۔

perfect24u.com

(دروازے کی گھنٹی بجتی ہے۔)

زیدی: اب تو آیا ہے کوئی!

بیگم: شاید ڈاکٹر برہان ہیں!

(بیگم دروازے کی طرف جاتی ہیں اور پردے کے پیچھے غائب ہو جاتی ہیں۔ چند لمحوں کے بعد جب باہر نکلتی ہیں، تو اُن کے ساتھ ڈاکٹر برہان بھی آتے ہیں۔ ڈاکٹر برہان عمر کے لحاظ سے بالکل نوجوان ہیں۔ ہاتھ میں ڈاکٹروں والا بیگ، برساتی پہن رکھی ہے۔)

برہان: (دور ہی سے) السلام علیکم ڈاکٹر صاحب!

زیدی: وعلیکم السلام۔ بڑی تکلیف کی بیٹا! اس وقت آنے کی کیا ضرورت تھی؟ صبح دیکھا جاتا۔

برہان: کوئی بات نہیں۔

بیگم: ہاں بیٹا! اس وقت بھلا کیا ضرورت تھی آنے کی!

PERFECT24U.COM

برہان: آج شام سے پہلے دو کیس ایسے آگئے کہ فرصت ہی نہ ملی۔ بڑا مصروف رہا۔

(برہان آگے بڑھتے ہیں۔ بیگ چھوٹی میز پر رکھ دیتے ہیں،) کہیے! ٹمپریچر لیا؟

بیگم: تھوڑی دیر پہلے لیا تھا۔ سو (۱۰۰) ہے۔

برہان: سینے میں تو درد نہیں؟

زیدی: نہیں۔

برہان: شکر ہے، اور کوئی بات؟

بیگم، گھبراہٹ سی ہے۔

برہان: کوئی بات نہیں۔ میرا خیال ہے: انجکشن میں ناغہ کر دیا جائے۔

زیدی: یہ ٹھیک ہے۔

(بیگم جلدی سے بائیں دروازے میں سے دوسرے کمرے میں چلی جاتی ہیں۔ برہان ایک بوتل اٹھاتے ہیں۔)

NOT FOR SALE

perfect24u.com

برہان: سیرپ ختم ہوگیا ہے۔ کل آؤں گا، تو لے آؤں گا۔

زیدی: تو آپ چلے؟

برہان: جی ہاں!

بیگم: (دوسرے کمرے سے) ڈاکٹر صاحب!

برہان: جی!

بیگم: ذرا ٹھہریے۔

برہان: مجھے جلدی ہے ذرا۔

بیگم: بس ایک دومنٹ۔ چائے لا رہی ہوں۔

برہان: اوہو! آپ نے کیوں تکلیف کی

(بیگم آتی ہیں۔)

بیگم: آپ بھی تو سردی میں آئے ہیں۔ برساتی اُتار دیجیے۔

PERFECT24U.COM

(برہان برساتی اتار کر کرسی کے بازو پر پھیلا دیتے ہیں۔ بیگم چلی جاتی ہیں۔)

زیدی: بیٹھ جائیے۔

(برہان کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں۔)

برہان: اور تو کوئی تکلیف نہیں؟

(بیگم ٹرے میں چائے کی تین پیالیاں لے کر آتی ہیں۔)

بیگم: میں بتاتی ہوں ڈاکٹر صاحب!

(ٹرے برہان کی طرف بڑھاتی ہیں۔ وہ ایک پیالی اُٹھا لیتے ہیں۔ بیگم دوسری پیالی شوہر کو اور تیسری پیالی اپنے دائیں ہاتھ میں لے کر خالی ٹرے، جھک کر میز کے ساتھ لگا دیتی ہیں۔)

برہان: (گھونٹ لے کر) آپ کیا بتا رہی تھیں؟

perfect24u.com

بیگم: ڈاکٹر صاحب! یہ بات بتاتے ہوئے مجھے کچھ عجیب سا احساس ہوتا ہے، شاید آپ اس پر یقین نہ کریں، مگر۔ (شوہر کی طرف دیکھتی ہیں، جو نگاہیں جھکائے چائے پینے میں مصروف ہیں۔)

برہان: فرمایئے تو۔

بیگم: انھیں ایک وہم ہو گیا ہے۔

برہان: وہم!

بیگم: (مسکرا کر) آپ کہیں گے ڈاکٹر اور وہم...... یہ کیا بات ہوئی!

برہان: جی میں نہیں کہوں گا۔ میں جانتا ہوں انسانی فطرت بڑی پُر اَسرار ہوتی ہے اور ڈاکٹر بھی تو ایک انسان ہی ہوتا ہے۔ (بیگم ایک بار پھر شوہر کو دیکھتی ہیں۔ وہ بدستور چائے پینے میں مصروف ہیں۔)

بیگم: چائے پیجیے نا۔

برہان: بہتر۔

(برہان پیالی ہونٹوں سے لگا لیتے ہیں۔ بیگم بھی چائے پیتی ہیں۔)

PERFECT24U.COM

بیگم: پتا نہیں کیا بات ہے۔ بیٹھے بیٹھے خیال کرنے لگتے ہیں کہ دروازے پر دستک ہو رہی ہے، حالانکہ دروازے پر کوئی بھی نہیں ہوتا۔

برہان: ہو سکتا ہے کسی نے دروازے پر دستک دی ہو اور آپ نے نہ سنی ہو!

بیگم: دستک ہوتی ہی نہیں، میں کیسے مان لوں۔

برہان: یعنی دستک نہیں ہوتی اور ڈاکٹر صاحب محسوس کرتے ہیں کہ دستک ہو رہی ہے۔

بیگم: جی ہاں!

(برہان چائے کے دو گھونٹ لے کر زیدی کی طرف دیکھتے ہیں۔ زیدی نے پیالی خالی کر دی ہے۔ بیگم ہاتھ بڑھا کر پیالی لے لیتی ہیں اور میز پر رکھ دیتی ہیں۔ زیدی نے اپنا سر دیوار سے لگا دیا ہے اور آنکھیں بند کیے لیٹے ہیں۔)

برہان: نیند آ رہی ہے ڈاکٹر صاحب؟

perfect24u.com

زیدی: (آنکھیں کھولے بغیر) جی نہیں۔

بیگم: آج انھیں بار بار یہی خیال آتا ہے میں نے کہا بھی کہ باہر تیز ہوا چل رہی ہے، اس کی وجہ سے یہ شور ہو رہا ہے، مگر مانتے ہی نہیں۔ دو مرتبہ مجھے دروازے پر بھیجا ہے۔

برہان: اور وہاں کوئی نہیں تھا۔

بیگم: کوئی بھی نہیں۔

برہان: اچھا!

بیگم: آپ ان سے پوچھیے۔

(زیدی آنکھیں کھول دیتے ہیں۔)

زیدی: برہان بیٹا!

برہان: کہیے!

زیدی: یہ آج سے اٹھارہ بیس برس پہلے کا واقعہ ہے۔ اس زمانے میں میری پریکٹس خوب چلتی تھی۔ سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں ملتی تھی۔ ڈسپنسری اور گھر پر مریضوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ ایک رات میں دیر سے گھر پہنچا اور پہنچتے ہی بستر پر گر پڑا...... بُری طرح تھک چکا تھا۔

(برہان پیالی میز پر رکھ دیتے ہیں۔ بیگم پیالی ہاتھ میں لیے غور سے دیکھ رہی ہے۔) کچھ دیر بعد میرے نوکر نے آکر بتایا کہ کوئی بڑے میاں آئے ہیں اور آپ کو ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ میں نے انکار کر دیا اور نوکر سے کہا کہ بڑے میاں کو واپس بھیج دو، مگر اس کے روکنے کے باوجود وہ بوڑھا میرے کمرے میں آگیا اور منت سماجت کرنے لگا کہ میرا بیٹا سخت بیمار ہے۔ پہلے بھی آپ کی دوا سے شفا ہوئی تھی، چل کر دیکھ لیں۔ مگر میری آنکھیں بند ہوئی جا رہی تھیں۔

زیدی دو تین لمحوں کے لیے خاموش رہتے ہیں، پھر کہنے لگتے ہیں۔ گرم بستر چھوڑنا مشکل محسوس ہو رہا تھا۔ میں نے سختی سے انکار کر دیا۔ وہ بولتا رہا اور جب نوکر نے اسے زبردستی باہر نکال دیا، تو دروازے پر دستک دینے لگا۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

نہ جانے کب تک دستک دیتا، رہا میں سوگیا۔(زیدی پھر خاموش ہو جاتے ہیں۔بیگم کی نگاہیں اپنے شوہر پر جمی ہیں اور برہان میز سے دوائی کی ایک شیشی اٹھا کر اسے دیکھ رہے ہیں۔) صبح اٹھا، تو طبیعت پر بڑا بوجھ تھا۔افسوس کر رہا تھا کہ میں نے بوڑھے کو کیوں مایوس کیا۔

برہان: اس وقت آپ کا ضمیر بیدار ہو گیا تھا۔

زیدی: بس یہی بات تھی۔ میں نے اُس بوڑھے کو ڈھونڈھنے کی کوشش بھی کی، مگر کہیں پتا نہ چلا۔نہ جانے وہ کون تھا؟

برہان: وہ بوڑھا تو چلا گیا، مگر اب کبھی کبھی آپ کا ضمیر دروازے پر دستک دیتا رہتا ہے۔

(برہان بوتل میز پر رکھ دیتا ہے۔)

یہ دوا آج ختم ہو جانی چاہیے تھی۔

(زیدی خاموش رہتے ہیں۔ برہان برساتی اٹھا کر پہن لیتے ہیں اور بیگ اٹھا کر زیدی کی طرف دیکھتے ہیں۔)

ڈاکٹر صاحب!

زیدی: کہو بیٹا!

PERFECT24U.COM

برہان: اس واقعے میں ایک بات کا اضافہ کر لیجیے۔ میں انھیں بڑے میاں کا پوتا ہوں، جس کا بیٹا اس رات ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر رہا تھا۔

زیدی: تم!

بیگم: برہان بیٹا!

برہان: اچھا خدا حافظ! ڈاکٹر صاحب اطمینان کے ساتھ سو جایئے! اب دروازے پر دستک نہیں ہونی چاہیے۔ آرام کیجیے۔ شب بخیر! کل حاضر ہوں گا۔

(برہان دروازے کی طرف بڑھتا ہے اور جلدی سے پردے کے پیچھے غائب ہو جاتا ہے۔ زیدی اور بیگم خاموشی سے دیکھتے رہتے ہیں۔ برہان کے پردے کے پیچھے جاتے ہی پردہ گرتا ہے)

(پسِ پردہ)

perfect24u.com

مشق

۱۔ ڈاکٹر زیدی دروازے پر جو دستک سنتے تھے، اس کی اصل وجہ کیا تھی؟

۲۔ ''دستک'' کے سلسلے میں ڈاکٹر زیدی اور بیگم زیدی کے درمیان جو مکالمے ہوئے، ان کا خلاصہ تحریر کریں۔

۳۔ اس ڈرامے سے آپ کون سا اخلاقی سبق اخذ کرتے ہیں؟

۴۔ اس ڈرامے سے وہ جملہ تلاش کریں، جس میں اس کا مرکزی خیال پوشیدہ ہے۔

۵۔ مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کریں۔

فرض شناس ، نقاہت ، دستک ، تاہم ، جنبش ، چونکہ ، البتہ۔

۶۔ ذومعنی الفاظ سے کیا مراد ہے؟ کوئی سے پانچ ذومعنی الفاظ اور ان کے معنی لکھیں۔

۷۔ جملے درست کریں۔

(الف) وہ آبِ زمزم کا پانی لایا ہے۔

(ب) پاکستان دن بدن ترقی کر رہا ہے۔

(ج) میں نے لاہور جانا ہے۔

(د) ہمارا قومی زبان اردو ہے۔

(ہ) خوشحال خان خٹک پشتو زبان کی شاعر تھا۔

۸۔ مندرجہ ذیل الفاظ میں سے مذکر، مؤنث الگ کریں۔

کمبل ، مطالعہ ، پردہ ، دستک ، جنبش ، رسالہ ، شکایت ، بیگ ، ناغہ ، بارش۔

ہدایت برائے اساتذہ	طلبہ سے تینوں کرداروں کے مکالموں کی بلند خوانی کروائیں۔

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

فرحت اللہ بیگ

ولادت: ۱۸۸۳ء، وفات: ۱۹۴۷ء

مرزا فرحت اللہ بیگ دہلی میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے بی۔ اے تک تعلیم دہلی میں حاصل کی۔ مولوی نذیر احمد سے عربی پڑھی اور اُن کے عزیز شاگرد رہے۔ پہلے حیدر آباد دکن میں محکمۂ تعلیم میں ملازمت اختیار کی، پھر عدلیہ نے اُن کی خدمات حاصل کرلیں اور جج کے عہدے تک ترقی پائی۔

مرزا فرحت اللہ بیگ اردو کے صاحبِ طرز انشا پرداز اور شگفتہ نگار ادیب ہیں۔ سرکاری ملازمت اور مصروف زندگی کے باوجود، وہ علمی اور ادبی سرگرمیوں کے لیے وقت نکالتے تھے۔ اُن کی وجۂ شہرت اُن کے مزاحیہ مضامین ہیں۔ اُن کی ظرافت سنجیدہ، مگر اتنی رسیلی ہوتی ہے کہ پڑھنے والا اُس کے مزے کو فراموش نہیں کر سکتا۔ اُن کی تحریروں سے اُن کی زندہ دلی جھلکتی ہے۔ اُن کا اسلوب سادہ اور رواں ہے۔ اُن کی زبان دہلی کی ٹکسالی زبان ہے۔

شخصی خاکے لکھنے میں اُنھیں کمال حاصل ہے۔ وہ خاکوں میں ایسا ڈرامائی انداز اپناتے ہیں، جو اُن کے کردار کی متحرک تصویر پڑھنے والے کے سامنے لے آتا ہے۔ ''دلی کا ایک یادگار مشاعرہ'' میں شاعروں کی ایسی تصویر کشی کی گئی ہے کہ ایک ایک شاعر آنکھوں کے سامنے چلتا پھرتا دِکھائی دیتا ہے۔ ''نذیر احمد کی کہانی، کچھ میری کچھ اُن کی زبانی'' میں مولوی نذیر احمد کا جو خاکہ اُنھوں نے کھینچا ہے، وہ اُردو ادب کا شاہکار ہے۔

اُن کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اُن کے مضامین سے پُرانی تہذیب کے اُن پہلوؤں پر نظر پڑتی ہے، جن تک رسائی کسی دوسری طرح ممکن نہ تھی۔ اس کا ثبوت اُن کے دو مضامین: ''نئی اور پرانی تہذیب کی ٹکر'' اور ''پھول والوں کی سیر'' سے بخوبی ملتا ہے۔

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

غلام

خدا بہتر جانتا ہے کہ مجھ کو کس غرض کی تکمیل اور کس خیال کو پیشِ نظر رکھ کر پیدا کیا گیا ہے۔ مجھے تو بظاہر اپنے یہاں آنے کی کوئی خاص وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ ہاں! اگر سرکار کے چانٹوں کے لیے کسی گُدّی کی؛ بیگم صاحبہ کے طمانچوں کے لیے کسی گلّے کی؛ صاحب زادے صاحب کی ٹھوکروں کے لیے کسی پنڈلی کی اور صاحب زادی صاحب کی چٹکیوں کے لیے کسی ہاتھ کی ضرورت تھی، تو میرے پیدا کرنے کے لیے بہت کافی وجوہ موجود تھے اور شاید اسی خیال سے میری ہڈیاں مضبوط، میرا گوشت سخت اور میری گُدّی مضبوط بنائی گئی ہے، یا رفتہ رفتہ بن گئی ہے۔

میں کہاں پیدا ہوا اور کب پیدا ہوا؟ اس کا داخلہ قضا و قدر کے دفتر میں شاید مل سکے، دنیا میں ان واقعات کا پتا چلنا ناممکن ہے۔ میرے ماں باپ کون تھے؟ اس کا حال بھی کسی کو معلوم نہیں اور کیوں کر معلوم ہو سکتا ہے، جب باوجود ان کا بیٹا ہونے کے مجھے خود معلوم نہیں، تو بھلا دوسروں کو کیا معلوم ہوگا۔ ہاں! اتنا جانتا ہوں کہ جب میں چھوٹا سا تھا، اس وقت ایک عورت مجھے گود میں لیے پھرتی تھی۔ اس کے بعد وہ غائب ہوگئی اور کسی نے مجھے سڑک کے کنارے ایک مکان میں لا بٹھایا۔ اس کے بعد ہمارے سرکار آئے، کچھ لکھا پڑھی ہوئی، مجھے گاڑی میں بٹھا کر لائے۔ اس کے بعد اب تک نہ یہ گھر ہم سے چھوٹا اور نہ ہم اس گھر سے چھوٹے۔ گھر میں آتے ہی مار و مار میرے لیے نئے کپڑے سلے اور نہلا دُھلا، کپڑے پہنا، مجھے خاصا اُجلا آدمی بنا دیا۔

PERFECT24U.COM

تھوڑی دیر میں دسترخوان بچھا، بیگم صاحبہ نے مجھے بھی دسترخوان پر بٹھا لیا۔ یہ پہلا اور آخری دن تھا، جو اس گھر میں مجھے دسترخوان پر کھانا کھانا نصیب ہوا۔ کھانے بڑے مزے کے تھے۔ میں بھوکا بھی تھا۔ ایسا بیتاب ہو کر گرا کہ جب پیٹ تن کر نقارہ ہو گیا، اُس وقت کہیں جا کر کھانے سے ہاتھ اٹھایا۔

جس پیٹ میں کبھی آدھی روٹی نہ پہنچی تھی، اس میں ملغوبہ بھر گیا، بدہضمی ہوئی؛ علاج ہوئے؛ خُدا خُدا کر کے اچھا ہوا، اس کے بعد میں کھانے میں احتیاط کرتا، یا نہ کرتا، ہاں! کھانا دینے میں بیگم صاحبہ بہت احتیاط کرتیں۔ گھٹتے

NOT FOR SALE

perfect24u.com

گھٹتے آدھی روٹی پر نوبت آ گئی۔ حکم تھا کہ میرے سامنے کھا۔ بھلا بڑھتے معدے کو آدھی روٹی کیا معلوم ہو، لیکن وہاں آدھی روٹی سے پون روٹی نہ ہوئی۔ پھر بھی میرے بڑپیٹے ہونے کی شکایت تھی۔

اُن کی ایک لڑکی بس میرے ہی برابر تھی۔ یقین مانیے گا کہ ہر وقت اس کا مُنہ چلتا تھا۔ یہ سودے والا آیا، مچل گئی دو پیسے لے کھا گئی؛ کوئی خوانچے والا آیا بپھر گئی، ایک آنہ لے چٹ کر گئی؛ کا چھن آئی لوٹ گئی، دو چار پیسے کے کچالو ہضم کیے؛ کھانے پر بیٹھی تو سب کے بعد اُٹھی۔ جب دیکھو پیٹ تنا ہوا ہے۔ دست آ رہے ہیں، مگر بیگم صاحبہ ہیں کہ کہے جاتی ہیں: ''اے ہے! نہ یہ بچی کچھ کھاتی ہے، نہ پنپتی ہے۔ آخر کیسے جیئے گی۔ ذرا کھانے بیٹھی اور اس مُوے نے (یہ میری طرف اشارہ تھا) گھورنا شروع کر دیا۔ بھر بھر رکابیاں دیتی ہوں، جب بھی تو مُوے کا پیٹ نہیں بھرتا۔ مرغی کا معدہ ہے، اِدھر کھایا اور اُدھر ہضم۔''

نظر وَظر تو لگانا مجھے آتا نہیں۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ گھورنا اکثر میرے لیے مفید ثابت ہوا ہے۔ شروع شروع میں تو میری یہ حالت تھی کہ کسی کو کچھ کھاتے دیکھا اور الگ ہٹ گیا۔ کوئی اللہ کا بندہ یہ بھی خیال نہیں کرتا تھا کہ اس معصوم اور لاوارث بچے کو کچھ دو، آخر کہاں تک دل مارا جاتا۔ میں نے بھی رنگ بدلا، جہاں کسی نے ذرا مُنہ چلایا اور میں نے گھورا۔ اِدھر میں نے گھورا اور اُدھر مجھ پر صلواتیں پڑنی شروع ہوئیں، مگر تھوڑا بہت یاروں کے حصہ میں آ ہی گیا۔

ہوتے ہوتے میری نظر کا شُہرہ ہو گیا۔ ایک دفعہ میں نے بہت گھورا تھا، مگر کسی نے مجھ کو کچھ نہیں دیا تھا۔ خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے کہ اس کا سارا کھایا جوں کا توں نکل گیا اور میری نظر لگنے کا اثر سمجھا گیا۔ اب کیا تھا! ذرا میں نے کھانے والے کی طرف گھور کر دیکھا اور میں اس کا حصہ دار ہو گیا۔ غرض نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا کی کوئی نعمت نہ تھی، جو گھر میں آتی ہو اور اس میں سے تھوڑا بہت مجھے نہ مل جاتا۔

خیر کام سے تو ہم نہیں گھبراتے، مگر ہر وقت کی مار پیٹ، ذرا بُری معلوم ہوتی ہے۔ آخر کہاں تک پٹے جایئے۔ یہ آیا مار گیا، وہ آیا مار گیا۔ بیگم صاحبہ کہہ رہی ہیں لوٹا لا؛ صاحب زادے صاحب کہہ رہے ہیں پانی لا؛ صاحبزادی صاحبہ فرما رہی ہیں چل میرے ساتھ کھیل۔ یہ کہہ رہا ہے۔ اِدھر آ، وہ کہہ رہا ہے اُدھر جا۔ آخر آدمی نہ ہوا گھن چکر ہو گیا، جس کا حکم نہ مانو وہی مارے اور حکم مانو، تو کیوں کر مانو، بھلا تین کام ایک آدمی کیونکر کرے۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

آخر میں نے بھی بے حیائی کا جامہ پہن لیا۔ پٹنا قسمت میں لکھا ہے، تو یوں ہی سہی۔ یوں بھی پٹنا دوں بھی پٹنا۔ پھر کام کر کے اپنے آپ کو مفت میں کیوں تھکائیں۔ نکمے کا خطاب ملتا ہے، تو ملنے دو۔ بُرا بھلا کہتے ہیں، تو کہنے دو۔ اس کان سنو اُس کان اُڑا دو۔ آپ ہی بک بک کر تھک جائیں گے۔ یہ چال بھی گھور نے کی طرح کامیاب ہوئی۔ سب چیختے چلاتے، مگر میں ٹس سے مس نہ ہوتا۔ جہاں کسی نے ذرا ہاتھ لگایا اور میں نے اس زور سے چیخ ماری، گویا کسی نے گلا گھونٹ دیا ہے۔ کبھی کسی نے میری اس ترکیب کو دیکھ لیا، تو راز کھل گیا، نہیں تو مارنے والا خود گھبرا گیا۔ دوسروں نے غل مچایا کہ اے ہے! لونڈے کو مار ڈالا۔ کبھی تو مارنے والے صاحب مجھ سے زیادہ پٹ گئے اور کبھی ڈانٹ ڈپٹ ہوگئی، مگر ہم کام سے بچ گئے۔

مگر بابا ''ہر فرعونے را موسیٰ'' چھوٹی صاحب زادی صاحبہ کچھ مجھ سے زیادہ تیز تھیں۔ خود ہی مجھے مارتیں اور خود ہی رونے بیٹھ جاتیں۔ بھلا ان کے مقابلے میں مجھ بچارے کی کیا ہستی تھی۔ الٹی مجھ پر ہی لے دے ہوتی، غرض اس لڑکی کے ہاتھوں ناک میں دَم آ گیا، مگر میں بھی بدلہ لیے بغیر تھوڑا ہی مانتا تھا۔ مارنے کی تو ہمت نہ ہوتی تھی، ہاں! کبھی بیگم صاحبہ ان پر خفا ہوتیں، تو میں بھی الٹی سیدھی بہت کچھ لگاتا۔ مہینہ مہینہ بھر پہلے کی باتیں یاد دلاتا۔ اگر قسمت نے یاوری کی، تو کام بن گیا اور صاجزادی صاحبہ کی خوب گندی ہوگئی۔ نہیں تو الٹا اپنے کا الزام لگا۔ بیگم صاحبہ نے بیٹی کا غصہ مجھ غریب پر اُتار لیا۔

جمعہ کے جمعہ ہماری ٹانٹ گھونٹ کر باجرے کا پیڑا بنا دی جاتی تھی۔ ذرا بالوں کی کھونٹیاں نکلیں اور اُسترا پھرا۔ اُسترے کا پھرنا قیامت ہوتا تھا۔ جس کے پاس سے نکلے، اسی نے چانٹا رسید کیا۔ کچھ گھٹی ہوئی ٹانٹ پر چانٹا ایسا پڑتا ہے کہ سبحان اللہ! چھینٹیں اُڑ جاتی ہیں۔ مارنے والے کو مزا آتا ہو، تو آتا ہو، میرا تو بعض وقت سر بھنا جاتا تھا اور تو اور بڑے سرکار بھی مذاق میں چلتے چلتے دو ایک چانٹے ضرور رسید کر دیا کرتے تھے۔

کہتے ہیں: ''باپ پر پوُت پتا پر گھوڑا بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا'' میرا باپ بھی شاید کوئی چور تھا، کیونکہ جہاں میں نے کسی اچھی چیز کو دیکھا، چرانے کو جی چاہا۔ پہلے تو دل مارتا رہا، آخر فطرت طبیعت پر غالب آ گئی اور چھوٹی چھوٹی چیزوں کی چوری میں نے شروع کر دی۔ کھلونا اٹھایا، چھپا لیا، رومال دیکھا، غائب کر دیا، لیکن آخر ان چیزوں

NOT FOR SALE

perfect24u.com

کولے، کہاں جاتا۔ میری دنیا تو اسی مکان کی چار دیواری تھی۔

سچ ہے خدا بڑا کارساز ہے۔ یہ مشکل بھی آسان ہوئی، ایک ماما آئیں، ہاتھ کی بڑی تیز تھیں۔ موقع ملتا، تو گھر بھر میں جھاڑو دے دیتیں، مگر مشکل یہ آپڑی کہ بیگم صاحبہ کچھ ان کی شکل سے تاڑ گئیں، اس لیے ان کے حدود باورچی خانے اور صحن سے آگے نہ بڑھے۔ اس پر بھی وہ اپنا پوتھ پورا کر لیتی تھیں۔ رات کو گھر جاتیں۔ صبح ہی واپس آتیں۔ کوئی روز روز پوٹلی کھلوانے سے رہا۔ خدا جانے کتنا دال آٹا باندھ کر لے جاتی تھیں۔ ہاں! یہ ضرور تھا کہ جب سے وہ آئی تھیں، دستر خوان پر ہر چیز تُھڑنے لگی تھی۔ ہماری بیگم صاحبہ کی سمجھ دیکھو کہ بجائے یہ معلوم کرنے کے کہ کھانا کیوں کم پڑتا ہے، الٹا غلہ بڑھا دیا، مگر ماما جی نے اس پر بھی بس نہ کی، اِدھر غلّہ بڑھا، اُدھر ان کی چوری بڑھی۔ غرض جب تک وہ رہیں کھانے میں ہمیشہ برکت ہی برکت رہی۔

ماما جی بچہ سمجھ کر میرے سامنے پوٹلی باندھنے میں ذرا احتیاط کم کرتی تھیں، اس لیے مجھے ان کے کرتوتوں کا حال خوب معلوم ہے۔ ان کو بھی معلوم تھا کہ میں ان کی ساری کارروائیوں سے واقف ہوں، اس لیے میری خاطر داری کرتیں۔ چپکے ہی چپکے باورچی خانے میں خوب کھلاتیں؛ کبھی کبھی مٹھائی بھی لاکر دیتیں۔ رفتہ رفتہ مجھے بھی اُن سے کچھ اُنس ہو گیا اور کیوں نہ ہوتا، گھر والے میرے ساتھ کون سی بھلائی کرتے تھے، جو میں ان کے مال کا غم کھاتا۔

آخر یہ ہُوا کہ تھوڑے ہی دنوں میں خود میں نے ماما جی کو چُرا چُرا کر چیزیں دینی شروع کیں۔ ذرا بیگم صاحبہ نے کوئی چیز رکھی اور غائب؛ تکیے کے نیچے سے پیسے غائب؛ جیب سے روپے غائب؛ کھونٹی پر سے تولیا غائب۔ آخر یہاں تک ہوا کہ پٹاری میں سے سونے کا چھلا اُڑ گیا۔ اس پر بڑا غل مچا؛ چھری پڑھوا کر رکھی گئی؛ کچے چاول چبوائے گئے، مگر پتا نہ چلا۔ مجھ پر تو شبہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ جانتے تھے کہ چرائے گا، تو کہاں لے جائے گا۔ ماما پر شبہے کی گنجائش ہی نہ تھی، کیونکہ ان سے باورچی خانہ کب چھوٹتا تھا۔ اب رہی بی مُغلانی اور آیا، تو وہ جانیں اور بیگم صاحبہ جانیں۔

غرض تھوڑے دن بعد گئی گزری بات ہوئی۔ چھلّے کے عوض بی ماما نے مجھے دو لڈو لا کر دیے۔ اب کیا تھا مجھے تو لڈوؤں کی چاٹ پڑ گئی۔ میں نے بھی اپنا گھر صاف کر ماما جی کا گھر بھرا اور خوب بھرا۔ ان کی بیٹی کی شادی ہونے والی تھی، سارا جہیز ہمارے گھر سے رفتہ رفتہ وہاں پہنچ گیا۔ یہاں تک دری، چاندنی اور مچھر دانی تک اٹھ گئی۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

بیگم صاحبہ پریشان تھیں کہ یا اللہ! سامان کے پر لگ گئے ہیں کہ ادھر رکھا اُدھر غائب۔

آخر حاضرات کی ٹھہری، چھوٹی بی بی آئینے کے سامنے بٹھائی گئیں۔ جنوں کے بادشاہ نے ان سے چور کا حال پوچھا۔ چھوٹی بی بی تو میری جان کی دشمن تھیں ہی، انھوں نے میرا نام لے دیا۔ کسی کو یقین نہ آیا، مگر بڑے سرکار کچھ کھٹک گئے۔ شاید میرے اور ماما جی کے زیادہ میل جول سے ان کو کوئی خیال پیدا ہو گیا۔ ماما جی سمجھیں، چلو یہ مال بھی ہضم ہوا۔ ایک دن مجھ سے کہا: دیکھو بیٹا! ابھی بیگم صاحبہ پٹاری میں چمپا کلی رکھ کر کوٹھے پر گئی ہیں۔ اس وقت دالان میں کوئی ہے بھی نہیں، ذرا چپکے سے نکال تو لا۔ اتنے لڈو کھلاؤں گی کہ پیٹ بھر جائے گا۔ باورچی خانے سے نکل ٹہلتے ٹہلتے دالان میں آئے، ادھر اُدھر دیکھا، میدان صاف تھا۔ پٹاری کھول، چمپا کلی نکال، نیفے میں اُڑس، باورچی خانے آ ماما جی کے حوالے کی۔ انھوں نے اپنے تُشکے کی رکابی میں ٹھوس، رکابی پوٹلی میں باندھ دی۔ بیگم صاحبہ نیچے آئیں۔ پٹاری کھول کر پان کھایا، مگر کچھ نہ بولیں۔

تھوڑی دیر میں بڑے سرکار، بی بی مغلانی اور آپا بھی دالان میں آ گئے۔ کھانا منگوایا گیا۔ سب نے کھا پی فراغت کی۔ بی ماما اپنی پوٹلی دکھا دروازے کے باہر نکل رہی تھیں کہ ایک غُل مچ گیا۔ میں دوڑتا ہوا باہر آیا۔ دیکھتا ہوں کہ ماما جی کو ایک سپاہی پکڑے کھڑا ہے اور ماما جی وہ شور مچا رہی ہیں کہ خدا کی پناہ! گھر والوں کو بھی طعنے دے رہی ہیں؛ سپاہی کو بھی صلواتیں سنا رہی ہیں۔ مجھے جو ماما جی نے دیکھا تو کہا: ''بیٹا ذرا یہ کھانا تو لے جا کر میرے گھر میں دے آ۔ بچی بھوکی بیٹھی ہوگی۔ بارہ بج چکے ہیں۔ دیکھیے! ان کالی وردی والوں سے کب پیچھا چھوٹتا ہے۔ خدا نہ کرے کوئی ایسے گھر میں نوکر ہو، یہ نہ شریف کو دیکھیں نہ رذیل کو، گھوڑے گدھے کو ایک لاٹھی ہانکتے ہیں''۔

یہ کہہ کر انھوں نے پوٹلی میری طرف بڑھائی۔ میں نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ سپاہی نے ایسے زور سے ڈانٹا کہ میرا دَم ہی نکل گیا اور ماما جی بھی کچھ سہم سی گئیں۔ اتنے میں داروغہ جی بھی آ گئے۔ کچھ لوگ اور جمع ہوئے۔ پوٹلی کھلوائی گئی۔ تُشکے میں سے چمپا کلی نکلی۔ یہ دیکھ کر ماما جی بپھر گئیں، کہنے لگیں: ہیں! یہ چمپا کلی میرے تُشکے میں کہاں سے آ گئی؟ بیگم صاحبہ نے خود نکال کر مجھے خشکہ دیا تھا۔ اُنھی نے رکھ دی ہوگی۔ ہاں بابا! بڑے لوگ ہیں۔ آج تُشکے میں مدعا (چوری کا مال) رکھ کر پولیس کے حوالے کر دیا، کل خدا جانے کیا کریں! نا بابا نا! میں اس گھر میں اب نہیں رہنے کی۔

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

یہ کہہ کر ماما جی جانا چاہتی تھیں کہ سپاہی نے چٹیا پکڑ کر گھسیٹ لیا۔ اس پر تو بڑھیا نے وہ اُودھم مچایا کہ معاذ اللہ! سارا محلہ چیخ چیخ کر اور رو رو کر سر پر اٹھا لیا۔ اس وقت تو میں نہیں سمجھا تھا، مگر ہاں! اب سمجھا ہوں کہ غل مچانے سے اس کا کیا مطلب تھا۔ اس کا مکان قریب ہی تھا۔ یہ اپنی بیٹی کو نوٹس تھا کہ مال گھر سے نکال دے۔ وہ بھی اپنی ماں کی بیٹی تھی۔ سمجھ گئی ہوگی کہ اماں پر آفت آئی ہے۔ مال لے کر نکل رہی تھی کہ دوسرے سپاہی نے اس کو پکڑ کر مال کے ساتھ ماں کے برابر لا کھڑا کیا۔

اس کے بعد ہم سے پرسش شروع ہوئی۔ مار سے ڈرایا، مٹھائی کا لالچ دیا پھر ہم کو ان ماں بیٹی سے کیا دلچسپی تھی۔ مار کے ڈر اور مٹھائی کے لالچ سے سارا قصہ کہہ سنایا۔ اس کے بعد معلوم نہیں کہ وہ دونوں کہاں جہنم رسید ہوئیں۔ ہاں! یہ ضرور ہوا کہ ہم سے جو وعدے ہوئے تھے، ان کا پہلا حصہ بہت دل بھر کر ہم کو پہنچا دیا گیا۔ گھر میں اب بھی ہم رہتے ہیں، لیکن ماماؤں اور نوکروں سے ہم کو ذرا کم ملنے دیا جاتا ہے اور بھئی اب ہم خود بھی سمجھ دار ہو گئے ہیں، اگر کچھ چراتے ہی ہیں، تو خود ہی کھا پی کر برابر کر دیتے ہیں، کسی کو دیتے دلاتے نہیں، بھلا سرکار کے مال کے جب ہم حق دار موجود ہیں، تو پھر یہ مال دوسروں کو کیوں پہنچے۔ بچپنا تھا غلطی ہوگئی۔ اللہ معاف کرے گا۔

PERFECT24U.COM

(مضامینِ فرحت)

NOT FOR SALE

perfect24u.com

مشق

۱۔ متن کے حوالے سے خالی جگہ پُر کریں:

(ا) بیگم صاحبہ نے مجھے بھی دستر خوان پر ....

(ب) یقین ماما نے ہر وقت اس کا منھ ....

(ج) ہوتے ہوتے میری نظر کا .... ہو گیا۔

(د) اس کان سنو اس کان ....

(ہ) میں ٹس سے .... نہ ہوتا۔

(و) اِدھر غلہ بڑھا اُدھر ان کی .... بڑھی۔

۲۔ غلام، صاحب خانہ کے گھر کیسے پہنچا؟

۳۔ پہلے دن غلام کے دستر خوان پر کھانا کھانے کی کیفیت اپنے الفاظ میں لکھیں۔

۴۔ کھانے کے بارے میں صاحب خانہ کی بچی کس مزاج کی تھی؟

۵۔ غلام کھانے کو گھورتا، تو اس کا اسے کیا فائدہ ملتا تھا؟

۶۔ غلام کے سر پر اُسترا پھرتا، تو گھر والے اس سے کیا سلوک کرتے تھے؟

۷۔ جب ماما گھر میں آئی، تو دستر خوان پر چیزیں کیوں کم ہونے لگیں؟

۸۔ ماما کی بیٹی کیسے پکڑی گئی؟

۹۔ بے سہارا بچوں سے بُرا سلوک کیا جائے، تو ان میں کیسی عادتیں پروان چڑھتی ہیں؟

۱۰۔ مندرجہ ذیل محاورات کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا مطلب واضح ہو جائے:

نوبت آنا، شہرہ ہونا، ٹس سے مَس نہ ہونا، ناک میں دَم کر دینا، جھاڑو پھیر دینا، صلواتیں سنانا، نکھر جانا، اودھم مچانا۔

۱۱۔ جملہ فعلیہ اور جملہ اسمیہ کی تعریف کریں اور مثالیں دیں۔ نیز مبتدا اور خبر کا فرق واضح کریں۔

سرگرمی: طلبہ اُستاد کی مدد سے کسی دفتری حکمنامے کا جواب تیار کریں۔

ہدایت برائے اساتذہ	”غلامی ایک لعنت ہے“ کے موضوع پر کلاس میں تقریری مقابلہ کرایا جائے۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

امتیاز علی تاج

ولادت ۱۹۰۰ء ، وفات ۱۹۷۰ء

سید امتیاز علی تاج لاہور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام شمس العلما مولوی ممتاز علی اور والدہ کا نام محمدی بیگم تھا۔ تاج صاحب نے لاہور میں تعلیم پائی۔ علمی اور ادبی ذوق انھیں ورثے میں ملا تھا۔ ان کے والد اور والدہ کا اس ذوق کی پرورش میں بڑا ہاتھ تھا۔ زمانۂ طالب علمی میں تاج صاحب نے ایک رسالہ ''کہکشاں'' کے نام سے جاری کیا، جو ادبی اعتبار سے اپنے زمانے کے معیاری رسائل میں شمار ہونے لگا۔ گورنمنٹ کالج لاہور کی ڈرامیٹک سوسائٹی کے سرگرم رکن ہونے کی وجہ سے ان کو ڈرامے سے بہت دلچسپی پیدا ہوگئی۔ انھوں نے انگریزی ڈرامے کا بغور مطالعہ کیا اور اس کے فنی امور سے آگاہی حاصل کی [illegible] ڈرامے ہی کے ہو کر رہ گئے۔ ۲۲ رسال کی عمر میں اُنھوں نے اپنا مشہور ڈراما ''انارکلی'' لکھا، جو اردو ڈرامے کی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

PERFECT24U.COM

یہ ڈراما ایک رومانی المیہ ہے اور فنی اعتبار سے اس کا معیار مغربی ڈراموں سے کسی طرح کم نہیں۔

تاج صاحب بہت بڑے ڈراما نگار اور ڈرامے کے نقاد ہیں۔ انھوں نے کئی ڈراموں، ناولوں اور افسانوں کے ترجمے بھی کیے ہیں۔ اس کے علاوہ ''چچا چھکن'' مزاح کے میدان میں ان کی بہترین تصنیف ہے۔ تاج صاحب کا اندازِ تحریر سلیس اور رواں ہے۔ ہر بات بے تکلفانہ کہتے ہیں۔ انھوں نے اپنے ڈراموں میں مغربی ڈرامے کی خصوصیات یعنی تصادم، حیرت، خود کلامی اور کش مکش کو بڑی خوبصورتی سے اپنایا ہے۔ ان کے بعض ڈرامے اور کہانیاں انگریزی ادب سے ماخوذ ہیں، مگر ان میں کمال یہ ہے کہ وہ اس خوبصورتی سے مقامی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں کہ ترجمہ یا اخذ شدہ معلوم نہیں ہوتے، ان کا چھوٹا بڑا ہر کردار اپنی انفرادیت کا اظہار اس طرح کرتا ہے کہ ہمیں جیتا جاگتا نظر آتا ہے۔ تاج صاحب کا اسلوب، نثر نگاری کا شاہکار ہے۔

وہ ۱۹ر اپریل ۱۹۷۰ء کو اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے اور لاہور میں دفن ہوئے۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

آرام وسکون

ڈاکٹر: جی نہیں بیگم صاحبہ! تر دّد کی کوئی بات نہیں، میں نے بہت اچھی طرح معائنہ کرلیا ہے۔ صرف تھکان کی وجہ سے حرارت ہوگئی ہے۔ ان دنوں آپ کے شوہر غالباً کام بہت زیادہ کرتے ہیں۔

بیوی: ڈاکٹر صاحب! ان دنوں کیا، ان کا ہمیشہ یہی حال ہے۔ صبح دس بجے دفتر جا کر شام کے سات بجے سے پہلے کبھی واپس نہیں آتے۔

ڈاکٹر: جبھی تو! میرے خیال میں انھیں دوا سے زیادہ آرام اور سکون کی ضرورت ہے۔ کاروبار کی پریشانیاں اور الجھنیں بُھلا کر ایک ہی روز آرام وسکون سے گزارا، تو طبیعت ان شاءاللہ بحال ہوجائے گی۔

بیوی: بیسیوں مرتبہ کہہ چکی ہوں کہ اتنا کام نہ کیا کرو، نہ کیا کرو، نصیبِ دشمناں صحت سے ہاتھ دھو بیٹھو گے، مگر خاک اثر نہیں ہوتا۔ ہمیشہ یہی کہہ دیتے ہیں کیا کیا جائے؟ ان دنوں کام بے طرح زور پر ہے۔

ڈاکٹر: ہر روز تھوڑا وقت آرام وسکون کے لیے نہ نکالا جائے، تو پھر بیمار پڑ کر بہت زیادہ وقت نکالنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔

PERFECT24U.COM

بیوی: یہ بات آپ نے انھیں بھی سمجھائی! میں نے کہا: سُن رہے ہو! ڈاکٹر صاحب کیا کہہ رہے ہیں۔

میاں: ہوں!

ڈاکٹر: جی ہاں! میں نے سمجھا کر اچھی طرح تاکید کردی ہے کہ دن بھر خاموش لیٹے رہیں۔

بیوی: تو تاکید کیا میں نہیں کرتی؟ مگر ان پر کسی کے کہنے کا کچھ اثر بھی ہو!

ڈاکٹر: جی نہیں! ابھی انھوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ پورے طور سے میری ہدایات پر عمل کریں گے۔

بیوی: اور دوا کس کس وقت دینی ہے؟

ڈاکٹر: جی نہیں! دوا کی مطلق ضرورت نہیں۔ بس آپ صرف ان کے آرام اور سکون کا خیال رکھیے۔ غذا جو کچھ دینی ہے، میں لکھ چکا ہوں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

بیوی: فیس میں آپ کو بھجوادوں گی۔

ڈاکٹر: اس کی کوئی بات نہیں۔آ جائے گی۔

بیوی: (اونچی آواز سے پکار کر) ارے للّو۔میں نے کہا: ڈاکٹر صاحب کا بیگ باہر کار میں پہنچادیجیو۔

ڈاکٹر: ایک بات عرض کردوں بیگم صاحبہ! مریض کے کمرے میں شوروغل نہیں ہونا چاہیے۔اعصاب پر اس کا بہت مضر اثر پڑتا ہے۔خاموشی اعصاب کو ایک طرح کی تقویت بخشتی ہے۔

بیوی: مجھے کیا معلوم نہیں ڈاکٹر صاحب! آپ اطمینان رکھیں ان کے کمرے میں پرندہ پر نہ مارے گا۔(ملازم آتا ہے۔)

للّو: حضور!

ڈاکٹر: اٹھالو یہ بیگ۔آداب!

بیوی: (ڈاکٹر اور ملازم جاتے ہیں،قریب آکر) میں نے کہا: سو گئے کیا؟

میاں: ہوں! یونہی چُپکا پڑا ہوا تھا۔

بیوی: بس بس! چپکے ہی پڑے رہیے۔ڈاکٹر صاحب بہت سخت تاکید کر گئے ہیں کہ آپ بات کریں، نہ کوئی آپ کے کمرے میں بات کرے۔اس سے بھی تھکان ہوتی ہے۔تمام وقت پورے آرام اور سکون سے گزاریں۔سمجھ گئے نا؟

PERFECT24U.COM

میاں: ہوں! (کراہتا ہے۔)

بیوی: کیوں بدن ٹوٹ رہا ہے کیا؟

میاں: ہوں۔

بیوی: سونے کو جی چاہ رہا ہو، تو چلی جاؤں؟

میاں: اچھی بات (کراہتا ہے۔)

بیوی: اگر پیچھے کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو؟ اچھا بلانے کی گھنٹی پاس رکھے جاتی ہوں۔گھنٹی کہاں گئی؟ رات میں

NOT FOR SALE

perfect24u.com

نے آپ کی میز پر رکھی تھی۔ اللہ جانے یہ کون اللہ مارا میری چیزوں کو الٹ پلٹ کرتا ہے؟ (کنڈی کی آواز) کون ہے یہ نامراد؟ ارے للو! دیکھو۔

بیوی: یہ کون کواڑ توڑے ڈال رہا ہے؟

للو: (دور سے) سقہ ہے بیوی جی!

بیوی: سقہ! گھر میں بہرے بستے ہیں، کمبخت اس زور سے کنڈی کھٹکھٹاتا ہے؟ اللہ ماروں کو اتنا خیال بھی تو نہیں آتا کہ گھر میں کوئی بیمار پڑا ہے۔ ڈاکٹر نے تاکید کر رکھی ہے کہ شور غل نہ ہونے پائے اور اس سے کہو: یہ کیا وقت ہے پانی لانے کا، اچھی خاصی دوپہر ہونے کو آ گئی ہے۔ کل سے اتنی دیر میں آیا، تو نوکری سے الگ کر دوں گی۔ میں نامراد کو بیسیوں مرتبہ کہلا چکی ہوں کہ صبح سویرے ہو جایا کرے۔ کان پر جوں ہی نہیں رینگتی۔

میاں: ارے بھئی! اب بخشو اسے۔

بیوی: بخشوں کیسے! ذرا طرح دو، یہ لوگ سر پر سوار ہو جاتے ہیں۔

میاں: ہوں! (کراہتا ہے۔)

PERFECT24U.COM

بیوی: کیوں! زیادہ درد محسوس ہو رہا ہے؟

میاں: ہوں!

بیوی: للو سے کہوں، آ کر دبا دے؟

میاں: اوں ہوں!

بیوی: یہ دیکھو! یہاں انگیٹھی پر رکھی ہے۔ آپ بتایئے! آپ سے آپ آ گئی یہاں؟ پاؤں تھے اس کے؟ یہ سب حرکتیں اس للو کی ہیں۔ کم بخت نے قسم کھا رکھی ہے کہ کبھی کوئی چیز ٹھکانے پر رہنے نہ دے گا۔ اللہ جانے یہ نامراد میری چیزوں کو ہاتھ لگاتا کیوں ہے؟ او للو! ارے للو!

میاں: ارے بھئی! کیوں ناحق غل مچا رہی ہو۔ گھنٹی رات میں نے خود میز پر سے اٹھا کر انگیٹھی پر رکھ دی تھی۔ ہوں! (کراہتا ہے۔)

NOT FOR SALE

perfect24u.com

بیوی: تم نے؟ اے ہے! وہ کیوں؟

میاں: ننھا بار بار بجائے جا رہا تھا۔ میرا دم الجھنے لگا تھا۔ ہوں! (کراہتا ہے۔)

للو: (آ کر) مجھے بلایا ہے بیوی جی؟

بیوی: کم بخت! اتنی دیر سے آوازیں دے رہی ہوں، کہاں مر گیا تھا؟

للو: آپ نے ریٹھے کوٹنے کو کہا تھا، وہ گودام میں ڈھونڈ رہا تھا۔

میاں: ہوں! (کراہتا ہے۔)

بیوی: صبح سویرے کہا تھا، کم بخت! تجھے اب تک ریٹھے مل نہیں چکے؟

للو: جی مہلت بھی ملے، اِدھر گودام میں جاتا ہوں، اُدھر کوئی بلا لیتا ہے۔

بیوی: ہاں بڑا کام رہتا ہے نا، بچارے کو، سر کھجانے کی فرصت نہیں ملتی۔ بھاگ یہاں سے نکل، جا کر ریٹھے ڈھونڈ۔ (للو جاتا ہے۔)

بیوی: تو یہ گھنٹی یہاں تمھارے سرہانے رکھ جاتی ہوں۔

PERFECT24U.COM

میاں: (کراہ کر) کواڑ بند کرتی جانا۔

بیوی: پیچھے اکیلے میں جی تو نہ گھبرائے گا تمھارا؟

میاں: (تنگ آ کر) نہیں بابا نہیں۔

بیوی: ارے ہاں! یہ تو میں نے دیکھا ہی نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کھانے کے لیے کیا کیا چیزیں لکھ گئے ہیں۔ کہاں گیا ان کا لکھا ہوا کاغذ؟ اے لو یہ نیچے پڑا ہوا ہے۔ ابھی کہیں کوڑے میں چلا جاتا تو۔ ہوں۔ مالٹڈ ملک (MALTED MILK) نارنگی کا رس، سا گودانے کی کھیر، یخنی، کیا تیار کرا دوں اس وقت کے لیے؟

میاں: جو جی چاہے۔

بیوی: اس میں میرے جی چاہنے کا کیا سوال؟ کھانا آپ کو ہے یا مجھ کو؟

میاں: سا گودانہ بنا دینا تھوڑا سا۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

میاں: ہوگا کوئی اب مجھے کیا پتا۔

بیوی: جب اُٹھ ہی کھڑے ہوئے تھے، تو نام پوچھ لینا کوئی گناہ تھا۔

میاں: میں نے کہہ دیا تھا، پھر کرلیں فون۔

بیوی: مفت کی الجھن میں ڈال دیا۔ اللہ جانے کون تھی اور کیا چاہتی تھی۔

میاں: اے بھئی! کوئی ایسا ضروری کام نہ تھا، ورنہ مجھے پیغام نہ دے دیتیں۔ تم خدا کے لیے ان ہمسائے کے صاحبزادے کا ہارمونیم اور گانا بند کراؤ۔ میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔

بیوی: اب اسے کیونکر روک دوں میں؟

میاں: بابا! ایک رقعہ لکھ کر بھیج دو۔ میں بیمار ہوں۔ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ: میرے لیے آرام اور سکون کی ضرورت ہے۔ ایک روز ان کے صاحبزادے نے نغمہ سرائی نہ فرمائی، تو دنیا کسی بہت بڑی نعمت سے محروم نہ ہو جائے گی!

بیوی: کہے تو دیتی ہوں، مگر کہیں چڑ نہ جائیں۔

میاں: مناسب الفاظ میں لکھنا۔ ہوں! (کراہتا ہے۔)

(بے سُرے گانے، گانے کا شور جاری ہے۔ میاں کراہ رہا ہے۔ یک لخت بچے کی رونے کی آواز)

بیوی: ارے! کیا ہو گیا ننھے؟

بچہ: (زور سے) گر پڑا خون نکل آیا۔

بیوی: (زور سے) خط لکھ رہی ہوں، ابھی آئی، چپ ہو جا۔

میاں: (کراہتے ہوئے) یک نہ شد دو شد۔

بیوی: توبہ آپ تو بوکھلا دیتے ہیں۔ انسان ہوں، دیکھ رہے ہیں، خط لکھ رہی ہوں۔ بچے کو چپ کیونکر کرا سکتی ہوں۔ نامراد چپ ہو جا۔ خون نکل آیا، تو کیا قیامت آ گئی۔ ابھی آ رہی ہوں، دو سطریں لکھ لوں۔

(میاں کراہتا ہے۔ بے سرے گانے اور بچے کے رونے کی آواز جاری ہے۔)

میاں: ختم نہیں ہوا خط؟ جانے کیا دفتر لکھنے بیٹھ گئی ہو۔

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

بیوی: ابھی ہوا جاتا ہے ختم۔

(اس غل میں ایک فقیر کی آواز بھی شامل ہو جاتی ہے۔)

فقیر: بال بچے کی خیر۔ راہ مولا کچھ مل جائے فقیر کو۔

میاں: (کراہ کر) بس ان ہی کی کسر رہ گئی تھی۔ ہوں!

بیوی: تو اب میں تو اسے بلا کر لے نہیں آئی۔

میاں: ارے! تو خدا کے لیے اسے رخصت تو کراؤ۔

بیوی: اوللو! ارے اوللو!

(للو ہاون دستے میں ریٹھے کوٹنے شروع کر دیتا ہے۔ بے سرے گانے میں بچے کے رونے اور فقیر کی صدائیں اور ہاون دستے کی دھمک شامل ہو جاتی ہے۔)

میاں: ہائے توبہ، توبہ، ہائے!

بیوی: ارے نامراد! ریٹھے پھر کوٹ لینا، پہلے اس فقیر کو رخصت تو کر دے۔

PERFECT24U.COM

(للو ریٹھے کوٹنے میں بیوی کی آواز نہیں سنتا)

میاں: (جلدی جلدی کراہتا ہوا گھبرا کر اٹھ بیٹھتا ہے) میری ٹوپی اور شیروانی دینا۔

بیوی: ٹوپی اور شیروانی!!

میاں: ہاں میں دفتر جا رہا ہوں.................. ابھی دفتر جا رہا ہوں۔

بیوی: ہے ہے وہ کیوں؟

میاں: آرام اور سکون کے لیے۔

(امتیاز علی تاج کے یک بابی ڈرامے)

NOT FOR SALE

perfect24u.com

مشق

۱۔ ڈاکٹر صاحب نے بیگم صاحبہ کو مریض کی دیکھ بھال کے سلسلے میں کیا ہدایات دیں؟

۲۔ صاحبِ خانہ کو اپنے گھر میں آرام و سکون کیوں نہ مل سکا؟

۳۔ صاحبِ خانہ نے آرام کے لیے گھر کی نسبت دفتر کو کیوں ترجیح دی؟

۴۔ اس ڈرامے سے بیگم صاحبہ کی شخصیت کے کون کون سے پہلو نمایاں ہوتے ہیں؟

۵۔ مذکر استعمال ہونے والے اور مؤنث استعمال ہونے والے الفاظ الگ الگ کریں۔

آرام ، تاکید ، وعدہ ، ضرورت ، مہربانی ، خاموشی ، درد ، پیغام، قیامت۔

۶۔ دو یا دو سے زیادہ الفاظ کا وہ مجموعہ جو اہلِ زبان کا مرتب کردہ ہو اور جس کے حقیقی کی بجائے مجازی معنی مراد لیے جائیں محاورہ کہلاتا ہے مثلاً: قسم کھانا، دل سے اُترنا، سر پہ چڑھنا وغیرہ۔ کوئی سے پانچ محاورے لکھ کر انھیں جملوں میں استعمال کریں۔

PERFECT24U.COM

۷۔ خالی جگہوں میں درست حروف کا استعمال کریں۔

(الف) حسان نے نعمان.................. کہا۔

(ب) مصباح الحق نے فقیر.................. روٹی دی۔

(ج) نوید نے عرفان .... بھائی کو بلایا۔

(د) میں اصغر.................. ملاقات کو گیا تھا۔

(ہ) مریم .... لاہور جانا ہے۔

۸۔ اس ڈرامے کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

سرگرمی	اپنے دوست کو طنز و مزاح سے بھرپور خط لکھیں۔

ہدایت برائے اساتذہ	ڈاکٹر اور مریض کے درمیان مکالمہ تحریر کرائیں اور بچے اسے ڈرامے کی صورت میں پیش کریں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

شفیق الرحمٰن

ولادت ۱۹۲۰ء ، وفات ۲۰۰۰ء

ڈاکٹر شفیق الرحمٰن قلعہ نور (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام عبدالرحمٰن خان تھا۔ ۱۹۴۲ء میں کنگ ایڈورڈ زمیڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کیا اور اگلے سال فوج میں ملازم ہو گئے۔ میجر جنرل کے عہدے سے سبکدوش ہوئے۔ ملازمت کے دوران ہی انگلستان میں اعلیٰ تعلیم پائی۔ ان کے افسانوں کا پہلا مجموعہ "کرنیں" کے نام سے ۱۹۴۲ء میں شائع ہوا۔ دیگر مجموعوں میں: شگوفے، لہریں، مدوجزر، پرواز، حماقتیں، مزید حماقتیں، دجلہ اور انسانی تماشا شامل ہیں۔ ۱۹۸۴ء میں اکادمی ادبیات پاکستان کے چیئر مین مقرر ہوئے۔

ڈاکٹر شفیق الرحمان کے افسانوں میں پیچیدگی مطلق نہیں ہوتی۔ ان کے رومانی اور تفریحی دونوں طرح کے افسانوں میں بے ساختگی اور روانی پائی جاتی ہے۔ ان کا افسانہ واقعات سے زیادہ کرداروں کے طرزِ عمل سے نشوونما پاتا ہے۔ شفیق الرحمان کی بہت نمایاں خصوصیت اُن کی ظرافت ہے۔ وہ اپنی طنزیہ اور مزاحیہ تحریروں کی وجہ سے ادبی دنیا میں بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ اُن کا مشاہدہ وسیع تحریر سادہ اور دلنشین ہے۔ انسانی فطرت کی کمزوریوں پر اُن کی نظر بہت گہری ہے۔ اسی سے وہ مزاح کا کوئی پہلو تلاش کر لیتے ہیں اور اسے اس طرح تحریر میں لاتے ہیں کہ پڑھنے والا اِن حقائق کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ ان کی تحریر خندہ زیرِ لب تو بنتی ہے، قہقہہ نہیں بنتی۔ یہ عظیم افسانہ نگار اور مزاح نگار ۱۹/ مارچ ۲۰۰۰ء کو اس جہانِ فانی سے رخصت ہوا۔

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

نیلی جھیل

یہ ان دنوں کا ذکر ہے، جب روفی کے دانت پر بجلی گری۔ روفی بجلی سے بہت ڈرتے تھے۔ جب بادل آتے تو وہ بستروں میں چھپتے پھرتے۔ سب کہتے کہ: اگر بجلی کو گرنا ہے، تو ضرور گرے گی۔ روفی جواب دیتے: بے شک گرے، لیکن اس طرح کم از کم اسے مجھ کو ڈھونڈنا تو پڑے گا۔ ہوا یوں کہ بارش ابھی ابھی تھمی تھی۔ روفی صوفے کے پیچھے سے نکل کر دبے پاؤں برآمدے تک گئے، یہ دیکھنے کہ بادل چھٹ گئے یا نہیں۔ اتنے میں زور سے بجلی کوندی اور ایک عظیم الشان دھماکا ہوا، جب وہ ہوش میں آئے، تو ان کا ایک دانت ہل رہا تھا۔ انھوں نے آئینہ دیکھا، تو دانت کا کچھ حصّہ سیاہ نظر آیا۔ اگلے روز آس پاس مشہور ہو گیا کہ رات روفی میاں کے دانت پر بجلی گری ہے۔ وہ دو دن تک بستر پر پڑے رہے، لیکن اس طرح ہم اپنے آنے والے سہ ماہی امتحان سے نہ بچ سکے۔ اس کم بخت امتحان نے ہماری نیند اُڑا رکھی تھی۔ ماسٹر صاحب نے ہمارے ساتھ خاص رعایت کی اور از راہِ کرم امتحان چند دنوں کے لیے ملتوی کر دیا۔ ہمارے ماسٹر صاحب ان حضرات میں سے تھے، جو آپ سے سوال پوچھیں گے، آپ کی طرف سے خود جواب دیں گے اور پھر آپ کو ڈانٹیں گے بھی کہ جواب غلط تھا۔

ساری کلاس کا امتحان ہو چکا تھا، صرف میں اور روفی رہتے تھے۔ نچلی جماعتوں میں روفی کے چھوٹے بھائی ننھے میاں باقی تھے، کیونکہ اس بجلی کے گرنے کے سلسلے میں وہ بھی بطور تیمار دار شریک تھے۔

میں اور روفی مجرموں کی طرح کمرے میں داخل ہوئے۔ ماسٹر صاحب نے ہمیں بتایا کہ وہ ہمارا فقط زبانی امتحان لیں گے اور بالکل آسان سے سوال پوچھیں گے۔ گھبرانے یا ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔

انھوں نے روفی سے پوچھا: ”تمھیں کس نے بنایا؟“

روفی ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے بولے: ”جناب! اتنا تو مجھے خدا نے بنایا تھا، اس کے بعد میں خود بڑھا ہوں“۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

اب ماسٹر صاحب مجھ سے مخاطب ہوئے" آسٹریلیا کہاں ہے؟"

"جی جغرافیے کے پچاسویں صفحے پر۔"

"جغرافیے میں نہیں، ویسے کہاں ہے؟"

"جناب آسٹریلیا کرۂ ارض پر ہے۔"

"اچھا حروفِ اضافت کیا ہوتے ہیں؟"

"جناب حروفِ اضافت وہ ہوتے ہیں، جو اضافہ کرتے ہیں اور جنھیں پڑھ کر کچھ اور حروف یاد آجاتے ہیں۔"

"مثلاً؟"

"مثلاً گھڑی سازیوں معلوم ہوتا ہے جیسے زمانہ ساز ہو؛ پالتو، فالتو معلوم ہوتا ہے؛ مجرد، مجرب اور طبلہ نواز، بندہ نواز معلوم ہوتا ہے اور۔"

"بس بس۔" ماسٹر صاحب بالکل خفا ہو گئے۔

PERFECT24U.COM

اب ننھے میاں کو بلایا گیا۔

"ننھے گنتی گن کر دکھاؤ۔" ماسٹر صاحب بولے۔

"ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھے، سات، آٹھ، نو، دس، غلام، بیگم اور بادشاہ۔"

ننھے نے فاتحانہ انداز سے کہا۔

اس میں غریب ننھے کا بھی قصور نہیں تھا۔ ان دنوں گھر میں تاش خوب ہوتی تھی۔ شام کو ماسٹر صاحب ہمارے ہاں آئے، روفی کے ابا سے دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ سونے کے وقت ہمیں سنایا گیا کہ ہماری تعلیمی حالت بہت کمزور ہے۔ چنانچہ ماسٹر صاحب ہمیں گھر پر پڑھانے آیا کریں گے۔ اس خبر نے ہمیں اُداس کر دیا۔

اگلے روز اتوار تھا۔ علی الصبح ہم نے مچھلیاں پکڑنے کا سامان لیا اور جھیل کا رخ کیا۔ اس ٹیوشن کی نئی مصیبت نے ہمیں غمگین کر دیا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ جو رہی سہی آزادی میسر تھی، وہ بھی چھن گئی ہے۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

جھیل کے شفاف اور نیلے پانی پر ہلکی ہلکی دھند چھائی ہوئی تھی۔ دور بادلوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہوا میں تیر رہے تھے۔ کناروں پر پھولدار بیلیں اور پودے جھکے ہوئے تھے اور بے شمار تتلیاں اُڑ رہی تھیں۔ جھیل کے کنارے دور دور تک چلے گئے تھے۔ دوسرا کنارہ بہت دور تھا اور کبھی کبھار ہی دکھائی دیتا۔ جب بارش تھمی ہو یا دن بالکل صاف ہو، تو ہر بار کسی نئی شکل میں دکھائی دیتا۔ کبھی دور دور تک محل اور قلعے دکھائی دیتے، کبھی گھنے اور سرسبز باغ اور کبھی ریت کے ٹیلے اور نخلستان نظر آتے۔

ہم ہر اتوار جھیل کے کنارے گزارتے۔ بڑے اہتمام سے مچھلیاں پکڑنے کا پروگرام بنتا، مچھلیاں بھوننے کا سامان بھی ساتھ ہوتا۔ ہمارا مچھلیاں پکڑنے کا طریقہ بھی صحیح تھا، لیکن ہم نے کبھی وہاں ایک بھی مچھلی نہیں پکڑی۔ انجینئر صاحب اور ڈاکٹر صاحب کا خیال تھا کہ اس جھیل میں مچھلیاں بالکل نہیں ہیں۔ جھیل کے پانی میں کوئی خرابی تھی۔ معدنیات کے کچھ ایسے اجزا شامل تھے، جن میں مچھلیاں زندہ نہیں رہ سکتی تھیں، لیکن ہمیں اس پر بالکل یقین نہ آیا۔ ایسی خوشنما جھیل میں تو مچھلیاں دور دور سے آکر رہیں گی۔

ہم اُداس ہوتے یا ہمیں دھمکایا جاتا تو ہم سیدھے جھیل کا رخ کرتے۔ بنسیاں پانی میں ڈال کر گھاس اور پھولوں میں بیٹھ جاتے۔ بادشاہوں، پریوں اور بحری ڈاکوؤں کی کہانیاں پڑھتے۔ ذرا سی دیر میں ہم بھول جاتے کہ اس خوبصورت گوشے کے علاوہ دنیا کے اور حصے بھی ہیں جہاں سکول بھی ہیں۔ سکول کا کام ہے۔ ماسٹر صاحب کی ڈانٹ ہے، گھر والوں کی گھرکیاں ہیں۔

اگر وہ جھیل وہاں نہ ہوتی، تو نہ جانے ہمارے دن کیوں کر گزرتے، کیونکہ گھر میں ہر ایک ہم دونوں کا دشمن تھا اور ڈانٹنے پر تلا ہوا تھا۔ ان کا رویہ یہ تھا کہ اگر کچھ کیا ہے، تو کیوں کیا ہے اور اگر نہیں کیا تو کیوں نہیں کیا۔ ان دنوں سب کے دل میں یہ خیال بیٹھ گیا تھا کہ ہم دونوں نہایت نالائق ہیں اور بالکل نہیں پڑھتے۔ ابا کا تبادلہ حسب معمول آبادی سے دور کسی ویرانے میں ہوا اور مجھے روفی کے ہاتھ بھیج دیا گیا۔ گھر سے ہر خط میں تاکید آتی کہ لڑکے کی پڑھائی کا خاص خیال رکھا جائے۔ چنانچہ خاص سے بھی زیادہ خیال رکھا جاتا۔ گیہوں کے ساتھ گھن باقاعدہ پستا اور ننھے میاں کی بھی خوب تواضع ہوتی۔ ننھے میاں سونے سے پہلے بڑے خشوع و خضوع سے دعا مانگتے: یارب العالمین

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

ہمارے کنبے والوں کو نیک ہدایت دے اور انھیں بتا کہ چھوٹے بچوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جاتا ہے، کیونکہ اب تک یہ لوگ اس سے بے بہرہ ہیں۔

گھر میں بہت سے پالتو جانور اور پرندے تھے۔ ایک تو تا تھا، کچھ سفید رنگ کی موٹی موٹی ایرانی بلیاں بھی تھیں، جو اس قدر مغرور تھیں کہ کسی کو خاطر میں نہ لاتی تھیں۔ البتہ ایک چھوٹی سی بلّی بڑی ذہین اور سمجھ دار تھی۔ وہ صبح صبح ہمیں جگانے آتی، چپکے سے پلنگ پر چڑھ کر پاؤں میں ہلکی سی گدگدی کرتی۔ جگا کر ایک کونے میں انتظار کرتی کہ کہیں ہم دوبارہ نہ سو جائیں۔

بڑے کمرے میں کچھ قالین تھے، اتنے خوبصورت کہ انھیں فرش پر دیکھ کر ہمیں بڑا افسوس ہوتا۔ وسط میں جو بڑا قالین تھا، اس کا کچھ حصہ جل گیا تھا، اس طرح کہ وہاں پر نہ صوفہ رکھا جا سکتا تھا، نہ کوئی میز۔ جب کبھی مہمان آتے، تو وہی عقل مند بلّی اس جلے ہوئے حصّے پر بٹھا دی جاتی۔ وہ کچھ اس انداز سے وہاں بیٹھتی، جیسے اسے کسی کی بھی کچھ پروا نہیں ہے۔ اسے لاکھ بُلاتے بہلاتے پھُسلاتے، پیار کرتے، لیکن وہاں سے تب تک نہ ہلتی، جب تک وہ سب چلے نہ جاتے۔ باہر والوں میں سے کسی کو پتہ تک نہ تھا کہ ہمارا خوبصورت قالین جلا ہوا ہے۔

PERFECT24U.COM

اگلے اتوار کو ہم صبح سے شام تک پانی میں بنسیاں ڈالے بیٹھے رہے، لیکن کچھ نہ ملا۔ واپسی پر بازار میں مچھلی والے سے بڑی بڑی مچھلیاں خریدی گئیں اور باورچی کے حوالے کی گئیں۔ اتفاق سے اس شام کو سب کہیں باہر مدعو تھے۔ گھر میں صرف میں اور روفی تھے اور ایک بزرگ جو ننھے میاں کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا کرتے۔ رات کے وقت بزرگ کو اچھی طرح دکھائی نہ دیتا تھا۔ ننھے میاں پہلے تو دسترخوان پر بیٹھتے، پھر چپکے سے اُٹھ جاتے۔ اُدھر بلّیاں قطار باندھے، کیو، لگائے منتظر ہوتیں اور بڑے اطمینان سے ساتھ آ بیٹھتیں۔ وہ یہی سمجھتے کہ ننھے میاں ساتھ بیٹھے ہیں، چنانچہ وہ بار بار بلّیوں سے کہتے۔ برخوردار! بھوکے مت رہنا، چیزیں اٹھا اٹھا کر ان کے سامنے رکھتے۔ یہ چکھو برخوردار! ادھر بلّیاں بڑے سکون سے کھاتیں۔

چنانچہ ہماری خریدی ہوئی مچھلیاں اس رات بلّیوں نے کھائیں۔ اگلی مرتبہ ہم جھیل پر گئے اور واپس آتے وقت مچھلیاں خرید کر لائے، تو نہ جانے کس کے مشورے سے مچھلیاں ڈاکٹر صاحب کے ہاں بھیج دی گئیں۔ اس سے

NOT FOR SALE

perfect24u.com

اگلی مرتبہ، انجینئر صاحب کے ہاں۔ پھر ایک روز کیا ہوا کہ سب کے سامنے مچھلی والا حساب لے کر آ گیا۔ ہمارا جیب خرچ ختم ہو چکا تھا اور مچھلیاں ادھار آ رہی تھیں۔ سب کو پتا چل گیا، ہمارا خوب مذاق اڑا۔ ہمیں ہدایت کی گئی کہ آئندہ جھیل پر نہ جایا کریں۔ ہم وہاں محض وقت ضائع کرنے جاتے ہیں۔ جب وہاں مچھلیاں ہیں ہی نہیں، تو جانا بالکل بے سود ہے۔

ایک اور امتحان آ رہا تھا۔ ہمیں زائد کام کرنے کو کہا گیا۔ رستم پوچھنے لگا: ''اتنے پریشان کیوں ہو؟''

روفی بولے: ''کیا بتائیں؟ صبح کام، شام کو کام۔ کام، کام۔ تنگ آ گئے ہیں۔''

''اتنا کام کب سے شروع کیا؟''

''کل سے شروع کریں گے۔''

رستم پڑھا لکھا تھا۔ اس نے وعدہ کیا کہ ہمارا ہاتھ بٹائے گا اور حساب کے سوال نکال دیا کرے گا۔ اس کے بعد دیر تک بڑوں پر تبصرے ہوتے رہے کہ یہ مزے کرتے ہیں، انھیں کوئی کچھ نہیں کہتا۔ نہ انھیں شام کو ٹیوشن کی مصیبت ہے، نہ علی الصبح اٹھنے کی قید۔ ان کی آزمائشیں، ان کے امتحان، ان کے کڑے دن گزر چکے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

PERFECT24U.COM

پھر ہمارا امتحان ہوا۔ ہمیں کچھ اور بتایا گیا تھا، لیکن پرچے کچھ اور ہی آئے۔ چنانچہ ہم کچھ اور ہی لکھ آئے۔ بس فیل ہوتے ہوتے بچے۔ ہر ایک نے ہمیں حسبِ توفیق ڈانٹا۔

ایک شام ہم جھیل کے کنارے بیٹھے مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔ دراصل ہم نے کانٹوں میں مچھلیاں پہلے سے لگائی ہوئی تھیں۔ پانی میں ڈور تھی اور ڈور کے سرے پر مچھلی۔ یہ رستم کے لیے کیا تھا۔ آج اسے مچھلیاں پکڑ کر دکھائیں گے۔ جب وہ ہمیں لینے آیا، تو چوری کی باتیں شروع ہو گئیں۔ ہمارا خیال تھا کہ لوگ محض دوسروں کو پریشان کرنے کے لیے چوری کرتے ہیں اور یہ ایک قسم کا مذاق ہے۔ وہ ہمیں بتانے لگا کہ لوگ اس لیے چوری نہیں کرتے، بلکہ دوسروں کی چیزوں پر قبضہ جمانے کے لیے کرتے ہیں اور پھر ان چیزوں کو کبھی واپس نہیں لوٹاتے اور یہ انسان کی ہوس ہے، جو اسے چوری کے لیے اکساتی ہے، کئی لوگ بڑی بڑی چوریاں بھی کرتے ہیں۔ انسانوں کو چرا لیتے ہیں، زمین کے بڑے بڑے خطوں، براعظموں کو چرا لیتے ہیں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

اتنے میں شڑپ کی آواز آئی۔ ''یہ آواز سنی تم نے''؟ ہم دونوں چلائے۔

''یہ مچھلی تھی''۔

پھر میں نے ایک جھٹکے کے ساتھ ڈور کھینچی اور مچھلی باہر نکال لی۔

روفی نے بھی یہی کیا۔

''تم دیکھتے جاؤ، کچھ دیر میں یہاں مچھلیوں کے ڈھیر لگ جائیں گے، تب تو تمھارا شبہ رفع ہو جائے گا'' ہم نے کہا۔

پھر ہم دوسرے کنارے کی باتیں کرنے لگے کہ جب کبھی ہم وہاں گئے، تو رستم کو بھی ساتھ لے جائیں گے۔ وہ مسکرا کر بولا، ''لڑکو! یہ خود فریبی کی نیلی جھیلیں اور دوسرے کنارے عمر بھر پیچھا نہیں چھوڑتے۔ ہم زندگی بھر اپنے آپ کو فریب دینے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ یہ یقین دلانے کی کوشش میں کہ جو چیز یہاں نہیں ہے، وہ یہاں ہے۔ آج تم نے دو مری ہوئی مچھلیاں اپنے کانٹوں میں اس لیے لگائیں تھیں کہ تمھیں اب تک یقین ہے کہ دنیا جھوٹی ہے اور تمھارا تصور سچا ہے۔ دوسرے کنارے کے متعلق تم نے کیسے سہانے خیالات دل میں بسا رکھے ہیں؟ میں وہاں کئی مرتبہ گیا ہوں۔ وہ کنارہ بالکل ویران ہے، اس کنارے سے کہیں بُرا ہے، میری مانو تو تم کبھی اس طرف مت جانا، ورنہ تمھیں افسوس ہوگا۔ دوسرا کنارہ بس دور ہی سے اچھا لگتا ہے''۔

رات کو بارش ہوئی تھی۔ صبح بالکل صاف طلوع ہوئی۔ خنک ہوائیں چل رہی تھیں۔ بادل تیر رہے تھے۔ جھیل کے نیلے پانی پر ہلکی ہلکی دھند چھائی ہوئی تھی۔ ہر چیز میں نکھار تھا؛ تازگی تھی۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے دنیا ابھی ابھی تخلیق ہوئی ہے۔

ہم کہانیاں پڑھتے رہے؛ باتیں کرتے رہے؛ کھیلتے رہے؛ زقندیں بھرتے ہوئے پرندوں اور ناچتی ہوئی تتلیوں کو دیکھتے رہے۔ ہماری ڈوریں پانی میں تھیں، دن بھر ہمیں مچھلیوں کا انتظار رہا۔ ہم انھیں بھوننے کا سارا سامان لائے تھے۔ دن ڈھلتے ہمیں رستم لینے آیا۔ ایسے خوشنما نظارے کو دیکھ کر وہ بھی ہمارے پاس بیٹھ گیا اور عجیب عجیب سی باتیں سنانے لگا۔ جب رستم ایسی باتیں کرتا، تو وہ ہمیں بالکل اچھا نہ لگتا۔ وہ بڑی سنجیدہ قسم کی باتیں کر رہا تھا

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

کہ: "کیا ہو جو زندگی اسی خود فراموشی اور خود فریبی میں گزر جایا کرے۔ اسی طرح مسکرائی ہوئی گزر جایا کرے، لیکن یوں نہیں ہوتا۔ کوئی کتنی ہی کوشش کرے، ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ ان خوابوں سے چونکنا پڑتا ہے"۔

سورج غروب ہو رہا تھا۔ یکایک دوسرا کنارہ جگمگا اٹھا۔ وہاں بادل کے ٹکڑوں اور دھند نے ایسا رنگین اور خوشنما محل بنا دیا کہ ہماری آنکھیں کھُلی کی کھُلی رہ گئیں۔ نازک سی حسین محرابیں، رنگ برنگے بُرج اور مینارے، بل کھاتے ہوئے زینے، دور دور تک پھیلی ہوئی فصیلیں۔

ہم نے رستم کو اشارے سے یہ محل دکھایا۔ "کون کہتا ہے کہ وہ کنارہ بھی ایسا ہی ہے۔ وہ دیکھو"۔

پھر سب کچھ نیلا ہو گیا۔ آسمان، جھیل، بادل اور فضا اور دوسرا کنارہ۔ کائنات نیلی ہو گئی۔ بادلوں کا بنا ہوا وہ حسین محل سنگِ مرمر کا بن گیا اور اس پر ہلکی ہلکی چاندنی چھا گئی۔

ان باتوں کو کافی سال گزر چکے ہیں اور اب مجھے دُور اندیش، جہاندیدہ اور عقل مند ہونا چاہیے، لیکن بدقسمتی سے یہ طویل عرصہ مجھ میں ذرا بھی تبدیلی نہ لا سکا۔

جب کبھی زندگی کی تلخیاں سامنے آتی ہیں، کریہہ حقیقتیں حسین و نازک خوابوں کو کچل ڈالتی ہیں، تب میں کسی ایسی ہی نیلی جھیل کے کنارے پناہ لیتا ہوں اور زندگی میں ان جھیلوں کا تار بندھا ہوا ہے۔ تاحدِ نگاہ یہ جھیلیں اس طرح چلی گئی ہیں کہ جہاں ایک ختم ہوتی ہے، وہاں دوسری شروع ہو جاتی ہے۔

اور جہاں حقیقت کی حدیں تصوّر کی حدوں کو چھوتی ہیں۔ وہاں ایک پُراسرار خطّہ ہے۔ بالکل ویسا ہی حسین اور دلکش۔ دوسرا کنارہ!

(حماقتیں)

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

مشق

۱۔ جب بادل آتے، تو رونی بستروں میں کیوں چھپتے پھرتے تھے؟

۲۔ نیلی جھیل کی خوبصورتی کا منظر اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

۳۔ سبق سے چھوٹی سفید بلّی کی ذہانت کا کوئی واقعہ لکھیں۔

۴۔ مچھلی والا حساب لے کر گھر آ گیا، تو مصنف اور رونی، گھر کے لوگوں کے مذاق کا نشانہ کیوں بنے؟

۵۔ ماسٹر صاحب نے بچوں سے کیا کیا سوال پوچھے اور بچوں نے کیا جواب دیے؟

۶۔ مندرجہ ذیل الفاظ و تراکیب کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا مطلب واضح ہوئے۔

عظیم الشان، حسب معمول، حوصلہ افزائی، جہاندیدہ، حسب توفیق۔

۷۔ جملے کے اجزائے ترکیبی کی تعریف کریں اور مثالیں دیں۔

PERFECT24U.COM

۸۔ جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کا فرق مثالوں سے واضح کریں۔

۹۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) ڈاکٹر شفیق کا سالِ ولادت ہے :

ا۔ ۱۹۲۰ء ب۔ ۱۹۰۲ء ج۔ ۱۸۹۹ء د۔ ۱۸۹۶ء

(ii) یہ اُن دنوں کا ذکر ہے جب ________ کے دانت پر بجلی گری۔

ا۔ احمد ب۔ رونی ج۔ حاجرہ د۔ رستم

(iii) ہم ہر ________ جھیل کے کنارے گزارتے۔

ا۔ منگل ب۔ جمعرات ج۔ اتوار د۔ پیر

سرگرمی	کم سنی میں ہر انسان سے کوئی نہ کوئی نادانی ہو جاتی ہے۔ اگر آپ سے بھی کوئی حماقت سرزد ہوئی ہو تو اسے بیان کریں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

کرنل محمد خان

ولادت ۱۹۱۰ء ، وفات ۱۹۹۹ء

کرنل محمد خان ضلع جہلم کے ایک گاؤں چکوال میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے ہی گاؤں میں حاصل کی۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ اسی دوران، دوسری جنگ عظیم چھڑ گئی چنانچہ ۱۹۴۰ء میں فوج میں ملازم ہوئے۔ کچھ عرصہ وزیرستان میں مصروف کار رہے۔ پھر مشرق وسطیٰ اور برما کے محاذوں پر رہے۔

۱۹۶۵ء میں رن کچھ کے محاذ پر نمایاں کارنامے انجام دیے۔ کرنل کے عہدے پر پہنچ کر ریٹائر ہو گئے۔ مستقل رہائش راولپنڈی میں اختیار کی۔ کرنل محمد خان اردو زبان کے صاحب طرز مزاح نگار ہیں۔ زبان و بیان پر انھیں پوری قدرت حاصل ہے۔ بجنگ آمد، بسلامت روی اور بزم آرائیاں ان کی اہم تصانیف ہیں۔

PERFECT24U.COM

فوجی ملازمت کے دوران ان کے مشاہدے میں جو کچھ آیا، اسے ایک اچھے مزاح نگار کی طرح اپنے مشاہدے میں محفوظ کرتے رہے۔ بعد میں اپنے ان ہی مشاہدات کو اپنے شیریں، دلکش، شگفتہ اور سادہ انداز میں قلم بند کیا، تو اُن کی پہلی کتاب ''بجنگ آمد'' بن گئی۔ سادگی، روانی، حقیقت نگاری، جزئیات نگاری ان کی تحریر کی خاص خوبیاں ہیں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

سفارش طلب

آغا میرے بے تکلف دوست ہیں۔ اصول کے بندے ہیں، بلکہ اپنی اصول پرستی کے لیے بدنامی کی حد تک مشہور ہیں۔ پچھلے دنوں میں اُن سے عارضی طور پر ناراض سا تھا، لیکن وہ ایک شام بہ ہمہ بے تکلفی آوارد ہوئے اور میری ظاہری سردمہری کو نظر انداز کرتے ہوئے، میرے ملازم کو حسبِ معمول چائے کا حکم دیا اور مجھ سے ذرا رازدارانہ لہجے میں کہنے لگے: ''چودھری! ایک ضروری کام سے آیا ہوں اور کام یہ ہے کہ ایک جگہ ڈاکا ڈالنا ہے، ساتھ دو گے''؟

آغا جیسے دیانت زدہ شخص کی طرف سے ڈاکے کی دعوت؟ میں نے سوچا ضرور اس میں کوئی پیچ ہے۔ کہا:

''ہوش میں ہو آغا؟ معلوم ہے ڈاکا کیسا فعل ہوتا ہے اور پھر دعوت دیتے ہو، حیا نہیں آتی؟ ڈاکو بناتے ہو؟

آغا کرسی پر دراز ہو کر بولے:

''بس۔ بس۔ بس اتنا کافی ہے۔ خفا مت ہو، کل تم نے مجھے ڈاکے کی دعوت دی تھی، آج میں نے دے دی۔ میں تمھاری نہ مانا، تم میری نہ مانو، جھگڑا ختم۔ ہاں! ذرا چائے جلد نکلے۔'' مجھے سچ مچ شک ہُوا کہ آغا کا دماغ چل گیا ہے۔ میں نے کہا:

''تم کیسی باتیں کرتے ہو آغا؟ میں نے تمھیں ڈاکے پر اکسایا؟''

بولا: ''ہاں تم نے اپنے مولوی زادے کی سفارش نہیں کی کہ اسے کلرک بھرتی کرلو؟''

اب سفارش تو میں نے ضرور کی تھی، لیکن یہ ڈاکا کیوں کر ہُوا؟ لیکن میں کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ بولے:

''دیکھو چودھری! سفارش کر کے تم نے کسی دوسرے کا حق اپنے مولوی کے لونڈے کو دلانا چاہا تھا اور کسی کا حق چھیننا ہی ڈاکا ہے۔ اس ڈاکے سے تمھیں بچالیا اور تم اس روز سے منھ پُھلائے بیٹھے ہو، تو یہ ساری تمہید آغا نے ہمیں زِچ کرنے کو اُٹھائی تھی اور جب ہم نے ایک لمحے کے لیے ٹھنڈے دل سے سوچا تو محسوس ہوا کہ آغا سچا ہے اور ہم زِچ ہو چکے ہیں اور پھر جتنا مزید سوچا اتنی ہی پرانی سفارشیں، جو کی تھیں یا مانی تھیں یاد آ گئیں، گویا وہ تمام ڈاکے

NOT FOR SALE

جن میں شریک ہوا تھا، آنکھوں کے سامنے پھر گئے۔ آغا نے ہمارے منھ پر ہوائیاں اُڑتے دیکھیں تو بولے:

''ندامت محسوس کرتے ہو، واللہ ضرور کرو، آئندہ کے لیے توبہ بھی کرو۔''

یہ عرصے کی بات ہے لیکن اب بھی جب کبھی سفارش کا ذکر چھڑتا ہے یا کوئی سفارش طلب آ نکلتا ہے تو معلوم ہوتا ہے، کسی ڈاکے کی واردات ہوگئی ہے یا ہونے والی ہے، لیکن کاش آغا نے میرے علاوہ، باقی سفارش طلبوں کی اصلاح بھی کردی ہوتی۔ ان ڈاکوؤں میں کسی طرح کی کمی آتی دکھائی نہیں دیتی۔ دنیا میں وبائیں پھوٹ نکلتی ہیں اور آخر میں تھم جاتی ہیں۔ جنگیں چھڑتی ہیں اور آخر میں صلح ہو جاتی ہے، لیکن سفارش کا سیلاب ہے کہ ہر وقت طغیانی پر ہے اور جس قدر روکو اور شدہ ہوتا ہے۔ غالب کے زمانے میں بھی اگر سفارش طلبوں کی یورش کا یہی عالم ہوتا، جو آج ہے، تو وہ اپنا معروف شعر ذرا مختلف طور پر کہتے۔

؎ پاتے نہیں جب راہ، تو چڑھ جاتے ہیں نالے

رکتی ہے سفارش، تو یہ ہوتی ہے رواں اور

سفارش کے جراثیم مکھی، مچھر یا چوہے نہیں پھیلاتے، اپنے اقربا اور دوست پھیلاتے ہیں۔ اچانک ایک اجنبی رقعہ لے کر آتا ہے، جس پر ''اشد ضروری'' اور ''بصیغۂ راز'' جیسے تاکیدی الفاظ لکھے ہوتے ہیں۔ آپ خط کھولے بغیر ہی سمجھ جاتے ہیں کہ چچا جان کی جانب سے ایک اور سفارش نازل ہوئی ہے اور حاملِ رقعہ، یوں لگتا ہے جیسے سفارش کے طاعون کا ایک اور چوہا گرا ہو۔ آپ لفافہ کھول کر پڑھتے ہیں، تو لکھا ہے:

''عزیز من! حاملِ رقعہ شیخ حاضر دین میرے ایک دوست کے داماد ہیں۔ بڑے شریف آدمی ہیں۔ اتفاق سے ان پر چینی بلیک کرنے کا مقدمہ بن گیا ہے، جس کی تفتیش مسٹر انصاری کر رہے ہیں، جو بدقسمتی سے دیانت دار قسم کے آدمی ہیں اور کسی کی سنتے ہی نہیں، مگر پتا چلا ہے کہ تمھارے ساتھ کالج میں پڑھتے تھے۔ ہم جماعتوں کا ایک دوسرے پر بڑا حق ہوتا ہے۔ اسی وقت مسٹر انصاری سے ملو اور شیخ صاحب کی گلوخلاصی کرادو ورنہ شریف آدمی مفت میں جیل میں سڑتا رہے گا۔ آخر کون ہے، جو آج کل بلیک نہیں کرتا؟ والسلام۔''

کتنے بھولے ہیں آپ کے چچا جان، چونکہ حاضر دین ان کے دوست کے داماد ہیں، لہٰذا چور ہوتے ہوئے

NOT FOR SALE

perfect24u.com

بھی چور نہیں بلکہ شریف آدمی ہیں اور اتنے شریف کہ جیل میں قدم رکھا تو گل سڑ جائیں گے۔ وہ صرف چینی کی بوری میں پھلتے پھولتے ہیں اور ہاں! کتنا پاجی ہے یہ مسٹر انصاری، جو دن دہاڑے دیانت داری سے کام کرتا ہے۔ رہے آپ، تو اگر شیخ حاضر دین کو اس ظالم انصاری کے پنجے سے آزاد نہ کرایا، تو آپ سا نالائق بھتیجا تیسری دنیا میں کہیں نہیں ملے گا۔ دراصل چچا جان اتنے بھولے نہیں جتنے خطرناک ہیں۔ ایسے جراثیم بردار چچا جان کو اولین فرصت میں ڈی۔ ڈی۔ ٹی (DDT) سے نہلانا چاہیے کہ اگر وہ خود اس غسل سے بچ بھی نکلیں، تو ان کے جراثیم تو تلف ہو جائیں۔

چند سفارش طلب، بلیک میل کی تکنیک استعمال کرتے ہیں۔ آپ سکون سے اپنے گھر میں بیٹھے ہیں کہ سواری رکتی ہے۔ ایک حضرت ہنستے کھیلتے کار سے اُترتے ہیں اور نہایت بے تکلفی سے آپ کو دور ہی سے سلام پھینکتے ہیں۔ قریب آ کر صرف ہاتھ ہی نہیں ملاتے، معانقے کے لیے بازو بھی کشادہ کرتے ہیں۔ (معانقے سے بچنا آپ کی قسمت یا ہاتھ کی صفائی پر منحصر ہے) بچوں کو نام سے بلا کر ایک ایک کو گود میں لیتے ہیں۔ اپنی عمر کے مطابق بھابی یا بٹیا کا مزاج دریافت کرتے ہیں اور اگر وہ باہر نہیں آتیں تو حیرت سے کہتے ہیں: ''ارے! مجھ سے پردہ؟ چچا سے!؟'' اندر جانے کی کوشش کرتے ہیں، اگر آپ کے حواس ابھی بجا ہیں، تو کوئی بہانہ کر دیتے ہیں کہ اس وقت گھر میں نہیں۔ ہمسائی سے ملنے گئی ہیں، لیکن یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور آپ کو یہ معلوم نہیں کہ یہ ذات شریف ہیں کون؟ اور اس بے تحاشا بے تکلفی کے بعد آپ ان سے پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھتے۔ آپ کی زبان سے صرف اتنا نکلتا ہے کہ: ''مزاج اچھے ہیں'' آپ کے، جواب میں وہ نہ صرف اپنے مزاج کی داستان سناتے ہیں بلکہ اپنے ریاض، نواز، جمیلہ، اور موتی کتے تک کی کیفیتِ مزاج بیان کر دیتے ہیں اور آپ کے تمام رشتہ داروں کے تازہ کوائف بھی پیش کر دیتے ہیں۔ آپ حیرت سے ان کا منہ تکتے ہیں اور ابھی سنبھلنے بھی نہیں پاتے کہ سفارش پیش ہو جاتی ہے۔

''ہاں بھئی! تو تم نے ابھی تک پوچھا ہی نہیں کہ ہم آئے کیسے ہیں۔ وہ جانتے ہونا، اپنے مرزا صاحب، ارے! جن کے ہاں اپنے حمید کی منگنی ہوئی۔ انھوں نے ٹھیکے کے لیے ٹینڈر دے رکھا ہے اور سنا ہے تم کل صبح ہی یہ ٹینڈر کھول رہے ہو۔ بس یوں سمجھ لو خود میں نے ہی ٹینڈر دیا ہے۔''

آپ حیران ہو رہے ہیں کہ جان نہ پہچان، اتنا بڑا جرم اور اس صفائی اور بے تکلفی سے ارتکاب، لیکن آپ

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

ابھی سوچ رہے ہوتے ہیں کہ ارشاد ہوتا ہے: ''بھئی کہیں بہت زیادہ قاعدے قانون کے چکر میں نہ پڑ جانا، آج کل یہ عارضہ عام ہونے لگا ہے۔ کوئی بات کہو مانتے ہی نہیں۔ ملک، قوم، پاکستان کو رونا شروع کردیتے ہیں، لیکن مجھے یقین ہے تمھارا دماغ ابھی سلامت ہے۔ اخ اخ! اور زور سے آپ کا کندھا تھپکاتے ہیں، گویا پیشگی آپ کو بتایا جارہا ہے کہ آپ کا انکار دیوانگی کی علامت ہوگی اور اس کے بعد اگر واقعی عذر کرتے ہیں، تو حضرت ایک اور قہقہہ لگاتے ہوئے کہتے ہیں:

''میں نہ کہتا تھا، یہ بیماری آج کل عام ہے۔ ہر بات میں پاکستان۔ ارے میاں! پاکستان کا اللہ مالک ہے، اس طرح دنیا کے کام نہیں چلتے۔ ہم تم دنیادار آدمی ہیں۔ ہم قائداعظم تھوڑے ہی ہیں، لو ہاں کرلو۔''

سادہ لفظوں میں اس فلسفے کے معنی یہ ہیں کہ پاکستان کو چلانے کی تمام ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ہے۔ دیانت داری فقط قائداعظم کے لیے ہے اور ہمارا کام صرف دنیاداری ہے۔ لفظ دنیاداری تین اجزا کا مرکب ہے، چوری، رشوت اور خویش پروری کا۔ ایسے سفارش طلبوں سے گلو خلاصی کا مؤثر طریقہ ایک ہی ہے کہ آپ مسکراکر ان کا بازو تھامیں، انھیں گھر کے دروازے تک لے جائیں اور ایسا کرتے ہوئے انھیں کھینچنے یا گھسیٹنے کی ضرورت پڑے، تو یہ ضرورت بھی پوری کریں۔ آخر پھاٹک پر پہنچ کر خندہ پیشانی سے خدا حافظ کہیں اور پھاٹک سے باہر کردیں۔ لازم نہیں کہ اس عمل میں فقط ہاتھوں سے کام لیں۔

کلامِ اقبال ہر جگہ امرت دھارے کے طور پر استعمال ہوتا ہے، چنانچہ سفارش طلبوں کے ایک حلقے کا انحصار بھی اقبال کے استعمال پر ہے۔ ایک دن چھٹی کے روز چمن میں بیٹھے دھوپ میں ستا رہے تھے کہ ایک حضرت، جو دور ہی سے بڑے نستعلیق سے نظر آرہے تھے، آوارد ہوئے اور نظریں چار ہوتے ہی فرمایا:

؎ مسلماں کے لہو میں ہے، سلیقہ دل نوازی کا

محبت حسنِ عالم گیر ہے، مردانِ غازی کا

انداز سے پتا چل گیا کہ حضرت سفارش طلب ہیں، لیکن گھر آئے تھے، کرسی پیش کی اور شانِ نزول دریافت کی۔ معلوم ہوا کہ جناب نے عساکرِ پاکستان کے لیے بڑی بے نظیر کتاب لکھی ہے۔ ''مردِ مجاہد'' اور خاکسار

NOT FOR SALE

perfect24u.com

سے صرف یہ چاہتے ہیں کہ فوجی فنڈ سے صرف دس ہزار نسخے خریدیں اور فوج میں تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔ کتاب کا ہدیہ فقط پندرہ روپے فی جلد ہے، گویا ڈیڑھ لاکھ کی معمولی رقم میں، ساری فوج کی مع کمانڈر انچیف کے، عاقبت سنور جائے گی۔ یہ کہہ کر مولانا نے اپنے تھیلے سے قصہ سستی پنّوں کے حلیے کی ایک بے جلد کتاب میرے سامنے رکھ دی۔ کتاب دیکھنے پر میرا صدمہ اس قدر واضح تھا کہ مولانا نے جھٹ کلامِ اقبال میں سے ایک خوراک پیش کی:

ے نگاہِ کم سے نہ دیکھ اس کی کج کُلاہی کو
یہ بے کُلاہ ہے ، سرمایۂ کلاہ داری

میں نے کہا: ''قبلہ! کتاب میں تو کوئی خرابی نہیں۔ چھپائی دن کی روشنی میں بخوبی پڑھی جاسکتی ہے۔ احتیاط سے ورق الٹے جائیں، تو کاغذ بھی نہیں پھٹے گا اور صرف ایک کتاب خریدی جائے، تو شاید قیمت بھی برداشت کی جاسکتی ہے۔ خرابی یہ ہے کہ اس خاکسار کو دس ہزار نسخے خریدنے کا اختیار نہیں۔''

فرمانے لگے: ''لیکن جن کو اختیار ہے وہ تو آپ کے دوست اور رفیق کار ہیں۔ آپ کی سفارش ردّ نہ کریں گے۔'' عرض کیا: ''لیکن سفارش کرنا بھی ایسا مستحسن فعل نہیں اور تعجب ہے کہ آپ پیرِ اقبال ہو کر سفارش کے محتاج ہیں۔''

PERFECT24U.COM

بولے: ''سفارش تو اقبال بھی کرتے تھے، انھوں نے اپنے متعلق فرمایا ہے:

ع وہ اک مردِ تن آسان تھا، تن آسانوں کے کام آیا

عرض کیا: ''قبلہ! انھوں نے تو ایک چیونٹی کو مشورہ دیا تھا کہ وہ سلیمان کے پاس بھی حاجت لے کر نہ جائے۔ شاید وہ شعر بھی آپ کو یاد ہو''۔ بولے: ''یاد ہے، مگر اسی لیے سلیمان کے پاس نہیں گیا، آپ کے پاس آیا ہوں۔ آپ ہی سے تو نیاز مندی کی امیدیں وابستہ ہیں''............ساتھ ہی آنکھوں میں نم لا کر ذرا رُندھی ہوئی آواز میں کہنے لگے:

ع ''بتا کیا تو میرا ساقی نہیں ہے''

میں اس گہری جذباتی اپیل کے لیے تیار نہ تھا، مجھے کچھ اور نہ سوجھا تو اضطراراً میرے منھ سے نکل گیا:

NOT FOR SALE

perfect24u.com

ع ''مرے شیشے میں مے باقی نہیں ہے''

اس پر انھوں نے ایک یاس انگیز نگاہ آسمان پر ڈالی، کتاب سنبھالی اور بھرپور ناراضی کے عالم میں یہ کہتے چل دیے:

ے کیا غضب ہے کہ اس زمانے میں
ایک بھی صاحبِ سُرور نہیں!

سفارش طلب سے نبٹنے کے کئی طریقے ہیں۔ بعض آدمی گلو خلاصی کے لیے نہایت فیاضی سے جھوٹا وعدہ کر دیتے ہیں اور پھر بھول جاتے ہیں، لیکن یہ بزدلوں اور مصلحت کوشوں کا طریقہ ہے، آپ ایسا ہرگز نہ کیجیے، ورنہ آپ کا بھی وہ حشر ہوگا، جو ہمارے دوست کرشن چندر کا ہوا اور قصہ کرشن چندر کا اس کی زبانی سنیے:

''ایک دفعہ، میں لاہور میں ایک معمولی سا ٹیچر بن گیا، لیکن گاؤں میں مشہور ہو گیا کہ پروفیسر ہو گیا ہوں، چنانچہ سفارشوں کا تانتا لگ گیا۔ سب سے پہلے ایک پرانے ہم جماعت بلوچ خاں آگئے، بولے: ''منشی فاضل کا امتحان دیا ہے، دوسرا پرچہ نکما ہوا ہے، پروفیسر قاضی صاحب ممتحن ہیں انھیں کہہ کر پاس کرادو۔''

PERFECT24U.COM

پروفیسر قاضی صاحب میری رسائی سے تو سراسر باہر تھے لیکن بلوچ خاں کو ٹالنے اور کسی حد تک اپنی پروفیسری کا رعب جمانے کے لیے کہہ دیا:

''ارے قاضی! وہ تو ہمارا لنگوٹیا ہے، تمھیں فرسٹ ڈویژن دلوا دیں گے۔ اس کے بعد بلوچ خاں نے نتیجہ سنا، تو فوراً لکھا، اب گاؤں میں کبھی نہ آنا، ورنہ مار ڈالوں گا۔ دو ہی دن گزرے تھے کہ میرے ہمسائے پنڈت شو نرائن اپنے بیٹے کی سفارش لے کر آدھمکے۔

بولے: ''کاکے پرکاش نے میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ تاریخ کا پرچہ ذرا گڑبڑا گیا ہے۔ شرما صاحب کے پاس پرچہ ہے انہیں اشارہ کر دیجیے گا۔''

اشارے سے ظاہر تھا کہ پنڈت جی کے ذہن میں میرے رسوخ کا بلند تصور ہے، چنانچہ اس وقت تو کہہ دیا کہ فکر نہ کریں پنڈت جی، شرما کے کان پکڑ کر لڑکے کو پاس کرا دوں گا، لیکن یہ حقیقت تھی کہ شرما صاحب کے کان

NOT FOR SALE

perfect24u.com

مشق

۱۔ سبق کے متن کو مدنظر رکھ کر درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں تا کہ جملہ مکمل ہو جائے۔

(ا) مصنف آغا سے اس لیے ناراض تھے کہ:

☆ ان کی سفارش ٹھکرا دی گئی تھی۔

☆ ان کے ساتھ سرد مہری کا سلوک کیا گیا۔

☆ ڈاکے میں مصنف نے ان کا ساتھ نہ دیا۔

☆ انھیں سفارش کی گئی تھی۔

(ب) ایک سفارش طلب کے بقول پاکستان چلانے کی ذمہ داری:

☆ افسر شاہی پر ہے۔

☆ عوام الناس پر ہے۔

☆ دانش وروں پر ہے۔

PERFECT24U.COM

(ج) سفارش طلب سے نبٹنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ:

☆ اسے ٹکا سا جواب دے کر رخصت کر دیا جائے۔

☆ فیاضی سے جھوٹ بول کر اسے خوش کیا جائے۔

☆ اس کو چور سمجھ کر خوب بے عزت کیا جائے۔

☆ اس کی سفارش مان لی جائے۔

۲۔ مصنف کے دوست آغا نے سفارش کو ڈاکا ڈالنے کے مترادف کیوں کہا ہے؟

۳۔ سفارش طلب کی بلیک میلنگ کا کیا انداز ہوتا ہے؟

۴۔ مصنف نے سفارش طلبوں سے نبٹنے کا کیا طریقہ بتایا ہے؟

۵۔ کرشن چندر کا سفارش طلبوں سے نبٹنے کا طریقہ کیوں کر غلط ہے؟

۶۔ سبق "سفارش طلب" سے ہمیں کیا اخلاقی سبق ملتا ہے؟

NOT FOR SALE

perfect24u.com

میری گرفت سے یکسر باہر تھے۔ بہر حال مجھے معلوم تھا کہ لونڈا فیل تو ہو ہی جائے گا۔ اپنی برأت اور کارگزاری دکھانے کے لیے ایک ترکیب نکالی۔ ایک دن پنڈت جی اور پرکاش کو بلا بھیجا اور کسی قدر جلال میں آکر پنڈت جی سے خطاب کیا:

''واہ پنڈت جی واہ! آپ نے ہماری خوب کرکری کرادی۔ شرما صاحب کے پاس گیا، تو انھوں نے پرچہ نکال کر ہمارے سامنے رکھ دیا اور کہا تم خود ہی انصاف سے جو چاہو نمبر دے دو، اور پرچہ دیکھتا ہوں، تو اوٹ پٹانگ لکھا ہے کہ اکبر کے بیٹے کا نام دین الٰہی تھا اور اشوک لاٹھیاں بیچا کرتا تھا۔ جہانگیر کبوتر پالتا تھا اور لارڈ ہیٹنگز تیز دوڑتا تھا۔ اس کے علاوہ ہجے غلط اور املا خراب، خدا جانے یہ لونڈا سارا سال کیا کرتا رہا ہے؟''

اس پر ہماری کارگزاری سے مطمئن ہو کر پنڈت جی نے اپنا ڈنڈا اٹھایا اور پرکاش کے رسید کرتے ہوئے فرمایا: ''کم بخت تاش کھیلتا رہا ہے اور کیا کرتا رہا ہے۔'' لیکن جب کچھ روز بعد نتیجہ نکلا، تو پرکاش پاس ہو گیا اور پھر باپ کا ڈنڈا لے کر میری تلاش میں پھرنے لگا۔

سفارش طلب سے نبٹنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اسے چور سمجھا جائے اور اس کے ساتھ چور کا سا سلوک کیا جائے۔ جوں ہی اس کے منھ سے سفارش کا کلمہ نکلے آپ سر پر بائیں رکھ کر ''چور ہے، چور ہے'' چلانا شروع کر دیں۔ ہمسایے اکٹھے کر لیں۔ قریب فون ہے، تو پولیس کو اطلاع کریں بلکہ فائر بریگیڈ کو لانے کی کوشش کریں۔ سائرن بجائیں اگر سفارش طلب بھاگنے کی کوشش کرے، تو اس سے گتھم گتھا ہو جائیں، اگر آپ اسے گرفت میں نہ لے سکیں، تو کم از کم اس کی پگڑی یا ٹوپی ضرور نوچ لیں اور پھر اس کا یا اس کی ٹوپی کا جلوس ضرور نکالیں۔ اگر پاکستان میں اس طرح کے دو تین واقعات ہو جائیں اور اخباروں میں چھپ جائیں، یا ٹی وی پر دکھائے جائیں، تو وطن عزیز سے سفارش کا چار دن میں قلع قمع ہو جائے۔

(بزم آرائیاں)

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

۷۔ سیاق وسباق کا حوالہ دے کر مندرجہ ذیل اقتباسات کی وضاحت کریں۔

(الف) سادہ لفظوں میں اس فلسفے..................ہاتھوں سے کام لیں۔

(ب) سفارش طلب سے نبٹنے..................قلع قمع ہو جائے گا۔

۸۔ مندرجہ ذیل محاورات کو جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ معنی واضح ہو جائے۔

آ وارد ہونا ، ماتھا ٹھنکنا، آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا، منہ پُھلانا، رن پڑنا، محشر بپا ہونا، گتھم گتھا ہونا۔

۹۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے مترادف لکھیں۔

فعل ، تمہید ، ندامت ، یورش ، عارضہ ، خویش ، درخواست ، ہمسایہ ، تلوار ، باغ۔

۱۰۔ جملے درست کریں۔

☆ نیکی کر سمندر میں ڈال۔

☆ وہ غصے سے زرد پیلا ہو گیا۔

☆ وہ بے ناغہ سکول جاتی ہے۔

☆ میں آپ کا تابعدار ہوں۔

☆ یہ ماہِ رمضان کا مہینہ ہے۔

PERFECT24U.COM

سرگرمی	سڑک پر پیش آنے والے کسی ٹریفک حادثے کی روداد، اپنے الفاظ میں، لکھیں۔

ہدایت برائے اساتذہ	طلبہ کو بتائیں کہ روداد کسے کہتے ہیں، نیز اس کے لکھنے کا طریقہ بھی بتائیں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

الطاف حسین حالی

حمد

قبضہ ہو دلوں پر ، کیا اور اس سے سوا تیرا
اک بندۂ نافرماں ہے حمد سرا تیرا

گو سب سے مقدّم ہے حق تیرا ادا کرنا
بندے سے مگر ہوگا حق کیوں کر ادا تیرا

محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے نامحرم
کچھ کہہ نہ سکا جس پر یاں بھید کھلا تیرا

چچتا نہیں نظروں میں یاں خلعتِ سلطانی
کملی میں مگن اپنی رہتا ہے گدا تیرا

عظمت تری مانے بن کچھ بن نہیں آتی یاں
ہیں خیرہ و سرکش بھی دم بھرتے سدا تیرا

تو ہی نظر آتا ہے ہر شے پہ محیط ان کو
جو رنج و مصیبت میں کرتے ہیں گلا تیرا

نشے میں وہ احساں کے سرشار ہیں اور بے خود
جو شکر نہیں کرتے نعمت پہ ادا تیرا

طاعت میں ادب تیرا عصیاں سے ہے گو بڑھ کر
عصیاں میں ہے طاعت سے اقرار سوا تیرا

NOT FOR SALE

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا
ہر بول ترا دل سے ٹکرا کے گزرتا ہے
کچھ رنگ بیاں حالیؔ ہے سب سے جدا تیرا

مشق

۱۔ اس حمد کا مطلع اور مقطع اپنی کاپیوں میں لکھیں۔

۲۔ اس حمد کے قافیے اور ردیف تلاش کر کے لکھیں۔

۳۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

نافرمان ، نامحرم ، گدا ، شکر ، اقرار۔

۴۔ کسی ایک چیز کو کسی خاص خوبی یا خامی کی وجہ سے کسی دوسری چیز کی مانند قرار دینا تشبیہ کہلاتا ہے۔

جیسے: پانی برف کی طرح ٹھنڈا ہے یا پھولوں پر شبنم کے قطرے موتیوں کی مانند چمک رہے تھے۔

PERFECT24U.COM

تشبیہ کی کوئی سی تین مثالیں تحریر کریں۔

☆ (ا) جو نظم اللہ تعالیٰ کی تعریف میں لکھی جائے، اسے حمد کہا جاتا ہے۔

(ب) جو نظم رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف میں لکھی جائے، وہ نعت کہلاتی ہے۔

(ج) جس نظم میں اولیائے اللہ یا بزرگان دین کی تعریف کی جائے، اسے منقبت کہتے ہیں۔

(د) جس نظم میں بندہ اپنے خدا سے التجا کرتا ہے اور دین و دنیا کی بھلائی مانگتا ہے، اسے مناجات کہا جاتا ہے۔

(ہ) جو نظم کسی بادشاہ وزیر یا کسی دولت مند آدمی کی تعریف میں لکھی جائے، اسے قصیدہ کہا جاتا ہے۔

(و) جس نظم میں کسی کی موت پر غم کا اظہار کیا جاتا ہے، اسے مرثیہ کہا جاتا ہے۔

(ز) وہ طویل نظم جس میں کوئی قصہ کہانی، کسی جنگ کے حالات یا فلسفے کی کوئی لمبی چوڑی بات بیان کی گئی ہوتی ہے، اسے مثنوی کہا جاتا ہے۔

سرگرمی	مختلف اصناف سخن کی تعریف طلبہ کو ذہن نشین کرائیں نیز ہر صنف سخن سے متعلق ایک ایک شعر تلاش کرنے میں طلبہ کی مدد کریں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

امیر مینائی

ولادت ۱۸۲۸ء ، وفات ۱۹۰۰ء

امیر مینائی، امیر احمد مینائی کے نام سے مشہور تھے، امیر تخلص تھا۔ لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام مولوی کرم احمد تھا۔ حضرت مخدوم شاہ مینا کے خاندان سے تعلق رکھنے کی وجہ سے مینائی کہلائے۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد سے پائی، بعد میں علمائے فرنگی محل سے علم کی تکمیل کی۔ عربی اور فارسی میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ ان کی طبیعت بچپن ہی سے شاعری کی طرف مائل تھی، چنانچہ انھوں نے مشہور شاعر مظفر علی امیر کی شاگردی اختیار کی اور تھوڑی سی مشق سے شاعری میں نام پیدا کرلیا۔ انھوں نے دو کتابیں: ارشاد السلاطین اور ہدایت السلاطین لکھیں: جس پر نواب واجد علی شاہ والیٔ اودھ سے انھیں انعام ملا۔

۱۸۵۹ء میں سلطنتِ اودھ کو انگریزی حکومت میں شامل کرلیا گیا، تو امیر مینائی رام پور چلے گئے۔ وہاں ان کی خوب آؤ بھگت ہوئی۔ نواب کلب علی خاں والیٔ رام پور کے استاد مقرر ہوئے۔ اسی زمانے میں انھوں نے ''نظیر اللغات'' اور ''امیر اللغات'' لکھنی شروع کیں۔ ابھی دو ہی جلدیں لکھی تھیں کہ نواب صاحب فوت ہو گئے۔ داغ دہلوی کی دعوت پر وہ حیدرآباد دکن چلے گئے۔ امیر مینائی کے دو دیوان ہیں: ''صنم خانۂ عشق'' اور ''مراۃ الغیب''۔ نعت گوئی میں انھیں بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ نورِ تجلی، ابرِ کرم، شامِ ابد، صبح ازل کے عنوانات سے مثنویاں بھی لکھیں۔

وہ بہت قادرالکلام شاعر تھے۔ جب تک لکھنؤ میں رہے، لکھنوی انداز میں لکھتے رہے، داغ کی صحبت میں رہ کر ان کی زبان نکھر گئی۔ اردو میں نعت گوئی کو امیر نے شاعرانہ محاسن سے روشناس کرایا۔ سلاست اور روانی ان کے کلام میں نمایاں ہے۔ اگرچہ وہ لکھنوی دبستان سے تعلق رکھتے ہیں، مگر ان کا کلام درد اور اثر سے خالی نہیں ہے۔ رعایتِ لفظی کا استعمال ان کے کلام میں خوب رنگ دکھاتا ہے۔ ان کی طبیعت تصوف کی طرف مائل تھی۔ تصوف کے مضامین بھی ان کے کلام میں مل جاتے ہیں۔ نزاکتِ تخیل اور خارجی مضامین کے باوجود ان کا کلام سوز سے خالی نہیں۔

امیر مینائی نے ۱۹۰۰ء میں حیدرآباد دکن میں وفات پائی۔ ان کی وفات پر داغ دہلوی نے کہا:

؎ ہے دعا بھی داغؔ کی تاریخ میں
قصرِ عالی پائے جنت میں امیر

NOT FOR SALE

perfect24u.com

نعت مبارک

سوئے طیبہ بن کے ہم زائر چلے
شکر کی جا ہے دن اپنے پھر چلے
یا رسولؐ اللہ ! جلدی آیئے
لشکرِ اندوہ میں ہم گھر چلے
نخلِ دل میں تھے گناہوں کے جو برگ
حُبِّ حضرت کی ہوا سے گر چلے
کیا میسر ان کو ہوتی راہِ راست
چال پر کب آپ کی کافر چلے
پھر رسائی کی رسا تقدیر نے
پھر مدینے ہو کے ہم زائر چلے
شوقِ دل نے کی دوبارہ رہبری
آگے بھی ہو آئے تھے اب پھر چلے
راہِ حضرت میں مَیں اُڑتا ہوں امیرؔ
اُڑ کے کیا مجھ سے کوئی طائر چلے

(کلیاتِ امیرؔ مینائی)

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

مشق

۱۔ اس نعت کے پہلے شعر میں طیبہ سے کون سا شہر مراد ہے؟

۲۔ پھر، گھر، گر جیسے ہم آواز الفاظ کو کیا کہتے ہیں؟

۳۔ مندرجہ ذیل مرکبات کی تشریح کریں۔

لشکرِ اندوہ ، نخلِ دل ، حُبِ حضرتؐ ، راہِ راست ۔ شوقِ دل۔

۴۔ ''دن پھر جانا'' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

۵۔ اس نعت کا مقطع لکھیں۔

۶۔ اگر کوئی لفظ اپنے اصلی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہو اور اصلی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق ہو، تو اسے استعارہ کہا جاتا ہے۔''راہِ راست'' کا لفظی مطلب ہے: ''سیدھا راستہ'' لیکن مجازی مطلب ہے: ''دینِ اسلام'' جس طرح سیدھے راستے پر چلتے ہوئے مسافر اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے، اسی طرح دینِ اسلام پر عمل کرنے سے دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی مل جاتی ہے۔

استعارے کو دوسری مثال سے ہم اس طرح واضح کرتے ہیں: ''اُس شیر نے ہندوستان پر سترہ حملے کیے''۔ ظاہر ہے محمود غزنوی شیر تو نہیں تھا، انسان تھا، بادشاہ تھا، لیکن بہادری شیروں جیسی تھی، یا کسی بہت بڑے عالم کی موت پر کہا جاتا ہے کہ: ''ایک چراغ اور بجھ گیا'' ظاہر ہے کہ عالم، چراغ تو نہیں ہے، لیکن چراغ کی طرح علم کی روشنی پھیلاتا ہے۔ عالم کے لیے چراغ اور محمود غزنوی کے لیے شیر کا لفظ استعمال کرنا استعارہ کہلاتا ہے۔

آپ اپنی طرف سے استعارے کی تین مثالیں لکھیں۔

۷۔ ہیئتیں :۔

(i) جب نظم کے ہر بند میں تین مصرعے ہوں مثلث کہلاتی ہے۔

(ii) جس نظم کے ہر بند میں چار مصرعے ہوں مربع کہلاتی ہے۔

(iii) جس نظم کے ہر بند میں پانچ مصرعے ہوں مخمس کہلاتی ہے۔

(iv) جس نظم کے ہر بند میں چھ مصرعے ہوں مسدس کہلاتی ہے۔

ہدایت برائے اساتذہ	طلبہ کو تشبیہ اور استعارے کا فرق مثالوں کی مدد سے سمجھائیں۔

NOT FOR SALE

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

نظیر اکبر آبادی

ولادت ۱۷۳۵ء ، وفات ۱۸۳۰ء

نظیر اکبر آبادی کا اصل نام ولی محمد تھا۔ وہ دلی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام سید محمد فاروق تھا۔ نظیر پیشے کے لحاظ سے معلم تھے۔ انھیں عوامی شاعر کہا جاتا ہے۔ موجودہ دور کے نقاد انھیں پہلا ترقی پسند شاعر تسلیم کرتے ہیں۔ انھوں نے دنیا کو جس حقیقت پسندانہ نظر سے دیکھا ہے، اس کی مثال اردو شاعری میں نہیں ملتی۔ ان کے مشاہدے میں گہرائی اور تجربے میں وسعت تھی۔ اُن کی شاعری اس دور کی سیاسی افراتفری، معاشی بدحالی، اخلاقی اقدار کی بے قدری اور لوگوں کی ذہنی پریشانیوں کی آئینہ دار ہے۔ وہ مقامی زندگی کی عکاسی کرنے میں بے مثال ہیں۔ ان کا کلام اردو شاعری میں ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔

انھوں نے جو کچھ اپنے ماحول میں دیکھا اس کی بے لاگ عکاسی کی ہے۔ وہ نظم کے شاعر ہیں، مگر غزلیں بھی لکھی ہیں۔ منظر نگاری ان کے کلام کی نمایاں خوبی ہے۔ نظیر کا کلام پڑھنے سے اُن کے زمانے کی سچی تصویر نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے۔ مذہبی تہوار ہوں یا میلے، بندر والے کا تماشا ہو یا ریچھ والے کا، سماجی محفلیں ہوں یا شادی بیاہ کی مجلسیں، پتنگ بازی، کبوتر بازی، جوانی، بڑھاپا، لڑکپن غرض ہر موضوع پر خوب لکھا ہے۔

نظیر سے پہلے اردو شاعری مجازی محبوب کے حسن و جمال ہی کا طواف کرتی تھی، مگر نظیر نے اس روایت کو توڑ کر عوامی زندگی کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ ان کا ذخیرۂ الفاظ بہت وسیع اور ان کی زبان عوامی ہے۔

آخری عمر میں ان پر فالج کا حملہ ہوا جس سے اگست ۱۸۳۰ء کو فوت ہوئے۔ ''کلیاتِ نظیر'' ان کے کلام کی یادگار ہے۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

برسات کی بہاریں

ہیں اِس ہوا میں کیا کیا برسات کی بہاریں
سبزوں کی لہلہاہٹ ، باغات کی بہاریں
بوندوں کی جھجھاوہٹ قطرات کی بہاریں
ہر بات کے تماشے ، ہر گھات کی بہاریں
کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں

جنگل سب اپنے تن پر ہریالی سج رہے ہیں
گل پھول جھاڑ بوٹے کر اپنی دھج رہے ہیں
بجلی چمک رہی ہے بادل گرج رہے ہیں
اللہ کے نقارے نوبت کے بج رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں

کیا کیا رکھے ہیں یارب سامان تیری قدرت
بدلے ہے رنگ کیا کیا ہر آن تیری قدرت
سب مست ہو رہے ہیں پہچان تیری قدرت
تیتر پکارتے ہیں سبحان تیری قدرت
کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

بولیں : بٹیریں قمری پکارے : کُو کُو
پی پی : کرے پپیہا بگلے پکاریں : تُو تُو
کیا ہُدہُدوں کی حق حق کیا فاختوں کی ہُوہُو
سب رٹ رہے ہیں تجھ کو کیا پنکھ کیا پکھیرو
کیا کیا مچی ہیں یارو ! برسات کی بہاریں

کیچڑ سے ہورہی ہے جس جا زمین پھسلنی
مشکل ہوئی ہے واں سے ہر اک کو راہ چلنی
پھسلا جو پاؤں پگڑی مشکل ہے پھر سنبھلنی
جوتی گری تو واں سے کیا تاب پھر نکلنی
کیا کیا مچی ہیں یارو ! برسات کی بہاریں

PERFECT24U.COM

گر کر کسی کے کپڑے دلدل میں ہیں معطّر
پھسلا کوئی کسی کا کیچڑ میں منھ گیا بھر
اک دو نہیں پھسلتے کچھ اس میں آن اکثر
ہوتے ہیں سیکڑوں کے سر نیچے پاؤں اُوپر
کیا کیا مچی ہیں یارو ! برسات کی بہاریں

(کلیاتِ نظیر)

NOT FOR SALE

perfect24u.com

مشق

۱۔ مصرعے مکمل کریں۔

(ا) ہیں اس ہوا میں کیا کیا..........

(ب) بجلی چمک رہی ہے بادل..........

(ج) کیا کیا.......... برسات کی بہاریں

(د) تیتر پکارتے ہیں..........

(ہ) ہوتے ہیں سیکڑوں کے..........

۲۔ اس نظم میں کس کس پرندے کی کون کون سی آواز کا ذکر آیا ہے؟

۳۔ کیچڑ میں پھسلنے کی کیفیت اپنے الفاظ میں بیان کریں؟

۴۔ ایسی نظم جس کے ایک بند میں پانچ مصرعے ہوں، اسے مخمس کہا جاتا ہے۔ اس نظم کو کیا کہا جاتا ہے جس کے ایک بند میں چھے مصرعے ہوں؟

PERFECT24U.COM

۵۔ درست جوابات کا انتخاب کریں۔

(i) نظیر اکبر آبادی پیشے کے اعتبار سے ______ تھے۔

ا۔شاعر ب۔معلم ج۔کلرک د۔بنجارا

(ii) نظیر اکبر آبادی بنیادی طور پر ______ شاعر ہیں۔

ا۔درباری ب۔فطری ج۔عوامی د۔رومانوی

(iii) نظم برسات کی بہاریں کس ہیئت میں لکھی گئی ہے۔

ا۔مثنوی ب۔مثلث ج۔مخمس د۔مسدس

ہدایت برائے اساتذہ	طلبہ کو اشعار ترنم سے پڑھنے کی مشق کرائیں، تاکہ وہ کلام موزوں اور غیر موزوں میں فرق کو سمجھ سکیں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

علامہ محمد اقبالؒ

ولادت ۱۸۷۷ء ، وفات ۱۹۳۸ء

علامہ محمد اقبالؒ کو شاعرِ مشرق، قومی شاعر، ترجمانِ حقیقت، حکیم الامت جیسے شاندار القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا۔ اقبالؒ نے ایف اے تک تعلیم سیالکوٹ میں حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے فلسفے میں ایم اے کیا۔ یورپ سے پی ایچ ڈی اور بیرسٹری کی تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ لاہور میں پروفیسر رہے، پھر وکالت کا پیشہ اختیار کرلیا۔ پاکستان کا تصور اقبالؒ نے پیش کیا۔ حکومتِ برطانیہ کی طرف سے ان کو علمی اور ادبی خدمات کے صلے میں "سر" کا خطاب دیا گیا۔

اقبالؒ نے اپنے کلام میں حرکت اور عمل کا وہ نمونہ پیش کیا ہے کہ آنے والے شاعروں کے رجحانات کا رخ مڑ گیا اور اردو شاعری کا مزاج بدل گیا۔ محرومی اور یاس انگیزی کی وہ روش جو قدیم زمانے سے چلی آ رہی تھی، امید میں بدل گئی۔ اقبالؒ نے آزادی اور مردِ مومن کا تصور اس طرح پیش کیا کہ اقبالؒ کا قاری اپنے زمانے کے کسی فرعون کے سامنے جھکنا اپنی عزتِ نفس کے خلاف سمجھتا ہے۔ عشقِ رسولؐ اقبالؒ کی سوچ کا محور ہے۔ ان کے فکر و نظر کے زاویے رسول پاکؐ کی محبت سے تپش، سوز اور نکھار حاصل کرتے ہیں۔ ان کے کلام کی سب سے بڑی خصوصیت ان کا فلسفۂ خودی ہے۔ شاہین اقبالؒ کا پسندیدہ پرندہ ہے۔ وہ بلند پرواز، خلوت پسند اور خوددار پرندہ ہے۔ یہی خوبیاں اقبالؒ اپنے دور کے مسلمانوں میں بھی دیکھنا چاہتے تھے۔

بانگِ درا، بالِ جبریل، ضربِ کلیم، ارمغانِ حجاز، اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی، پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق، پیامِ مشرق، زبورِ عجم اور جاوید نامہ ان کی مایۂ ناز تصانیف ہیں۔

یہ عظیم شاعر ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ ان کا مزار بادشاہی مسجد لاہور کے پہلو میں ہے۔

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

طلوعِ اسلام

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو ، زباں تو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں ، وہ کارواں تو ہے

مکاں فانی ، مکیں آنی ، ازل تیرا ، ابد تیرا
خدا کا آخری پیغام ہے تو ، جاوداں تو ہے!

PERFECT24U.COM

حنا بندِ عروسِ لالہ ہے خونِ جگر تیرا
تری نسبت براہیمی ہے معمارِ جہاں تو ہے!

تری فطرت امیں ہے ممکناتِ زندگانی کی
جہاں کے جوہرِ مضمر کا گویا امتحاں تو ہے!

جہانِ آب و گِل سے عالمِ جاوید کی خاطر
نبوّت ساتھ جس کو لے گئی ، وہ ارمغاں تو ہے!

یہ نکتہ سرگذشتِ ملتِ بیضا سے ہے پیدا
کہ اقوامِ زمینِ ایشیا کا پاسباں تو ہے

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

یہی مقصودِ فطرت ہے، یہی رمزِ مسلمانی
اُخوّت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی

بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی، نہ افغانی

میانِ شاخساراں، صحبتِ مرغِ چمن کب تک
ترے بازو میں ہے پروازِ شاہینِ قہستانی

گماں آباد ہستی میں یقیں مردِ مسلماں کا
بیاباں کی شبِ تاریک میں قندیلِ رہبانی

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا؟ زورِ حیدرؓ، فقرِ بوذرؓ، صدقِ سلمانیؓ

ہوئے احرارِ ملت جادہ پیما کس تجمل سے
تماشائی شگافِ در سے ہیں صدیوں کے زندانی

NOT FOR SALE

perfect24u.com
PERFECT24U.COM

perfect24u.com

ثباتِ زندگی ایمانِ محکم سے ہے دنیا میں
کہ المانی سے بھی پائندہ تر نکلا ہے تورانی

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پرِ روح الامیں پیدا

(بانگِ درا)

مشق

۱۔ نظم کے پہلے حصے کے پانچویں شعر میں کون سی خاص بات بیان کی گئی ہے؟

۲۔ نظم کے دوسرے حصے کے پہلے شعر میں کس بات کو فطرت کا مقصد قرار دیا گیا ہے؟

۳۔ قیصر و کسریٰ کے ظلم کو کس چیز نے مٹا دیا تھا؟

۴۔ نظم کے دوسرے بند کے قوافی لکھیں۔

PERFECT24U.COM

۵۔ شاعر کا قلمی نام، اس کا تخلص کہلاتا ہے۔ شاعر عموماً اسے اپنی غزل یا نظم کے آخری شعر میں استعمال کرتا ہے۔ اقبال کا کوئی ایسا شعر لکھیں، جس میں ان کا تخلص موجود ہو۔

۶۔ مصرعے مکمل کریں۔

(الف) خدا کا آخری پیغام ہے تو جاوداں تو ہے

(ب) لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا۔

(ج) حنا بندِ عروسِ لالہ ہے خونِ جگر تیرا

(د) جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا

۷۔ تشبیہ کی تعریف کریں اور دو مثالیں دیں۔

سرگرمی	علامہ اقبالؒ کے کلام سے اپنی پسند کی کوئی ایک نظم زبانی یاد کریں۔

ہدایت برائے اساتذہ	طلبہ کو کلیاتِ اقبالؒ (حصۂ اُردو) سے مختلف اشعار سنائیں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

میر تقی میر

ولادت ۱۷۲۴ء، وفات ۱۸۱۰ء

میر تقی میر آگرے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام محمد علی تھا، لیکن لوگ انھیں علی متقی کہتے تھے۔ میر بچپن ہی میں یتیم ہو گئے۔ کوئی پُرسانِ حال نہ رہا، تو دہلی چلے گئے۔ ساری زندگی غموں اور پریشانیوں میں گزری۔ اُن کے زمانے میں دہلی تین مرتبہ بیرونی حملہ آوروں کے ہاتھوں برباد ہوئی، جن میں انسانی خون پانی کی طرح بہ گیا۔ ان بربادیوں نے اُن کے غموں میں اضافہ کیا، جن سے دلبرداشتہ ہو کر وہ لکھنؤ چلے گئے۔

میر کو خدائے سخن کہا جاتا ہے۔ سودا، غالب، حالی، حسرت، غرض بڑے بڑے شاعروں نے میر کو استاد تسلیم کیا ہے۔ اُن کے بظاہر نرم سے الفاظ میں ایک تڑپا دینے والی کیفیت ملتی ہے۔ اُن کی عظمت کا راز اُن کی غزل گوئی میں پوشیدہ ہے۔ اُنھوں نے دنیا کا ہر غم اپنے دامن میں سمیٹ لیا تھا۔ پھر غم کو شعر کے سانچے میں ڈھال کر ہر دل کی دھڑکن بنا دیا۔ میر کے جذبات سچے، طرزِ بیان سادہ اور لہجہ دردمند ہے۔ اُن کے اشعار میں گہرائی اور دل میں اُتر جانے والا احساس ملتا ہے۔ اُن کا ہر شعر اُن کا ایک بے قرار آنسو ہے۔ اُن کی ذاتی ناکامیوں نے اُن کے کلام میں سوز و گداز اور احساس کی شدت پیدا کر دی۔ وہ اپنی شاعری میں صرف جذبات سے کام نہیں لیتے، حقیقت پسندی بھی ان کے کلام کی جان ہے۔ تغزل کے میدان میں آج تک میر کی برابری کا دعویٰ کوئی شاعر نہیں کر سکا۔ انھوں نے دہلی کی تباہی اور بربادی کے جو مناظر دیکھے تھے، ان کی جھلک ان کے کلام میں صاف نظر آتی ہے۔ دنیا کی بے ثباتی کے مضامین بڑی خوبصورتی سے باندھتے ہیں۔ میر کی بحریں مترنم اور شیریں ہوتی ہیں۔ بول چال کا انداز اُن کے کلام میں نیا لطف پیدا کر دیتا ہے۔ خوبصورت تشبیہات کے استعمال پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔

یہ عظیم شاعر ۱۸۱۰ء کو اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے اور لکھنؤ میں آسودۂ خاک ہیں۔

NOT FOR SALE

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

غزل

(۱)

اشک آنکھوں میں کب نہیں آتا لہو آتا ہے جب نہیں آتا

ہوش جاتا رہا نہیں لیکن جب وہ آتا ہے تب نہیں آتا

صبر تھا ایک مونسِ ہجراں سو وہ مدت سے اب نہیں آتا

دل سے رخصت ہوئی کوئی خواہش گریہ کچھ بے سبب نہیں آتا

PERFECT24U.COM

حوصلہ شرطِ عشق ہے ورنہ بات کا کس کو ڈھب نہیں آتا

جی میں کیا کیا ہے اپنے اے ہمدم! پر سخن تا بہ لب نہیں آتا

دور بیٹھا غبارِ میرؔ اُن سے
عشق بن یہ ادب نہیں آتا

NOT FOR SALE

غزل

(۲)

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں! خوش رہو ہم دعا کر چلے

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اُس عہد کو اب وفا کر چلے

نہ دیکھا غمِ دوستاں شکر ہے
ہمیں داغ اپنا دکھا کر چلے

شفا اپنی تقدیر ہی میں نہ تھی
کہ مقدور تک تو دوا کر چلے

وہ کیا چیز ہے؟ آہ! جس کے لیے
ہر اک چیز سے دل اٹھا کر چلے

دکھائی دیے یوں کہ بے خود کیا
ہمیں آپ سے بھی جدا کر چلے

NOT FOR SALE

perfect24u.com

جبیں سجدہ کرتے ہی کرتے گئی
حقِ بندگی ہم ادا کر چلے

کہیں کیا جو پوچھے کوئی ہم سے میرؔ
جہاں میں تم آئے تھے کیا کر چلے

(انتخابِ کلامِ میرؔ)

مشق

۱۔ پہلی غزل کا مطلع لکھیں۔
۲۔ دوسری غزل کا مقطع لکھیں۔
۳۔ پہلی غزل کے قوافی لکھیں۔
۴۔ دوسری غزل کی ردیف لکھیں۔
۵۔ مندرجہ ذیل الفاظ کی جمع لکھیں۔
سبب ، دوا ، سجدہ ، ادب۔ آہ۔
۶۔ مذکر کو مؤنث اور مؤنث کو مذکر میں بدل کر جملوں کو دوبارہ لکھیں۔
(ا) نوکر نے راجا کو سلام کیا۔
(ب) ماں نے بیٹی کو نصیحت کی۔
(ج) ماں نے بہو سے پانی مانگا۔
(د) مالی پودوں کو پانی دے رہا ہے۔
(ر) جن نے خادمہ کو انعام دیا۔

ہدایت برائے اساتذہ	طلبہ کو غزل اور نظم کا فرق مثالوں کے ذریعے سمجھائیں۔

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

خواجہ حیدر علی آتش

ولادت ۱۷۶۴ء ، وفات ۱۸۴۶ء

خواجہ حیدر علی آتش فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ آتش کی زندگی کا زیادہ دورانیہ لکھنؤ میں گزرا۔ انھیں دبستانِ لکھنؤ کا نمائندہ شاعر کہا جاتا ہے۔ وہ مصحفی کے شاگرد تھے۔ ان کی آزاد خیالی اور قلندری نے ان کے کلام میں اپنا رنگ دکھایا ہے۔ ان کی شاعری کی نمایاں خصوصیت ان کی آتش بیانی ہے، جسے لکھنوی مزاج اور تہذیب نے پروان چڑھایا، مگر اس کے باوجود ان کے اشعار میں بناوٹ نہیں پائی جاتی۔ اُن کے اشعار میں ہر لفظ موتیوں کی طرح جڑا ہوا نظر آتا ہے۔ اُنھیں حسن و عشق کی باتوں کو لکھنوی انداز میں بیان کرنے کا فن خوب آتا ہے۔

آتش کی زبان نہایت صاف، سادہ اور سلیس ہے۔ اشعار کی بندش چست اور مضامین شوخ ہیں۔ جوش اور جذبے نے لکھنوی خارجیت کے ساتھ مل کر ایک نئے انداز کو جنم دیا ہے۔ اُن کی شاعری میں فقیرانہ اور آزادانہ شان پائی جاتی ہے۔ وہ اپنے کلام میں تشبیہات اور استعارات کو بڑی مہارت سے استعمال کرتے ہیں، جس سے اُن کے کلام کا حسن بڑھ جاتا ہے۔ صوفیانہ روایت انھیں اپنے خاندان سے ورثے میں ملی تھی۔ اس کی عکاسی ان کی غزلوں میں خوب مل جاتی ہے۔ ان کے کلام سے کسی قسم کی مایوسی کا احساس نہیں ہوتا، بلکہ طبیعت میں شگفتگی اور مسرت پیدا ہوتی ہے۔

آتش کو گزر اوقات کے لیے اودھ کے نواب کی طرف سے کچھ وظیفہ ملتا تھا۔ وہ اسی میں قناعت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے شاگردوں میں: صبا، دیا شنکر نسیم اور نواب مرزا شوق بڑے مشہور ہیں۔ آتش نے غزل میں دو دیوان لکھے۔ انھوں نے ۱۸۴۶ء کو وفات پائی اور لکھنؤ میں دفن ہوئے۔

NOT FOR SALE

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

غزل

(۱)

سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا

زیرِ زمیں سے آتا ہے جو گُل سو زربکف
قاروں نے راستے میں لٹایا خزانہ کیا

چاروں طرف سے صورتِ جاناں ہو جلوہ گر
دل صاف ہو ترا، تو ہے آئینہ خانہ کیا

صیاد! اسیرِ دامِ رگِ گُل ہے عندلیب
دکھلا رہا ہے چُھپ کے اسے دام و دانہ کیا

طبل و علم ہے پاس نہ اپنے ہے ملک و مال
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

ترچھی نگہ سے طائرِ دل ہو چکا شکار
جب تیر کج پڑے گا، اُڑے گا نشانہ کیا

یوں مدعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے
آتش غزل یہ تو نے کہی عاشقانہ کیا

(کلیاتِ آتش)

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

غزل

(۲)

ہوائے دورِ مئے خوشگوار ، راہ میں ہے
خزاں چمن سے ہے جاتی ، بہار راہ میں ہے

عدم کے کوچ کی لازم ہے فکر ، ہستی میں
نہ کوئی شہر ، نہ کوئی دیار ، راہ میں ہے

نہ بدرقہ ہے نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے
فقط عنایتِ پروردِگار راہ میں ہے

تلاشِ یار میں کیا ڈھونڈیے کسی کا ساتھ
ہمارا سایہ ہمیں، ناگوار راہ میں ہے

سفر ہے شرط ، مسافر نواز بُہتیرے
ہزارہا شجرِ سایہ دار راہ میں ہے

مقام تک بھی ہم اپنے ، پہنچ ہی جائیں گے
خدا تو دوست ہے ، دشمن ہزار راہ میں ہے

تھکیں جو پاؤں تو چل سَر کے بَل ، نہ ٹھہر آتش
گُلِ مراد ہے منزل میں ، خار راہ میں ہے

(کلیاتِ آتش)

NOT FOR SALE

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

مشق

۱۔ پہلی غزل کے قوافی لکھیں۔

۲۔ دوسری غزل کی ردیف لکھیں۔

۳۔ پہلی غزل کے دوسرے شعر میں قارون کا ذکر کس حوالے سے آیا ہے؟

۴۔ پہلی غزل کے پانچویں شعر کو نثر میں تبدیل کریں۔

۵۔ دوسری غزل کے دوسرے شعر میں کون سی خاص بات بیان کی گئی ہے؟

۶۔ دوسری غزل کے پانچویں شعر کی تشریح کریں۔

۷۔ مندرجہ ذیل کس قسم کے مرکبات ہیں۔

زیرِ زمین ، طبل و علم ، رگِ گُل ، دام و دانہ ، شجرِ سایہ دار۔

۸۔ مصرعے مکمل کریں۔

(الف) کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا..................................

PERFECT24U.COM

(ب) طبل و علم ہی پاس ہے اپنے ....

(ج) یوں مدعی حسد سے نہ دے داد ....

(د) عدم کے کوچ کی لازم ہے فکر ....

(ہ) خدا تو دوست ہے دشمن ....

۹۔ غزل نمبر ۱ کے چوتھے شعر میں "دام" کا لفظ بمعنی جال استعمال ہوا ہے۔ اس کے دوسرے معنی "قیمت" بھی ہیں۔ ایسے الفاظ کو ذو معنی الفاظ کہا جاتا ہے۔ طلبہ کم از کم ایسے پانچ الفاظ تلاش کریں جو ذو معنی ہوں اور انھیں الگ الگ جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ دونوں معنی واضح ہو جائیں۔

ہدایت برائے اساتذہ	طلبہ کو قافیہ اور ردیف کی پہچان کرائیں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

مرزا اسداللہ خان غالب

ولادت ۱۷۹۷ء ، وفات ۱۸۶۹ء

نام اسداللہ خان اور غالب تخلص تھا۔ وہ اکبرآباد (آگرہ) میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام عبداللہ بیگ تھا۔ آباؤاجداد کا پیشہ سپہ گری تھا۔ بچپن ہی میں یتیم ہو گئے تھے۔ والد کی وفات کے بعد ان کی سرپرستی نانا نے کی۔ غالب کی زندگی کا زیادہ عرصہ دہلی میں گزرا۔ غالب نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے نتیجے میں دہلی کی تباہی کے مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ غالب کی آمدنی اگرچہ اس دور کے لحاظ سے معقول تھی، مگر اپنی شاہ خرچیوں کی وجہ سے اکثر مقروض رہتے تھے۔

غالب اردو شاعری کے لیے باعثِ فخر ہیں۔ انھوں نے اردو شاعری کو بیان کا ایک نیا انداز دیا۔ دیوانِ غالب اردو شاعری میں ایک نئے طرزِ احساس کا حامل مجموعہ ہے۔ وہ ایک مشکل پسند شاعر ہیں۔ ان کا انداز منفرد اور دوسرے تمام شعراء سے ممتاز ہے۔ اُن کے کلام کی نمایاں خصوصیت ایجاز و اختصار ہے۔ وہ اپنے غمِ دل کو ظرافت کے پردے میں چھپا لیتے ہیں۔ آنسوؤں میں مسکرانا اُن کی خاص خوبی ہے۔ اُن کے کلام میں سوز و گداز کی ایک لطیف سی کیفیت پائی جاتی ہے۔ ان کا سوز، انسانی زندگی کا حقیقی درد ہے۔ انھوں نے جدتِ طبع، نُدرتِ خیال، فلسفیانہ سوچ اور ہمہ گیر شخصیت کی بنا پر اردو شاعری کو اس طرح نکھارا ہے کہ آنے والے شاعروں کو اپنی انفرادیت قائم کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ ان کی شاعری اسالیب اور مضامین کے اعتبار سے رنگا رنگ ہے۔ انھوں نے دل کی کیفیات اور اپنے تجربات کو جس طرح غزل میں سمویا ہے، وہ انھی کا حصّہ ہے۔ اُن کے اشارے اور کنایے، شعر کا لطف بڑھاتے ہیں۔ بیان کی شگفتگی اور صوفیانہ خیالات کے اظہار میں بے تکلفی نے ان کے کلام کے شعری حسن میں اضافہ کیا ہے۔ ان کی شاعری اسی طرح صد رنگ ہے، جس طرح ان کے دل کی حسرتیں ہیں۔

وہ ۱۵ر فروری ۱۸۶۹ء کو انتقال کر گئے اور دہلی کی بستی نظام میں دفن ہوئے۔

NOT FOR SALE

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

غزل

(۱)

پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا
دل جگر تشنۂ فریاد آیا

دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز
پھر ترا وقتِ سفر یاد آیا

زندگی یوں بھی گزر ہی جاتی
کیوں ترا راہ گزر یاد آیا

PERFECT24U.COM

کیا ہی رضواں سے لڑائی ہوگی
گھر ترا خلد میں گر یاد آیا

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے
دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا

میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسدؔ
سنگ اٹھایا تھا کہ سر یاد آیا

(دیوانِ غالب)

NOT FOR SALE

perfect24u.com

غزل

(۲)

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے ، یہی انتظار ہوتا

تیرے وعدے پہ جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے ، اگر اعتبار ہوتا

یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا ، کوئی غمگسار ہوتا

PERFECT24U.COM

رگِ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا
جسے غم سمجھ رہے ہو ، یہ اگر شرار ہوتا

کہوں کس سے میں کہ کیا ہے شبِ غم بُری بلا ہے
مجھے کیا بُرا تھا مرنا ، اگر ایک بار ہوتا

اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا
جو دوئی کی بُو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا

NOT FOR SALE

perfect24u.com

یہ مسائلِ تصوف ، یہ ترا بیان غالبؔ
تجھے ہم ولی سمجھتے ، جو نہ بادہ خوار ہوتا

(دیوانِ غالب)

مشق

۱۔ پہلی غزل کا مطلع لکھیں۔

۲۔ پہلی غزل کے پانچویں شعر کے مطابق شاعر کے گھر اور دشت میں کون سی خصوصیت مشترک ہے؟

۳۔ دوسری غزل کے دوسرے شعر میں محبوب کے وعدے کو جھوٹ جاننے کی شاعر کیا دلیل پیش کرتا ہے؟

PERFECT24U.COM

۴۔ دوسری غزل کے چوتھے شعر میں شاعر اپنے دوستوں سے کیا گلہ کرتا ہے؟

۵۔ مجنوں پہ سنگ اٹھایا، تو شاعر کو اپنا سر کیوں یاد آ گیا؟

۶۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

جھوٹ، شب، دوستی، غم، زندگی، ویرانی۔

ہدایت برائے اساتذہ	اگر کسی لفظ کو حقیقی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں اس طرح استعمال کیا جائے کہ حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کے علاوہ کوئی اور تعلق پایا جائے تو اسے مجاز مرسل کہتے ہیں۔ اساتذہ کرام مثالوں کے ذریعے طلبہ کو مجاز مرسل کی پہچان کرائیں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

بہادر شاہ ظفر

ولادت ۱۷۷۵ء ، وفات ۱۸۶۲ء

ابوالمظفر ، سراج الدین محمد بہادر شاہ ثانی نام اور تخلص ظفر تھا۔ دہلی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام اکبر شاہ ثانی تھا۔ ان کی تربیت قلعۂ معلّٰی کے صاف ستھرے ماحول میں ہوئی اور بہترین اساتذہ سے فیض اُٹھانے کا موقع ملا۔ وہ مغلیہ خاندان کے آخری بادشاہ تھے۔ بادشاہت اس وقت ملی، جب مغلیہ خاندان اپنا وقار کھو چکا تھا۔ بہادر شاہ ظفر کے آباؤ اجداد پورے برِ صغیر کے حکمران تھے، لیکن بہادر شاہ ظفر کی تخت نشینی کے وقت بادشاہت صرف دہلی کے لال قلعے تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ ۱۸۵۷ء میں یہ برائے نام بادشاہت بھی ختم ہو گئی۔ انگریزوں نے بہادر شاہ ظفر کو گرفتار کر کے برما کے شہر رنگون میں قید کر دیا۔ ۱۸۶۲ء میں قید ہی کے دوران میں وفات پائی۔

PERFECT24U.COM

بہادر شاہ ظفر نے شاہ نصیر اور ذوق جیسے بڑے شعرا کی شاگردی کی تھی، لیکن ذہن اس قدر رسا تھا کہ کسی ایک کی بھی تقلید نہیں کی، بلکہ اپنی ایک منفرد راہ نکالی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ظفر کے اشعار سے اُن کے جگر کا خون ٹپکتا ہے۔ سیاسی انتشار اور اقتصادی بدحالی کے سبب اُن کی شاعری احساسِ محرومی، مایوسی، دنیا کی بے ثباتی اور سوز و گداز کی ایک مکمل تصویر پیش کرتی ہے۔ انھوں نے اخلاقی مضامین اور صوفیانہ خیالات بھی خوب بیان کیے ہیں۔ ظفر کی جس غزل کا بھی مطالعہ کیا جائے، اس میں ہمیں دو طرح کے اشعار نظر آتے ہیں۔ ایک تو انتہائی یاس انگیز و دردناک اور دوسرے رنگین، لیکن یہ رنگین اشعار بھی اس احساسِ غم کو چھپانے کی ناکام کوشش معلوم ہوتے ہیں، جو غزل کے پورے ماحول پر چھایا ہوتا ہے۔

NOT FOR SAL

perfect24u.com

غزل

(۱)

یا تو افسر مرا شاہانہ بنایا ہوتا
یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا

خاکساری کے لیے گرچہ بنایا تھا مجھے
کاش خاکِ درِ جانانہ بنایا ہوتا

نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا ھ کو
عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا

تھا جلانا ہی اگر دوریٔ ساقی سے مجھے
تو چراغِ درِ مے خانہ بنایا ہوتا

PERFECT24U.COM

شعلۂ حسن چمن میں نہ دکھایا اس نے
ورنہ بلبل کو بھی پروانہ بنایا ہوتا

صوفیوں کے جو نہ تھا لائقِ صحبت تو مجھے
قابلِ جلسۂ رندانہ بنایا ہوتا

روز معمورۂ دنیا میں خرابی ہے ظفرؔ
ایسی بستی کو تو ویرانہ بنایا ہوتا

NOT FOR SALL

perfect24u.com

غزل

(۲)

لگتا نہیں ہے جی مرا اُجڑے دیار میں
کس کی بنی ہے عالمِ نا پائیدار میں

عمرِ دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

بلبل کو باغباں سے نہ صیاد سے گلہ
قسمت میں قید لکھی تھی فصلِ بہار میں

PERFECT24U.COM

کہہ دو ان حسرتوں سے ، کہیں اور جا بسیں
اتنی جگہ کہاں ہے دلِ داغدار میں

کتنا ہے بدنصیب ظفرؔ دفن کے لیے
دو گز زمیں بھی نہ ملی کوئے یار میں

(دیوانِ ظفر)

NOT FOR SALE

perfect24u.com

مشق

۱۔ پہلی غزل کا مقطع لکھیں۔

۲۔ پہلی غزل کے آخری شعر میں کون سی خاص بات بیان کی گئی ہے؟

۳۔ پہلی غزل کے دوسرے اور تیسرے شعر کی تشریح کریں۔

۴۔ دوسری غزل کے دوسرے شعر میں شاعر نے کون سی خاص بات بیان کی ہے؟

۵۔ دوسری غزل کے قافیے تحریر کریں؟

۶۔ پہلی غزل میں کون سی ردیف استعمال ہوئی ہے؟

۷۔ بہادر شاہ ظفر کا مزار کس شہر میں ہے؟

۸۔ شاعر کو کس شہر میں دفن ہونے کی تمنا تھی؟

۹۔ مندرجہ ذیل مرکبات کس قسم کے ہیں۔

غمِ عشق ، یادِ خدا ، چار دن ، بدنصیب شاعر ، عمرِ دراز۔

۱۰۔ بہادر شاہ ظفر کی دونوں غزلوں میں سے کون سا شعر آپ کو زیادہ پسند آیا؟ پسند کی وجہ بھی لکھیں۔

PERFECT24U.COM

ہدایت برائے اساتذہ	کنایے کے لغوی معنی ہیں چھپا کر بات کہنا، یعنی بات کچھ اس طرح کرنا کہ مدعا کی وضاحت نہ ہونے پائے۔ اصطلاح میں کنایے سے مراد یہ ہے کہ کوئی لفظ اپنے حقیقی معنوں کے بجائے مجازی معنوں میں کچھ اس طرح استعمال کیا جائے کہ حقیقی اور مجازی دونوں مراد لیے جاسکیں۔ اساتذہ کرام مثالوں کے ذریعے کنایے کے مفہوم کو طلبہ کے ذہن نشین کرائیں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

فرہنگ

(اس فرہنگ میں الفاظ کے بالعموم وہ معانی دیے گئے ہیں، جو متن میں مراد ہیں۔)

اخلاقِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مداومت	مسلسل عمل	مقدم	لازمی۔ پہلے
استقلال	مستقل مزاجی	فطرتِ ثانیہ	عادت
صادر ہوتے ہیں	عمل میں آتے ہیں	قوی مانع	بڑی رکاوٹ
سنن	سنت کی جمع، رسول پاکؐ کا طریقہ	متانت	سنجیدگی
		تبرک	پاک۔ برکت کے لیے
مصافحہ	ہاتھ ملانا	تنگدستی	مفلسی۔ غربت
صیغۂ تعمیم	عام مثالوں کے ذریعے۔ عام انداز میں۔	بدوی	صحرائے عرب کا رہنے والا
		تعظیم	احترام۔ عزت
اطاعت شعار	فرماں بردار	آبدیدہ	آنسو بھری آنکھیں
ظرافت	ہنسی مذاق	دام	قیمت۔ جال
ممولا	چھوٹا سا پرندہ	شکم	پیٹ
تنقیہ	اخراج/ آنتوں کو صاف کرنا	گرانی	تکلیف۔ مہنگائی
حالتِ نزع	موت کی حالت	جھپیٹ میں آنا	زد میں آنا

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

اسلام میں گداگری کی مذمّت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
گداگری	بھیک مانگنا	مذّمت	برائی
انسداد	روک تھام	پنج گانہ	پانچ وقت
بیعت	اطاعت کرنا، مرید بننا	حاجت	ضرورت
رفع کرنا	دور کرنا	دھتکارنا	بُرا بھلا کہنا۔ الگ کرنا۔ دُور کرنا
ملعون	لعنتی	حق تلفی	حق مارنا
کملی	چھوٹا کمبل	تاوان	جُرمانہ
دادودہش	سخاوت	مرضِ متعدی	پھیلنے والا مرض، وبا
انصار	مدینہ کے رہنے والے مسلمان، مدد دینے والے		
اضطراری	بے چینی۔ بے قراری		

PERFECT24U.COM

قومی اتفاق

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
حبلِ متین	مضبوط رسّی	نیست ونابود	مٹ جانا، ختم فنا ہوجانا، برباد ہونا
مستحکم	مضبوط	مصالحت	صلح
برادرانِ یوسفؑ	حضرت یوسفؑ کے بھائی	یک جہتی	اتفاق، ایک جیسی سوچ
	جنھوں نے حسد میں آکر	صراطِ مستقیم	سیدھا راستہ
	اپنے بھائی حضرت یوسفؑ	مبدّل	تبدیل
	کو کنویں میں پھینک دیا تھا	یک جہتی	اتفاق/اتحاد

NOT FOR SALE

perfect24u.com

صراطِ مستقیم	سیدھا راستہ	بایں ہمہ	اس کے باوجود
فروعی مسائل	ضمنی/ غیر اہم مسائل	عداوت	دشمنی
اعانت	مدد	ریشۂ گیاہ	گھاس کے تار
تنزّل	زوال	منفعت	فائدہ، نفع
روزِ حشر	قیامت کا دن	بغض وعداوت	دشمنی، حسد
دانست	سوچ عقل	خانقاہ	درویشوں کا ٹھکانا/ درویشوں کی عبادت گاہ
ابنائے جنس	اپنے جیسے انسان، ایک ہی جنس سے تعلق رکھنے والے		

انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اپنے تئیں	اپنے آپ کو	رنج والم	دکھ، مصیبتیں
سوکھا سہا	دبلا پتلا، کمزور	پوشاک	لباس
گڑگڑانا	منّت کرنا، فریاد کرنا	جورُو	بیوی
دُودِ آہ	آہوں کا دھواں	انبوہ	ہجوم، مجمع
بداطواری	بدتمیزی، بری عادتیں	پُرآفت	مصیبتوں سے بھرپور
تُرت پھرت	چستی، تیزی	مستعد	تیار
دردِ قولنج	بڑی آنت کا درد	لاولد	جس کی اولاد نہ ہو
بسورنا	چہرے پر رونے کے آثار ہونا	جوع البقر	گائے جیسی بھوک، نہ ختم ہونے والی بھوک
نابکار	نالائق، بُرا	مذکور	جس کا ذکر کیا گیا ہے
ثُلث	تیسرا حصہ	بردباری	صبر اور حوصلہ

PERFECT24U.COM

perfect24u.com

نصوح کا خواب

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سکوت	خاموشی	وبا	ایسی بیماری جو بڑے پیمانے پر پھیل جائے
کاربراری	کام نکالنا	خفیف	ہلکی
فرداً فرداً	الگ الگ	ماخوذ	اخذ کیا گیا
دارالجزا	سزا یا انعام کی جگہ	متقی	پرہیزگار
دروغ گوئی	جھوٹ، بولنا	مردم آزاری	لوگوں کو تکلیف دینا
وافر	زیادہ	کراماً کاتبین	دو فرشتے جو انسان کے اعمال لکھتے ہیں
دل جوئی	تسلی دینا	مصمّم ارادہ	پکا ارادہ
منحرف	پھر جانا	روزنامہ	کیلنڈر، روزانہ شائع ہونے والا اخبار

PERFECT24U.COM

حج اکبر

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
گلے کا ہار	وہ بچہ جو ہر وقت ماں سے	اکلوتا	والدین کا ایک ہی بچہ
	چمٹا رہے۔ ہر وقت ساتھ رہنا	دہلیز	چوکھٹ
حلیم	صبر کرنے والا	ملائمت	نرمی
حجت	دلیل	خفیف سی	ہلکی سی
اشک ریزی	آنسو بہانا	جُھلّانا	غصے ہونا، ناراضگی کا اظہار کرنا
خانگی تردّدات	گھریلو پریشانیاں	برہنہ پا	ننگے پاؤں
چیں بہ جبیں ہونا	غصے ہونا، ناراض ہونا	جنوں	دیوانگی

NOT FOR SALE

perfect24u.com

دھندوں	کاموں	طائر	پرندہ
گدرایا ہوا بدن	موٹا تازہ بدن	رغبت	دلچسپی
استخوان	ہڈی	خلوت پسند	تنہائی پسند
پنپنا	پھلنا پھولنا	لیل ونہار	رات دن
طفلانہ	بچوں جیسی	سفلہ مزاج	کمینہ مزاج
امرت	آبِ حیات، ایک دوا کا نام	قلق	غم، گھبراہٹ
اُبٹن	خوشبودار مسالہ جو جسم کو ملائم بنانے کے لیے مَلا جاتا ہے۔	اہتزاز	خوشی، تسکین، ہوا کا چلنا، پھولوں کا کھلنا
		معاً	اچانک
قفس	پنجرہ	زائرین	زیارت کرنے والا
منیم	حساب کتاب رکھنے والا	انکسار	عاجزی
رخنہ	خلل، رکاوٹ	مشیت ایزدی	اللہ کی مرضی/ حکم ربانی
یکہ	تانگا، اکیلا، تنہا	ڈھارس	تسلی، دلاسہ
چشم پرنم	آنسو بھری آنکھیں	حج اکبر	وہ حج جو جمعہ کے دن ہو جس کا بہت بڑا ثواب ہوتا ہے۔

PERFECT24U.COM

آرام وسکون

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تردد	فکر، سوچ بچار	نصیبِ دشمناں	دشمن کو نصیب ہو/ دشمن کو میسر ہو
نامراد	کم بخت	سقا	پانی بھرنے والا
کان پر جوں نہ رینگنا	اثر نہ ہونا	نغمہ سرائی	گیت گانا
		علیل	بیمار

NOT FOR SALE

perfect24u.com

مضراثر	بُرا اثر
یک نہ شُد دو شُد	ایک مصیبت ختم نہ ہوتی تھی کہ دوسری مصیبت سامنے آگئی

دستک

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
یکا یک	اچانک، فوراً	ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا	بڑے غور سے دیکھنا
تاہم	پھر بھی		پلک جھپکے بغیر دیکھنا
نقاہت	کمزوری	اصرار کرنا	زور دے کر بات کرنا
ناغہ	توقف، وقفہ، چھٹی		بار بار کہنا

غلام

PERFECT24U.COM

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تکمیل	مکمل کرنا	چانٹا	تھپّڑ
گدّی	گردن کا پچھلا حصہ	طمانچہ	تھپّڑ
قضاوقدر	تقدیر	ملغوبہ	ملی جلی چیزوں کا انبار
خُدا خُدا کر کے	بڑی مشکل سے	منہ چلنا	کھاتے رہنا
موے	کمبخت، نامراد	صلواتیں	گالیاں، برا بھلا کہنا
ٹس سے مس نہ ہونا	کوئی اثر نہ ہونا	ہر فرعونے راموسیٰ	ہر مغرور اور ظالم کو سزا دینے کے لیے اللہ کا ایک نیک بندہ پیدا ہوتا ہے جیسے فرعون کے مقابلے موسیٰ علیہ السلام
ناک میں دم ہونا	بہت تنگ ہو جانا		
گندی ہونا	مار پڑنا		

NOT FOR SALE

perfect24u.com

ٹانٹ	کھوپڑی	مغلانی	گھر میں کام کاج کرنے والی عورت
کارساز	کام بنانے والا (اللہ تعالیٰ)	اُنس	محبت
آیا	بچوں کی دیکھ بھال کرنے والی ملازمہ		
حاضرات	وہ مخلوق جو نظر نہ آئے، جن بھوت		
نیفہ	شلوار کا وہ حصہ جہاں کمر بند یا ازار بند ڈالتے ہیں۔		
بپھرنا	غصے میں آجانا، لڑنے کو تیار ہو جانا		

باپ پر پُوت پتا پر گھوڑا، بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا: اولاد میں ماں باپ کی کوئی نہ کوئی عادت آ ہی جاتی ہے۔

نیلی جھیل

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مجرد	اکیلا، تنہا	مجرب	تجربہ کیا ہوا، آزمایا ہوا
طبلہ نواز	طبلہ بجانے والا	بندہ نواز	غلام کو عزت دینے والا، مالک، مختار۔
بے بہرہ	محروم	تبصرے	تنقید
حسبِ توفیق	اپنی حیثیت کے مطابق	خنک	ٹھنڈا، سرد
کڑے دن	دشوار وقت		
نخلستان	کھجور کے درختوں کا جھنڈ، ریگستان میں سرسبز و شاداب قطعہ		

گیہوں کے ساتھ گھن پستا ہے: گناہ گار کے ساتھ بے گناہ کی بھی شامت آجاتی ہے۔

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

سفارش طلب

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سرد مہری	بے مروتی، توجہ نہ دینا	بہ ہمہ بے تکلفی	تمام تر بے تکلفی کے ساتھ
لونڈے	ناتجربہ کار لڑکے	زِچ کرنا	تنگ کرنا
یورش	حملہ	اقرباء	رشتہ دار
گلوخلاصی	جان چھڑانا	پاجی	شریر، کمینہ
معانقہ	گلے ملنا	خویش پروری	رشتہ داروں کو مراعات دینا
امرت دھارا	آبِ حیات، ایک دوا کا نام		رشتہ داروں کو نوازنا
عساکر	افواج	کج کلاہ	سر پر ترچھی ٹوپی رکھنے والا/مغرور
خاکسار	عاجز	مستحسن	اچھا، قابلِ تعریف
یاس	مایوسی، نااُمیدی	رسائی	پہنچ
لنگوٹیا یار	بچپن کا دوست	برأت	رہائی، بری ہونا،
گتھم گتھا	ہاتھا پائی، لڑنا جھگڑنا	قلع قمع ہو جانا	جڑ سے ختم کرنا

PERFECT24U.COM

حمد

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سِوا	زیادہ، بڑھ کر	حمد سرا	حمد سُنانا، خُدا کی تعریف بیان کرنے والا
مقدّم	اہم، ضروری، پہلے	بھید	راز
محرم	دوست، ہم راز	کملی	موٹی چادر

NOT FOR SALE

perfect24u.com

مگن	اپنے حال میں مست رہنا	مہک	خوش بُو
بِن	بغیر	خیرہ وسرکش	نافرمان، باغی
دم بھرنا	تعریف کرنا، دعویٰ کرنا	سدا	ہمیشہ
عصیاں	گناہ	آفاق	اُفق کی جمع، پوری دُنیا
خلعت	وہ لباس جو بادشاہ کسی کو انعام کے طور پر عطا کرے		

نعت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سوئے طیبہ	مدینہ منورہ کی طرف	دِن پھر جانا	قسمت بدل جانا، حالت بہتر ہو جانا
لشکرِ اندوہ	بہت زیادہ غم، غموں کے لشکر	نخل	درخت
راہِ راست	سیدھا راستہ	زائر	زیارت کرنے والا
طائر	پرندہ		

PERFECT24U.COM

برسات کی بہاریں

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بوند	قطرے	تن	بدن، جسم
نوبت	نقارا، ڈھول، حالت ہونا	قمری	ایک پرندہ
پپیہا	ایک سُریلی آواز والا پرندہ	پنکھ	پر، بازو
واں	وہاں	معطر	عطر میں بھیگا ہوا، خوشبودار

NOT FOR SALE

perfect24u.com

طلوع اسلام

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
لم یزل	جسے کبھی زوال نہ آئے	گماں	شک
چرخ	آسماں	نیلی فام	نیلے رنگ کا
کارواں	قافلہ	مکیں	رہنے والے
جاوداں	ہمیشہ رہنے والا	حنا بند	مہندی لگانا
عروس	دلہن	ممکنات	جو ہونا ممکن ہے
مضمر	چھپا ہوا	جہانِ آب و گل	مٹی اور پانی سے بنی ہوئی دنیا، مراد ہماری دنیا
ارمغان	تحفہ/ ہدیہ	سرگزشت	کہانی، تاریخ
ملت بیضا	مسلمان قوم/ روشن قوم	صداقت	سچائی
مقصود	مقصد	روح الامین	حضرت جبرائیلؑ کا لقب
بتاں	بت کی جمع	فراوانی	کثرت
احرار	حُر کی جمع، آزادی پسند	رمز	خفیہ اشارہ
اخوت	بھائی چارہ	فراوانی	زیادہ ہونا
میانِ شاخساراں	شاخوں کے درمیان	مرغِ چمن	چمن کے پرندے
گماں	شک	بیابان	ویرانہ
قندیل	چراغ	رہبانی	ترکِ دُنیا کرنے والا
استبداد	ظلم و ستم	جادہ پیا	مسافر
تحمل	صبر و حوصلہ	شگاف	دراڑ، سوراخ
در	دروازہ	زندانی	قیدی

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

محکم	مضبوط، پختہ	المنانی	جرمن قوم
عدالت	انصاف، برابری، کچہری		

میر تقی میرؔ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مونس	غم خوار/ ہمدرد	ہجراں	جدائی
ڈھب	اچھا طریقہ	ہمدم	دوست

خواجہ حیدر علی آتشؔ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اشک	آنسو	خلقِ خدا	اللہ تعالیٰ کی بنائی چیزیں، مخلوق
غائبانہ	غیر موجودگی میں	زر	سونا، دولت
کف	ہتھیلی، جھاگ	اسیر	قیدی
جلوہ گر	موجود، رونق دکھانے والا	صیاد	شکاری
رگِ گُل	پھول کے اندر موجود ریشے	عندلیب	بلبل
کج	ٹیڑھا	مدّعی	مخالف، رقیب، حریف، دعویٰ کرنے والا
مے	شراب	عدم	موت، نہ ہونا، ختم ہونا
دیار	ملک	ہستی	زندگی، دُنیا
رفیق	دوست، ساتھی	بدرقہ	ساتھی، رہنما
عنایت	مہربانی	پروردگار	پالنے والا، ربّ، اللہ تعالیٰ
ناگوار	ناپسند	مسافرنواز	مسافروں کو نوازنے والا
بہتیرے	بہت زیادہ	خار	کانٹا
قارون	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا ایک مالدار اور نافرمان شخص جو اللہ کے حکم سے اپنے مال و دولت اور خزانوں سمیت زمین میں دھنس گیا تھا۔		

PERFECT24U.COM

NOT FOR SALE

perfect24u.com

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
وصال	ملاقات	خُلد	جنّت
خلِش	چُبھن، درد	ناصح	نصیحت کرنے والا
چارہ ساز	تدبیر بتانے والا، معالج	غم گسار	ہمدرد
	مدد کرنے والا	تشنہ	پیاسا
ہنوز	ابھی تک	رضوان	جنت کا داروغہ
دیدۂ تر	آنسوؤں سے بھری آنکھیں		

بہادر شاہ ظفرؔ

PERFECT24U.COM

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
شاہانہ	بادشاہوں جیسا	گدایانہ	فقیروں جیسا
خاکساری	عاجزی	درِ جانانہ	محبوب کا دروازہ
ظرف	برتن	پیمانہ	پیالہ
صد چاک	سو جگہ سے پھٹا ہوا	شانہ	کنگھی، کندھا
صحبت	دوستی	مے خانہ	شراب خانہ
معمورہ	آبادی، بستی	دیار	ملک
عالم ناپائیدار	فانی دنیا	صیاد	شکاری
فصل بہار	بہار کا موسم	کوئے یار	محبوب کی گلی

NOT FOR SALE

perfect24u.com

مؤلفین کا تعارف

۱) **عنایت الحق خٹک** (ایم اے اُردو، ایم ایڈ)

۱۹۷۷ء سے یونیورسٹی پبلک سکول پشاور یونیورسٹی میں اُردو پڑھا رہے ہیں۔ اپنے سکول میں بزمِ ادب کے انچارج ہیں۔ پشاور میں تدریس اردو کے حوالے سے منعقد ہونے والی ورکشاپ میں بطور ریسورس پرسن شرکت کرتے رہے ہیں۔

اُردو لازمی کی نصابی کتاب ''بہارِ اردو'' برائے جماعت نہم اور ''بہارِ اردو برائے جماعت دہم'' ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور کے مؤلف بھی رہے ہیں۔ ''خزینۂ گوہر، گوہرِ بیان'' اور مؤثر تدریس'' ان کی تصانیف ہیں۔

PERFECT24U.COM

۲) **قیصرہ جہانگیر** (ایم اے اُردو، ایم ایڈ)

۱۹۸۷ء سے پشاور ماڈل سکول میں تدریس اردو کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔ ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور کی اردو لازمی کی نصابی کتاب بہارِ اردو جماعت نہم اور بہارِ اردو برائے جماعت دہم کی مؤلفہ بھی رہی ہیں۔

NOT FOR SALE

perfect24u.com

اَنَا خَا تَمُ النَبِیّن لَا نَبِیَّ بَعُدِیُ

ترجمہ: میں (محمد ﷺ) آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(صحیح بخاری شریف، مسلم شریف، سنن ترمذی)

PERFECT24U.COM

حلال کمائی کی لذت اُس شخص کو محسوس ہوتی ہے
جو حرام کمائی چھوڑنے کی مکمل کوشش کرتا ہے۔

(حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

NOT FOR SALE